نوٹس

سوامی رام تیرتھ جی مہاراج کے مفصلہ ذیل ورکس (works) مختلف زبانوں میں راقم سے مل سکتے ہیں۔ جو صاحب مفصل فہرستیں منگوائیں یا حالات دریافت کرنا چاہیں وہ آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیجدیں ؎

(۱) رام برشا اُردو جلد اوّل - قیمت قسم اعلیٰ و مجلد ۱۰ ار قیمت قسم ادنیٰ دبا جلد ۶ ار

(۲) رام برشا ہندی جلد اول مجلد ... ۱۰ ار

(۳) " جلد دوم مجلد ... ۱۰ ار
اِس میں سوامی رام جی کا مختصر جیون چرتر بھی ہے

(۴) رام اُپدیش بزبان اُردو - جس میں وہ آخری مضمونِ رام بھی درج ہے جس کو لکھنے کے چند گھنٹے بعد سوامی رام جی کا سریر چھوٹ گیا۔ ۲ ار

(۵) کلیاتِ رام بزبان انگریزی تین جلدوں میں قیمت فی جلد مجلد عار ۶ ار

(۶) منتخب جلد بزبان انگریزی شائع کردہ گنیش اینڈ کمپنی مدراس۔ صرف عہ

(۷) سوانح عمری پرم ہنس سوامی رام تیرتھ جی معہ انکی تعلیم کے۔ بزبانِ اُردو شائع کردہ پنڈت رام چندر جی صاحب۔ سابقہ ایڈیٹر "آکاش"۔ ۲ ار عہ

المشتہر

امیر چند۔ پبلشر کلیاتِ رام
پریم دھام - بڑا دریبہ - دہلی

(۴) Oct 7. 06

Peace ! Blessings !! Love !!!

بھگوان!

تمہارا پریم کا کارڈ ابھی ملا۔

گنگا کے کنارے بڑے سُندر ستھان پر پُر فضا میدان میں ایک چھوٹی سی سُندر کٹیا رام کے موسم سرما کاٹنے کے لئے مہاراجہ صاحب نے بنوادی ہے۔ اِس لئے اب سے چھ سات مہینے تک ذیل کا پتہ رہیگا:

پتہ
سوامی رام تیرتھ
معرفت ڈاکخانہ
ٹہری گڑھوال ریاست ہمال

اوم اوم اوم اوم اوم

اطلاع

سوامی رام تیرتھ جی مہاراج ایم۔اے کے کُل لیکچر خطوط و نظمیں وغیرہ (ہر زبان کے) رجسٹرڈ ہیں۔ اور تمام حقوقِ ترجمہ وغیرہ بھی محفوظ ہیں۔ لہٰذا کوئی صاحب بلا اجازت شریمان آر۔ ایس۔ نارائن سوامی جی۔ شاگرد رشید پرم ہنس شری سوامی رام تیرتھ جی مہاراج۔ یا پبلشر کلیاتِ رام کے قصدِ طبع نہ کریں ۔

امیر چند۔ پبلشر کلیاتِ رام
پریم دھام۔ بڑا دریبہ۔ دہلی

کوئی پچاس ڈبل صفحہ کا انگریزی مضمون Indian Review
کو بھیجا جا چکا ہے۔ جب چھپ جائیگا اُس کا اُردو ترجمہ بھی شانتی[1] پرکاش جی کے
ذمّہ ہے ؞
ایک اُردو مضمون[2] "عروجِ مَسلک" عنقریب "زمانہ" کو جانے والا ہے . . .

. . . .

Your own Self
as
Swami Râma Tirtha

---

[1] شانتی پرکاش لالہ سُرجن لال صاحب مانڈے کا تخلّص ہے اور یہ وہ صاحب ہیں جن کے نام کا خط صفحہ ۲۰۲ پر دیا گیا ہے ؞

[2] میداں ریاست ٹھہری میں لیدیل گانو کے نزدیک ہے اور عین بھاگیرتی گنگا کے کنارے پر واقع ہے۔ اِس میں سوامی جی کے واسطے ایک چھوٹی سی کُٹیا اُنکے حسب بندمہاراجہ ٹھہری تیار کروانے لگے تھے اُس کُٹی کا ابھی بہت تھوڑا ہی حصّہ تیار ہُوا تھا کہ سوامی جی نے گنگا کی چھاتی سے وصل پایا اور ہمیشہ کے لئے جہان کو الوداع کی۔ بعدازاں یہ کُٹیا (چھوٹا سا کمرہ) جو رام کے لئے مہاراجہ صاحب ٹھہری تیار کروا رہے تھے نارائن کے لئے مکمل کروا دیا گیا اور کچھ دوسرے پیاروں نے بھی ایک دو نئے کمرے بنوا دیئے اِس طرح سے وہ ستھان رام کی یادگار میں رام کے مٹھ کے نام سے اب مشہور ہو رہا ہے ؞

[3] یہ مضمون رائے بہادر لالہ بیجناتھ صاحب کی تصنیف موسومہ "شاستروکت اُپاسنا" کے شروع میں بطور دیباچے کے دیا ہُوا ہے ؞

[4] یہ مضمون (خودمستی وتشکیک عُروج) وہ ہے جو سوامی جی آخرِ دم تک لکھ رہے تھے اور جسکے ختم کرنے کے چند منٹ بعد ہی گنگا میں اشنان کرتے کرتے سوامی جی گنگا کی لہروں پر سوار ہو گئے اور پھر گو گنگا نے اپنے پیارے دُلارے کو اپنی گود میں لیکر اپنی بغل میں چھپا لیا۔ (نارائن)

جہاں فرشتہ بھی دم نہ مارے — وہاں کوئی کیا دھرے قدم کو
نہ مہر پہنچے نہ بار مہ کو — گزر زباں کو دخل قلم کو
ہزار بلبل کرے ارادہ گلوں سے — پھیرا اپنے چشم سم کو
بھلا وہاں کس طرح سے جائے — اور کون پاسکے میرے صنم کو

میں دیکھوں ہوں سب کے ہو سر پڑو ہی — پر اپنا نور رکھتا وہ سر ہی نہیں
یہ ستم ہے کہ اُسکے ہیں چشم کہاں؟ — پر ایسی کسی کی نظر ہی نہیں
ہے دیر و حرم میں وہ جلوہ کناں — پر اپنا نور رکھتا وہ گھر ہی نہیں۔
ہے نور کا اُسکے ظہور کھلا — پر ہے وہ کہاں یہ خبر ہی نہیں
وہ شجر ہے بہار سدا ہے جسے — کبھی بادِ خزاں سے خطر ہی نہیں
کوئی لاکھ طرح سے بھی مارے مجھے — پر میرا تو کٹتا یہ سر ہی نہیں
وہ مکان ہے میرا تنہائی ہیں — یاں شمس و قمر کا گزر ہی نہیں
نہ تو آب و ہوا نہ تو آتش واں — کوئی میرے سوا تو بشر ہی نہیں
دِرِ دل کو ہلا۔ کر درشن آ — کہیں کرنا تو پڑتا سفر ہی نہیں
جسکے قبضہ میں گنج ہے وحدت کا — کوئی اُس سے تو دولت ور ہی نہیں

ٹیہری سے کوئی ۵ میل اُوپر گنگا جی کے کنارے ایک پُر فضا میدان میں یہ موسم سرما بسر ہوگا۔ رام ٹیہری آگیا ہے۔ فی الحال سرکاری کوٹھی بھلنگ گنگا کنارے (سیملاسُو) اُترا ہوا ہے۔

رائے بیجناتھ صاحب کو ایک مضمون ہندی بھاشا میں "اُپاسنا" پر بھیجا گیا ہے۔ (Foolscap 40 long pages) اُس کا اُردو ترجمہ اگر شانتی پرکاش جی چھپوا دیں تو اچھا ہے۔

(۲)

۱۲ر جولائی سنہ ۱۹۰۶ء
وسِشٹھ آشرم۔
ٹِہری۔ گڑھوال ڈاکخانہ

پیارے بھگوان!

اوم! اوم!! اوم!!!
آنند! جے!

آپ کا ۱۸ر جون کا پوسٹ کارڈ اِن پہاڑوں میں آج ملا۔ اِس کا جواب تو پہلے ہی بھیجا جا چکا ہے۔ یہ مقام ٹِہری سے دو دن کا راستہ ہے۔ اُتّر کاشی۔ ٹِہری کیدار ناتھ کے پاس والا اُتّر جگی نارائن اور سری نگر یہاں سے تقریباً برابر برابر فاصلہ پر پڑتے ہیں یہ مقام مرکز میں ہے۔

ایک "والمیکی رامائن" پوری سب جلدیں سنسکرت میں خرید کر خواہ بھیجدیں خواہ خود ساتھ لے آئیں۔

پرم آنند کی لہروں پر لہریں موجزن ہیں۔ خوشی کے فوّارے چھُوٹ رہے ہیں۔
سب کو اوم آنند۔ آنند۔ پرم آنند۔ رام Râma

زندہ رہو رے جیا۔ زندہ رہو رے

گھر تیرے سدا سُہاگ رے	سُورج وَت اُگھرے بھاگ رے
جاگ رے لالن! جاگ رے	زندہ رہو رے جیا! زندہ رہو رے

(۳)

ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء

Peace! Blessings!! Love!!!
Joy! Joy!! Joy!!!
Most Blessed Divinity,

آپکا ۸ر اگست کا خط معہ شانتی پر کاش جی کے پوسٹ کارڈ کے آج ۲۳ر ستمبر کو ملا منصوری وغیرہ جیسا بھی کچھ ہو گیا پرم آنند ہی پرم آنند ہے۔

صبا بھی چلنے سے ٹھہر ٹھہر اُٹھے — نہ دل کو طاقت نہ تاب دم کو

خطوط بنام لالہ رام گھبیر لال صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر آنریری مجسٹریٹ فیض آباد

(۱)

باسسشٹ آشرم
۱۹ جون ۱۹۰۲ء

بھگوان! اوم آنند۔ آنند۔ جے۔ جے۔ اوم

بابو سُرجن لال پانڈیا کی مُرسلہ کتابیں پہنچ گئیں۔ اوم۔ آنند
ابھی چند سال تک تو رام نیچے نہیں آئیگا۔

ڈیرہ دُون سے منصُوری ایک دن کا راستہ ہے۔ منصُوری سے ٹیہری کوئی دو یا تین دن کا۔ ٹیہری سے واسسشٹھ آشرم دو یا تین دن کا۔ عام رفتار والے کیلئے
ماہ اگست میں آپ تشریف لا سکتے ہیں۔

دُنیا کے سب بکھیڑے	جھگڑے فساد جھیڑے
دِل میں نہیں رڑکتے	نہ نگاہ کو بدل سکتے
گویا گلال ہیں یہ	سُرمہ مثال ہیں یہ
پیتا ہُوں نُور ہر دم	جامِ سرور پیہم
ہے آسمان پیالا	وہ شرابِ نُور والا

اوم آنند! آنند!! جے جے۔ ٹھٹھ آپکے بھائی صاحب اور سب کو آنند

ऐतरेय ब्राह्मण (including the आरण्यक)
समाप्त might be ordered from
Messrs Gopal Narayana & co.
Kalkadevi Road
Bombay
and sent to your ownself Râma

خط بنام بابو سُندر لعل صاحب پانڈے سیکریٹری دھارم سبھا فیض آباد

महाभारत
आश्वमेध पर्व

(مہابھارت اشومیدھ پرب) میں راجہ جنک کا رُوحانی تجربہ :-

اپنے مزے کی خاطر گل چھوڑ ہی دیئے جب ॥ تو دونوں زمین کے گلشن میرے ہی بن گئے سب
چکھنے زباں کے رس سے کُل ترک کر دیئے جب ॥ بس ذائقے جہاں کے میرے ہی بن گئے سب
خود کے لیئے جو مجھ سے دیدنگی و بو چھوٹی ॥ تو حُسن کے تماشے میرے ہی بن گئے سب
اپنے لیئے جو چھوٹی خواہش ہوا خوری کی ॥ بادِ صبا کے جھونکے میرے ہی بن گئے سب
سننے کی غرض سے چھوڑا سُننے کی آرزو کو ॥ اب راگ اور باجے میرے ہی بن گئے سب
جب بہتری کے اپنی فکر و خیال چھوٹے ॥ فکر و خیالِ رنگیں میرے ہی بن گئے سب
آیا عجب تماشا - میرا نہیں ہے کچھ بھی ॥ دعوٰی نہیں ذرا بھی اس جسم و اسم پر بھی
یہ دست و پا ہیں سب کے آنکھیں ہیں سب کی ॥ دُنیا کے جسم لیکن میرے ہی بن گئے سب

بھگوان! خواہ بابو رام رگھبیر لال جی سے مہیا کروا کر اور خواہ خود خرید کر یہ دو کتابیں جلدی ارسال فرمانا :- (۱) قرآن (عربی) - (جتنی چھوٹی جلد ہو اتنا ہی اچھا ہے) بھگوت گیتا مُول بھی بابو رام رگھبیر لعل جی کو کہکر ضرور بھجوا دینا ॥

From Râma
at Vâsishthâshram
Basoon
Tehri Garhwâl P. O
Himalâyâs

از رام
باشِشٹ آشرم
ڈاکخانہ ٹیہری گڑھوال

علوم زراعت (Agriculture) نباتات (Botany) اور طبقات الارض (Geology) میں جو ترقّی تم محکمۂ بند و بست میں کر سکتے ہو کالجوں میں ہرگز نہیں کر سکتے۔ کوئی کتاب اگر ایک دفعہ پڑھنے سے سمجھ میں نہ آئے۔ تو دُوبارہ پڑھنے سے صاف ہو جائیگی۔ اگر پھر بھی نہیں تو تیسری بار پڑھو۔ خود بخود سب مطلب حل ہو جائیگا۔ تم علم حاصل کرنے کیطرف دھیان کرو۔ کالج کی ڈگریوں کو چولھے میں ڈالو۔ یہ ڈگریاں ہاتھی کے دکھانے کے دانت ہیں۔ کھانے کے نہیں۔ علم پڑھا ہؤا کہیں ضائع نہیں جاتا۔ علم کو علم کی خاطر تحصیل کرو۔ دُنیا کی ڈگری کی خاطر نہیں۔ زندگی میں یہ بیرونی ڈگریاں کسی کام کی نہیں آتیں ؞

جو لوگ اپنی لیاقت بڑھاتے چلے جاتے ہیں اُنکی ترقّی خود بخود ہو جاتی ہے اور جو لوگ ترقّی کے پیچھے دَوڑتے ہیں۔ نہ تو اُنکی لیاقت ہی بڑھتی ہے اور نہ ترقّی ہی ہوتی ہے۔ جنھوں نے یہاں کُچھ نہیں کیا وہ جاپان اور امریکہ میں بھی کچھ نہیں کرینگے۔ جو ہونہار ہیں وہ یہیں گھر بیٹھے جاپان اور امریکہ والوں سے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ چلتے پھرتے بیٹھے کھڑے منٹ منٹ سے تم کام لے سکتے ہو ؞

محکمۂ بند و بست میں رہتے رہتے Agriculture, Geology, اگر تم پڑھ لو Botany, Chemistry تو تمہارا جاپان یا امریکہ میں جانا مُفید ہو سکتا ہے ورنہ ہرگز نہیں۔ مضامین بالا پر

Macmillan's Science Primers

منگاؤ ہر ایک کی دس یا بارہ آنہ قیمت ہے۔ تقریبًا ہر ایک انگریزی کتب فروش سے مِل سکتی ہے۔ یا "پورن سُوتر منڈی۔ لاہور" کو لکھدو۔ پُورن جی کوئی ایک آدھ Science Primer کہیں سے لیکر تمہیں بھیج دینگے۔ باقی خود منگا لینا ؞

Your own Self Râma

اِس بات کا خیال نہیں کہ میرا پیٹ بھرنے کو روٹی میرے پاس موجود ہے تو شانتی سے ست سنگ اور بھجن کو کچھ وقت دوں ۔ بلکہ یہ بھوت سر پر سوار رکھتے ہیں کہ اور لوگ زیادہ روٹیاں کیوں لے گئے ۔ میں پیچھے کیوں رہ گیا ؟ ۔ اِس قسم کی تقلید کے بندے دُنیا میں بہت کثرت سے ہیں ۔ یہ لوگ رُوحانی بچے ہیں ۔ ایسے لوگ عقل کے کچے ہیں ۔ ایسے اشخاص ترقی نہیں کر سکتے ۔ دُوسری قسم کے لوگ دُنیا میں وُہ ہیں جو موجودہ فرائض کو دِل لگا کر پُورا کرتے ہیں ۔ اور کام کو پرمیشور کا کام یا ہرج کا کام سمجھ کر کرتے ہیں ۔ تنخواہ یا اُجرت کے خیال سے نہیں کرتے بلکہ کام میں خود مزا لیتے ہیں ۔ خواہ کیسا ہی کام ہو اُس کام میں کمال کر دینا اُنکی غرض ہوتی ہے ۔ سفارشیں لڑانا اِن نیک بختوں کا کام نہیں ہوتا ۔ ایسے لوگوں کی تعداد ہندوستان میں آجکل کم ہے ۔ مگر ترقی پرمیشور ایسے ہی شخصوں کو دیتا ہے ۔ پہلی قسم والے لوگ مُنہ تکتے ہی رہ جاتے ہیں ۔ اِسی محکمۂ بندوبست میں کام کرتے کرتے پنڈت رام دھن جی موجودہ عُہدے پر پہنچے ۔ اِسی محکمۂ بندوبست میں کام کرتے کرتے پنڈت پرسرام جی پٹواری پن سے بڑھتے بڑھتے آج اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بن گئے ۔ بولو اِن لوگوں کی کس نے سفارش کی تھی ؟ کام کو دِل لگا کر کرو بھیڑ کانے والوں کی باتیں مت سُنو ۔ ست سنگ اور بھجن کو خیال دو ۔

سن ۱۹۰۵ء سے سنہ ۱۹۰۶ء تک محکمۂ بندوبست میں اگر ”دِل و دِماغ کو خراب کیا ہے“ تو قصور کس کا ؟ محکمۂ بندوبست کا تو قصور نہیں ۔ یہ مُبارک محکمہ ہے ۔ اِس میں گھومنے چلنے پھرنے کا موقع مِلتا ہے ۔ جو بدن کو صحت میں رکھے گا ۔ دِماغ کو تر و تازہ بنائیگا ۔ اِس محکمہ میں رہ کر تُم سرکاری کام کے علاوہ وقت کو پڑھنے لکھنے مطالعۂ علُوم ست شاستر کے بچار میں صرف کرو یا زراعت ۔ علمِ نباتات (Botany) علمِ طبقات الارض (Geology) ریاضی وغیرہ کی کتابیں منگا کر پڑھتے رہو

رام۔ آجکل ایکانت سیون کر رہا ہے۔ جب آپکے علاقہ کی طرف آنا ہوگا۔ آپ کو اطلاع دیجائیگی +

پیارے! آپنے بہت ترقی کی ہے۔ آپ کی تحریر ثابت کر رہی ہے۔ شاباش! شاباش!! پنڈت رام دھن صاحب۔ بابو رامجیداس صاحب۔ لالہ میلا رام صاحب اور سب کو اوم آنند ہو۔ سو جو خدا کو دیکھتا ہو تو میں دیکھتا ہوں تم کو + میں تو دیکھتا ہوں تم کو۔ جو خدا کو دیکھتا ہو +

آپ کا اپنا۔ رام

نوٹ:۔ گوسائیں برج لال جی گوسائیں تیرتھ رام جی کے بھتیجے تھے۔ جب سوامی رام گرہستھ آشرم میں تھے تو اُن دنوں یہ (گوسائیں جی) اُن کے پاس رہتے تھے اور وہیں سکول میں تعلیم پاتے تھے سوامی جی کی سفارش سے اِن کو جموں میں ملازمت ملی تھی۔ پہلے بہ حلقۂ پٹواریاں میں داخل ہوئے بعد ازاں فوراً قانون گو کے درجے تک ترقی پاگئے اور آجکل ریاست جموں ضلع اُتّم پور کی رام نگر تحصیل میں منصرم کے عہدے پر ممتاز ہیں اور جلد نائب تحصیلدار ہونے والے ہیں۔ جب سوامی رام خانہ داری کی زندگی برطرف کرنے لگے یعنی جب جنگلوں میں بسر کرنے لگے تو اُس سے تھوڑا ہی پہلے گوسائیں برج لال کو جموں برائے ملازمت بھیجا تھا۔ اور محض ۵ برس کے اندر اندر اتنی ترقی پاجانے پر رام نے اِن کو شاباش دی ہے + (مُصنّف)

مقابل ماؤنٹ ایورسٹ (ہمالیہ) ۲۸ جون ۱۹۰۵ء

Opposite Mount Everest Himalayas (۲)

پیارے برج لال!

اوم آنند ۔ اوم آنند ۔ اوم آنند

تمہارا خط آیا۔ پیارے! دُنیا میں دو طرح کے لوگ ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو ہر وقت دِل تنگ رکھتے ہیں۔ قناعت نہیں۔ شُکر نہیں۔ اِرد گرد کے سامانوں سے کبھی موافقت نہیں۔ بڑے سے بڑا عہدہ بھی مل جائے تو دِل ناراض رکھتے ہیں۔

رشی تم ہو۔ اوتار سب سے بڑے | یہ سب دیکھ بولا۔ لگا تھقہے

بڑا ہی نہیں بلکہ چھوٹا بھی ہوں
نہ مجھ دو دیکھے گا سب میں ہی ہوں

(۷) بدن درد و پیچش سے سیماب تھا | تپ سخت و ریزش سے بیتاب تھا
نشہ گیان کا جوں مئے ناب تھا | وہ گاتا تھا۔ گویا مرض خواب تھا
مٹا جسم جو نقش بر آب تھا | نہ بگڑا مرا کچھ کہ خود آب تھا

جہاں بھر کے ابدانِ خوباں میں ہوں
میں ہوں رام ہر ایک کی جاں میں ہوں

(۸) نسیم بہاری چمن سب کھلا | ابھی چھینٹے دے دے کے بادل چلا
گلوں کا بوسہ لو۔ چاندنی کا ملا | جوان نازنیں اک سراپا بلا
ہوئی جوش میں لا تخلیہ کیا بھلا! | قریب آئی گھوری ہنسی کھل کھلا
نہ جادو سے لیکن ذرا وہ ہلا | نگہ سے دیا کام کو جھٹ چلا

کہ سب حسن کی جان میں ہی تو ہوں
مہ و مہر کے پران میں ہی تو ہوں

سکی جب نہ شو برج میں رسپک چلا ∴ پری بن گئی خود مجسم حیا

رام

خطوط بنام گوسائیں برج لال ملازم بندوبست ضلع کمبر ریاست جموں

(۱) مقام ٹیلکر باج۔ ضلع اجمیر۔ فروری سنہ ۱۹۰۵ء

پیارے آتم دیوا! اوم آنند۔ آنند۔ آنند

جے! جے!! جے!!!

برف کی لگی اُس گھڑی اِک جھڑی | کبھی برف باری تو آندھی چلی
بدن کی تو گت بیدِ مجنوں سی تھی | پہ دل میں تھی طاقت لبوں پہ ہنسی

کہ سردی کی بھی جان میں ہی تو ہوں
عناصر کے بھی پران میں ہی تو ہوں

(۳) بیابان تنہا۔ لق و دق غضب | اِدھر معدہ خالی۔ اُدھر خشک لب
اُٹھائی نگہ سامنے ہائے عجب! | لڑی آنکھ اِک شیرِ غُرّاں سے تب
یہ تیزی سے گھورا گیا شیر دب | جلالِ جمالی تھا۔ چتون میں اب

کہ شیروں کی بھی جان میں ہی تو ہوں
سبھی خلق کے پران میں ہی تو ہوں

(۴) بلا منجدھارا میں کشتی گھری | یہ کتنا تھا طوفاں کہ ہوں آخری
تھپیڑوں سے جھٹ پٹ چٹان م پہ چڑی | اُدھر بجلی بھی وہ گرتی وہ گری
تبسم میں جرأت بھری تھی نری | تھا تھامے ہوئے بانس جوں بانسری

کہ طوفاں کی بھی جان میں ہی تو ہوں
عناصر کے بھی پران میں ہی تو ہوں

(۵) بُرے طور تھے لوگ سب چھیڑتے | ٹھٹھولی سے تھے پھبتیاں گھڑ رہے
تڑا تڑ تڑا تڑ وہ پتھّر جڑے | لہو کے نشاں سر پہ رُخ پہ پڑے
پیا پے تھے زخم اور صدمے کڑے | تھے دیدے و لب مسکراہٹ بھرے

کہ اِس کھیل کی جان میں ہی تو ہوں
یہ لیلا کے بھی پران میں ہی تو ہوں

(۶) ہزاروں جمع پوجا سیوا کو تھے | تھے راجے چنور مورچھل کر رہے
تھے دیوان دھوتے قدم شوق سے | تھے خدمت میں حاضر مدح خواں کھڑے

سُروپ آتما میرا ہے - گویا جسم و اہم کو بیچ دو - اور اُس جیوتی سُروپ آتما کو خرید لو
(جسم اور جسمانی ضروریات پرماتما کے حوالے کردو - وہ جانے اُس کا کام - پرماتما
کو تم اپنا کرلو - بھُوسے نہ پائیے - اپنا آرام اپنا چین اور راحت پرماتما میں رکھو
(قرار دو)

ع تُم ہمارے ہو ہم تُمہارے ہیں ٭
نیز چلتے پھرتے بیٹھے کھڑے اپنے من میں اوم (ॐ) یہ منتر جپتے رہا کرو ٭
اگر ہوسکے تو "لاہور - شُوتر منڈی - آنند پریس" سے رسالہ الف کی تینی
جلدیں دستیاب ہوسکتی ہیں - منگالو اور اُنہیں پڑھا کرو -
اِس طور سے سب امراض دُور ہوجائینگے ٭

خط بنام سوامی شوگن آچاریہ منصرانوامی

پرتاب نگر ٹیہری گڑھوال -　　بھگوان !

رام برشا کی ایک کاپی خط ہذا کے ساتھ بھیجی جاتی ہے - جہلم والے رائے بھوانی
داس ایم - اے - ایک دو دن میں یہاں آنے والے ہیں - مذکورہ ذیل نظم گیانی کو رام
تمام نوجوان طالبانِ حق کو حفظ یاد رکھنے کی سفارش کرتا ہے ٭

(۱) سما دوپہر ماہ تھا جُون کا　|　جگہ کی جو پُوچھو ؟ خطِ اُستوا
تمازت نے لُو کی دیا سب جلا　|　حرارت سے تھا ریگ بھی بھُونتا
بدن موم ساں تھا پگھلتا پڑا　|　یہ لب سے تھا خندہ پر دیا ہُوا
کہ گرمی کی بھی جان مَیں ہی تو ہُوں
عناصر کے بھی پران مَیں ہی تو ہُوں

(۲) سما نیم شب ماہ تھا جنوری　|　ہمالہ کی برفیں سیاہ رات تھی

(۳)

ریاست ٹیہری گڑھوال
۸ مئی ۱۹۰۲ء

پیارے آزاد رام!

کیا رام کے لئے ابھی تک دنیا کی کسی بھی چیز کا اپنا طرز دنا ممکن ہی رہا

یہاں تو ہر شے کو رام کے تئیں مژدہ تحمل دیئے بغیر چارہ نہیں۔

کلیہ عشق کو سینہ کی دیجئے تو سہی! | تماشہ کرشنا کبھی سیر کیجئے تو سہی
غضب کی قابل غارت ہی آئی دل تو | شتاب فتوے نادر بھی دیجئے تو سہی
خدا کے خانہ و اسباب مثل تیروں کے | مزا مرد و کاشفاوں کا لیجئے تو سہی
کرو شہید خودی کے سوار کو رہ کر | یہ جسم گو لذیذ بے بار کیجئے تو سہی
ہے خم تو مے سے لبالب یہ تشنہ کامی کیوں | تو توڑ مہر خودی مے بھی پیجئے تو سہی
مزا دکھائیے کہہ دو جو رام ہیں ہی ہوں | زمیں زماں کو بھی یوں رام کیجئے تو سہی

خط بنام لالہ نند کشور صاحب متھراواسی

از رام - مقام پرتاب نگر ٹیہری گڑھوال - قریب اپریل ۱۹۰۲ء

اوم

پیارے!

صبح و شام ایکانت (تنہائی) میں بیٹھ کر پرمیشور کا ایسے طور سے دھیان کرو کہ دل میں سما جائے یا یوں کہ دل اس میں محو ہو جائے۔ مثلاً

ایسے پرکاش کے روپ میں دھیان کرو کہ سورج کے نور سے بھی تیز۔ اور چاند کی روشنی سے بھی زیادہ ٹھنڈک بھرا ہو۔ اور تمام کائنات میں بھرپور ہو۔

ایسے پرکاش مئے دھیان میں کچھ دیر لین ہو جاؤ۔ پھر چت میں یہ بھاؤ (عقیدہ نیت) بھر لاؤ کہ یہ جسم و اسم میرا نہیں۔ یہ پرکاش سروپ پرماتما کا ہے۔ اور وہ پرکاش

طور کو سُرمہ کیا اِک آن میں　　نُور مُوسیٰ کو دیا ہم ہی تو ہیں
تِشنۂ دیدارِ لب کے واسطے　　چشمۂ آبِ بقا ہم ہی تو ہیں
نار میں مہ میں کواکب میں سدا　　رہبر میں جلوہ نما ہم ہی تو ہیں
بوستانِ نُور سے بہرِ خلیل　　نار کو گلشن کیا۔ ہم ہی تو ہیں
نُوح کی کشتی کو طوفاں سے بچا　　پار بیڑا کر دیا۔ ہم ہی تو ہیں
مرد وزن پیر و جواں وحش وطیور　　اولیاء و انبیا۔ ہم ہی تو ہیں
خاک و باد و آب و آتش اور خلا　　جُملہ مادر جُملہ ما۔ ہم ہی تو ہیں
عُقدۂ وحدت پسندوں کے لئے　　ناخُنِ مُشکل کُشا۔ ہم ہی تو ہیں
مُرغِ دِل باغِ جہاں میں جسکے ہے　　دامِ اُلفت میں پھنسا ہم ہی تو ہیں
کون کس کو سر جُھکاتا اپنے آپ　　جو جُھکا جسکو جُھکا۔ ہم ہی تو ہیں

لکھوں کیا آپ کو اے پریم پیارے　　بِنا شی شبد کب واچک تمہارے
جہاں گتی رُوپ کی نہ نام کی ہے　　وہاں گتی ہاں! ہمارے رام کی ہے
وُہی اِک رُوپ سے پی پریم شربت　　ندی جنگل میں جا دیکھے ہے پربت
وُہی اِک رُوپ سے نگروں میں پھرتا　　کسی کے کھوج میں ڈگروں میں پھرتا

رام بادشاہ
لامکاں۔ لازماں

میاں آزاد صاحب نے ایک خط بدیں مضمون رام کو لکھا تھا کہ "اگر آزاد رام کے درشن کرنے آئے تو آزادا وقاتِ صافی رام من رام بادشاہ کے تئیں بارِ خاطر تو نہ ہوگا؟"

اُسکے جواب میں رام بادشاہ یُوں رقم طراز ہیں :-

خطوط بنام میاں محمد حسین خان آزاد سکنہ لیہ ضلع بلوچستان

(۱) ازمقام ٹراؤ کوٹریا - ریاست ٹیہری گڑھوال - ۱۹ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء

نظر آیا ہے ہر سو مہ جمال اپنا مبارک ہو
وہ ہیں ہم یوں اس خوشی میں سینہ بھر آنا مبارک ہو

یہ عُریانی رُخ خورشید کی خود پردہ حائل تھی
ہُوا اب فاش پردہ ستر اُڑ جانا مبارک ہو

تعلّق سے بری ہونا حروف رام کی مانند
ہر اک پہلو سے نُقطہ داغ مٹ جانا مبارک ہو
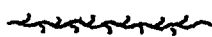
جسکو ہیں کہتے خدا ہم ہی تو ہیں
خالق ارض و سما ہم ہی تو ہیں

عاشقانِ حق جسے ہیں ڈھونڈتے
عرش پر وُہ دِلرُبا ہم ہی تو ہیں

نوٹ: میاں محمد حسین آزاد اگرچہ مُسلمان بھائی ہیں مگر ویدانت و وحدانیت کے سچے عاشق اور اُس کے رنگ میں رنگے رہتے ہیں - اور یہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک اپنے ہم جنس کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے ؎ کند ہمجنس باہم جنس پرواز + کبوتر با کبوتر کاز با کاز + اِدھر سے سوامی رام بھی ویدانت مجسّم و مست تھے لہٰذا اِن کو رام کی ذات سے عجیب طرح کا عشق پیدا ہو گیا - اور رام کو بغیر دیکھے یا ملے کے ہی اُن کی طرف اپنے آپ پریم پتّر لکھنے شروع کر دیئے + اپنے ایک محبت نامہ میں سوامی جی کو آپ مفصلہ ذیل شعر لکھتے ہیں ؎ ہے آزادگی عیاں مری لفظ صرف آزاد سے + دیکھ لو آزاد میں سب حرف لفظ آزاد کے

اِس کا جواب رام بادشاہ (سوامی رام جی) نے ایک عجیب و غریب اور لُطف آمیز شعر میں ہی دیا +

؎ تعلّق سے بری ہونا حروفِ رام کی مانند + ہر اک پہلو سے نُقطہ داغ مٹ جانا مبارک ہو

اِس شعر میں قابل ملاحظہ لُطف یہ ہے کہ لفظ آزاد میں اگرچہ ہر ایک حرف جُدا جُدا ہے اور کسی سے پیوستہ نہیں ہے مگر تب بھی لفظ رام کی خوبی کا مقابلہ نہیں کر سکتا - کیونکہ لفظ رام لفظ آزاد کے مقابلے میں نُقطہ و داغ (الف ممدودہ) سے بھی بالکل پاک صاف ہے +

Râma to throw everything into Gangi.

Râma

(۳)

اررام دربار
ٹیہری گڑھوال
۲۱ جون سنہ ۱۹۰۲ء

پڑی جو رہی ایک مدت زمیں میں | چھری تیز آہن کی مٹی نے کھائی
سرے کا ٹنا پھانسا کس طرح اب؟ | زمیں سے تھی نکلی زمیں نے ملائی
ہوا جب زمیں خود یہ لوہا تو بس پھر | نہ آتش سہی۔ سر پہ نے چوٹ آئی
چھری ہے یہ دل اسکو رہنے دو بیخود | یہانتک کہ مٹ جائے نام جدائی
پڑا ہی رہے ذاتِ مطلق میں بیخود | خبر تک نہ لوہے اسی میں بھلائی
"میرا تیرا" کا چیرنا پھاڑنا سب | اڑے۔ ہو دوئی کی نہ مطلق سمائی
نہ غصہ جلائے مصیبت کی نے چوٹ | سے مٹے سب تعلق۔ خدائی خدائی
جسے مان بیٹھے تھے گھر بار بھائی | وہ گھر سے بھلانے کی تھی ایک پھائی
بھلا گھر کو منزل میں گھر کر لیا جب | تو سچ بادشاہی کی کر دی صفائی
ہوا کے بگولوں سے جب دل کو باندھا | چھٹی نا امیدی کی منہ پر ہوائی
کئے ہر سہ حالت کے گرچہ نظارے | و لے رام تنہا تھا مطلق اکائی
کنول۔ مردم چشم۔ سورج۔ بط آب | تعلق کی آلودگی تھی نہ رائی
جو سچ پوچھو سیر و تماشا بھی کب تھا؟ | نہ تھی دوسری شے۔ نہ دیکھی دکھائی
تھی دولت کی عالم میں جسکی دوہائی | جو کھولا گرہ کو۔ تو پائی نہ پائی

نوٹ:۔ پنڈت رام دھن جی سوامی رام جی کے گرہستھ آشرم سے ہی بڑے پیارے متر، بھگت و مداح تھے۔ اور سوامی جی کو بھی انکے ساتھ یہانتک محبت تھی کہ سنیاس آشرم دھارن ہونے پر بھی گاہے گاہے انکو خطوں سے یاد فرماتے اور بات بات میں نارائن کے آگے ان کا ذکر کیا کرتے تھے۔ آجکل پنڈت جی ضلع اودھمپور ریاست جموں میں مہتمم بندوبست کے عہدے پر ممتاز ہیں۔

پیارے! "اناالحق" کا نعرہ ایک دفعہ تو ہر مرد و زن سے سُنائی دیگا۔
ہننگ نشنگ رام کے جلوہ دکھانے کی دیر ہے +

رام

خطوط بنام پنڈت رام دھن صاحب مہتمم بندوبست بھمبر علاقہ جموں ریاست کشمیر

ریاست ٹیہری گڑھوال
۲ مئی سنہ ۱۹۰۲ء

(۱)

رہا ہی ہوش کچھ باقی اُسے بھی اب نبیڑے جا
یہی آہنگ اے مطرب پسرِ ٹنگ اُور چھیڑے جا

مجھے اِس درد میں لذت ہی اے جوشِ جنوں اچھا
مرے زخمِ جگر کے ہر گھڑی ٹانکے اُدھیڑے جا

اُکھڑنا دم کلیجا مُنہ کو آنا زار بے تابی
یہی ساحل پہ آنا ہی لگے ہیں پار بیڑے جا

ارے ہٹ ناخدا پتوار مُڑ رے ٹُوٹ پڑ طُوفاں
اڑا اڑا دھم اڑا اڑا دھم کراروں کو تھپیڑے جا

کہاں قدرت کہاں کل درد طُوفاں کیسا زخمی کون؟
حقیقت پر پہنچتے ہی مٹے کیا خُوب جھیڑے جا

ہی ہم تُم داخلِ دفترِ خُم مے میں ہی دفتر گُم
نہ مُجرم مدعی باقی مٹے کیا خوش بکھیڑے جا

(۲)

رباست ٹیہری گڑھوال
۷ مئی سنہ ۱۹۰۲ء

بالا ہی جن سواروں نے یاں خر کو آشکار
گُتے کی پیٹھ پر نہیں چڑھ سکتے زینہار

اور جو پھلانگ مار کے ہو چرخ پر سوار
وہ فیل و اسپ زرد و سیہ لال کیا کرے

دیوانہ جاہ و حشمت و اجلال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلال کیا کرے

A violent impulse demands

کی خاطر چلے جاتے۔ عموماً دلی تشفی کہیں بھی ملتی محسوس نہ ہوتی تھی۔ مگر ہاں کہیں کہیں پر مل بھی جاتی تھی
گوسائیں جی کے درشن سے ان کا دل بہت محظوظ ہؤا تھا اور جیسا کہ سُنا گیا ہے کہ اُنکے بشاشت
بھرے چہرے کے دیدار ماتر سے انکے کئی وہم دُور ہوگئے۔ اور پھر بعد ازاں سوالات کرنے پر کئی
معمّے حل ہوگئے تھے۔ اِس تھوڑے سے قیام و سنگت سے انکے دل میں گوسائیں جی کے ساتھ بہت
پریم ہو گیا۔ اور مارے پریم کے اب خطوں دوارہ گوسائیں جی سے اپنے شکوک رفع کرانے لگے
جن خطوں کے جواب میں گوسائیں جی مندکرہ بالا رقمطراز ہیں۔

- (ان لالہ صاحب کے درشن نارائن کو بھی ہوئے ہیں۔ نارائن نے اِن کو دِل کا بڑا صاف
و سچّا۔ سادہ مزاج اور جوشیلا پایا) ✦

(۲)

لاہور
۱۹ر جون سنہ ۱۹۰۶ء

بھگوان!

کوئی شُبہ نہیں ہے جس کو رام دُور نہ کرسکے۔ پیارے! شک کی نام
کو بھی ویدانت میں گنجایش نہیں ہے۔ حقیقت بس یہی ہے کہ "ہمہ اوست"
اگر آنجناب کے شکوک ابھی باقی ہیں تو وجہ یہی ہے کہ ابھی تک کافی وقت کسی سچّے
مہاتما کی صحبت میں نہیں دیا۔ ست سنگ کی کمی ہے Truth (حق) کو اسبات
کی پروا نہیں ہوتی کہ اسکے followers (پیرو) زیادہ ہوں۔ اگر ہزاروں سالوں
تک لوگوں کو Law of Gravity (قانون کشش ثقل) معلوم نہیں ہؤا تو کیا
اُس قانون (Law) کا قصور تھا؟ ہرگز نہیں ✦ رسالہ "A" کی بارہ
جلدیں (ایک سال کی) لوگوں کو پہنچ جایا کرینگی۔ اسکے دیر ہو جانے کا کچھ ڈر نہیں
ہے یہ بھی بھلے کے لئے ہؤا ہے جیساکہ وقت پر معلوم ہو جائیگا ✦ "A" کو credit
(ناموری) کی ضرورت نہیں ہے۔ اور (censure) الزام کا ڈر نہیں ہے وہ تو
اپنے آنند سے موجزن ہوتا ہے۔ اُسکے بھاویں تو برہم کے سوا دُنیا دُنیا ہے ہی نہیں۔

خطوط بنام لالہ فتح چند صاحب سیکنڈ کلرک دفتر ریزیڈنسی سری نگر کشمیر

لاہور
۲۹ر اپریل سنہ ۱۹ء　　بھگوان!

اوم! اوم!

مارچ کے رسالۂ الف کے پچھلے دس صفحے ایک دفعہ پھر غور سے ملاحظہ فرمائیگا ماہ مئی کے رسالۂ الف میں آپکے سوالوں کے جواب مفصل طور پر آجائیں گے اپریل والا رسالۂ "ا" بھی بہت کچھ شک رُبائی کرے گا۔

یہ اعتراضات جو اس وقت معموں کی طرح نظر آتے ہیں ایک وقت ضرور آئیگا کہ بالکل صاف ہو جائینگے۔ ہر ایک طرح سے یہاں پرم آنند ہے۔

آپکا تیرتھ رام گوسوامی۔ لاہور

نوٹ لہ جب گوسائیں تیرتھ رام جی ۱۸۹۹ء میں امرناتھ کی یاترا کرنے گئے تھے تو راستے میں سری نگر چند روز ٹھیرے تھے کچھ دن لالہ فتح چند صاحب کے مکان پر ٹھیرے اور کچھ دن اُنہوں نے رائے صاحب لالہ منگو مل جی جو اُس وقت وہاں پوسٹ ماسٹر تھے اُن کے ہاں قیام فرمایا لالہ فتح چند جی اُن دنوں دھرم کے بہت سے اصُولوں کو وہمی و لغو مانتے تھے بلکہ دل اُن کا ہر وقت دھرم کے بارے میں ہزار ہا شکوک سے بھرا رہتا تھا۔ اور لوگوں میں دہریہ مشہور تھے۔ جہاں کہیں کسی مہاتما کی آمد کی خبر سُن پاتے وہاں جھٹ اُسکے پاس اپنے شک مٹانے

رام پتر

حصّہ دوم

یعنی

متفرق خطوط جو سوامی رام جی سے اپنی سنیاس آشرم کی زندگی میں متفرق اصحاب کے نام بھیجے گئے

سنہ ۱۹۱۲ء

نوٹ: راقم (نارائن) اور بابو جے لعل صاحب بال تُو مسٹر کٹ ماظرالاہور بردوگوسائیں تیرتھ رام جی کے مکان پر ابھیشد پڑھنے جایا کرتے تھے۔ چند ماہ لگاتار پڑھنے کے بعد حسب الحکم گوسائیں جی مہاراج ایک رسالہ الف جاری کیا گیا جسکی خاطر محض ایک مطبع بنام آنند پریس کھولا گیا تھا۔ اس رسالہ و مطبع ہر دو کا منیجر راقم قرار پایا۔ رسالہ ہذا میں توحید پر اسقدر نہایت مؤثر و مدلل مضمون گوسائیں رام تیرتھ جی مہاراج کی قلم سے نکلتے تھے کہ پڑھنے والے کا دل مستی و نحانند سے محظوظ کر دیا کرتے تھے۔ اِن مضامین کا اوروں پر جو اثر ہُوا وہ تو اُن کو معلوم ہوگا۔ مگر گوسائیں جی کے اپنے دِل پر اسقدر تاثیر ہوا کہ رسالہ ہذا کے دو نمبر لکھنے و چھپنے کے بعد گوسائیں جی تمام دُنیوی تعلقات سے یکقلم ہاتھ پھیر کر جنگلوں کو پدھارے یعنی تارک الدنیا ہو گئے اور جنگلوں کے اندر ہی اِسی سال ۱۹۰۰ء کے آخر سنیاس آشرم لے لیا ❊

(۳) سنہ ۱۹۰۶ء بدست مسٹر پُورن ارسال شُدہ

نوٹ: سنہ ۱۹۰۰ء میں جب گوسائیں تیرتھ رام جی تارک الدُنیا یعنی سنیاسی ہو گئے تو اُسکے بعد بھگت دھنا رام جی کی خدمت میں سوامی جی کوئی خط نہ بھیج سکے اور نہ شاید اُنھوں نے بھیجنا مناسب سمجھا۔ جب مسٹر پُورن جی و دیگر اصحاب سوامی جی کے درشن کرنے آئے تھے تو باہم ذکر ہونے پر اُنکے ہاتھ سوامی جی نے چھ سال کے بعد رقعہ ہذا ارسال فرمایا ❊

نکلے بھید ستے بھرم دی ماڑیاں ستے
فرض قرض ستے غرض دے بلڑے نُو ول
بنا رام جے نام بھی ہور داسی
اَج نُور دا شُوکدا ہڑ آ ٹیا

رُل واہ سُہا گڑا پھیر دیتا
اُگ لاسے کے شہر نُوں گھیر لیتا
شرنگ کڈھ پلیتڑا گیر دیتا
وشوں وِشا آنند کھلیر دیتا

ازمقام۔ حضور کا دل۔

بَھلا بھلا جانیا! مُوجا لُٹیاں گیانیاں
خوشی رہنا کارہے! سوگ سوگیاں دوار،

نوٹ: یہ خط سوامی جی نے اپنے شریر تیاگ سے محض ایک ماہ پہلے ارسال فرمایا تھا یعنی اس خط کے بھیجنے کے محض چند ہفتے بعد سوامی جی کا جسم گنگا میں بہ گیا اور سب کو جواب دے گیا ❊

کا کیا کام؟ ✲ شوریج میں ایہ ہنس کا ناش ✦ اہم پرکاش پر کاش پرکاش
کہوں کیا حال اِس دِل کا کہ شادی موج مارے ہے
مثلہ
ہے اِک اُمڈا ہُوا دریا۔ آہاہاہا۔ آہاہاہا ✦
آپکا رام

۲۲ نومبر سنہ ۱۸۹۹ء

بتیم بتیاں تب لکھوں جب تم ہو بدیس ✦ تن بن من بین نین بین واکو کیا سندیس؟

نوٹ۔ اس کارڈ میں صرف یہ دو سطور لکھی ہوئی پائیں۔ اِسکے علاوہ ایک حرف بھی نہیں ✦

۲۹ نومبر سنہ ۱۸۹۹ء

✲ منم خدا اے بہ بانگِ بلند می گویم ۔ ہر آنکہ پر تو دہد مہر و مہ را من اویم
واجبنیئ سنگھتو پنیشد میں منتر ۸ بن گیان وان کی شان میں ویدیوں پکار پکار کر
ثناخوان ہے ✦ (ترجمہ)

مخمس

(۱) ہے محیط و منزّہ وبے آبدان — رگ و پے ہے کہاں ہمہ بیں ہمہ داں
(۲) وُہ بری ہے گناہوں سے رِندِ زماں — بدو نیک کا اُس میں نہیں ہے نشاں
(۳) وُہ بزرگِ بزرگاں ہے راحتِ جاں — وُہ ہے بالا سے بالا و نورِ جہاں
(۴) وُہی خود ہے جہاں و برُوں زہیاں — دِئے جس نے ازل میں ہیں رنگت شاں
(۵) یہی رام ہے وِیدوں میں سب کے نہاں — یہی رام ہے بحر میں بر میں عیاں
✲ من ہمانم من ہمانم من ہماں — ہر کجا چشمت فتد جز من مداں

پرارَبدھ اور کال دست بستہ غلام

اوم شری

۱۷ر مارچ سنہ ۱۸۹۹ء

القاب مذکورہ بالا

زیر تجویز لڑکوں کی بابت دریافت کرنا ابھی مناسب نہیں ہے۔ کل پرسوں تک شاید اطلاع دیجائے۔ پرارَبدھ اور کال ہر شخص کے ہاتھ باندھے غلام ہیں اس میں شک کرنا ہی اگیان ہے ۔

آپکا رام

چیتن میں بھرنے کا ابھاؤ

۱۷ر مارچ سنہ ۱۸۹۹ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

کوٹستھ چیتن یا ساکھشی چیتن میں بھرنے کا یا خیال کا نام ماتر بھی نہیں۔ اس سے پرگرکر ہی منشیہ کے دل میں بھرنا بھاستا ہے ۔

جسبا جی چاہے سرنامہ لکھو۔ سب منگل مئے آنند روپ شُدّھ سروب ہی ہے۔

ے مِل گیا مال تو کیا پرواہ ۔ اُتر گئی کھال تو کیا پرواہ

آپ کا رام

اوم شری

۱۸ر جولائی سنہ ۱۸۹۹ء

شری مہاراج جی !

مہاتما تو آنند گھن ہوتے ہی ہیں۔ مہا آنند آپ کی ذات ہے۔ وہاں فکر اور کدورت

پرار بدھ جانے ہمیں کیا ؟

मनो बुद्ध्यहंकार चित्तानि नाहं न च श्रोत्र जिह्वे न च घ्राण नेत्रे। न च व्योम भूमी न तेजो न वायुश्चिदानन्द रूपः शिवोऽहं शिवोऽहम्॥

نہ من ہُوں نہ بُدّھی نہ ہُوں چت ہنکار | نہیں کرن جیہا نہ چکشو نراکار

نہ ہُوں پرتھوی آپ تیج ناکاش اوہُوں | چدآنند ہُوں رُوپ شنکر ہُوں شیو ہُوں

سہ لڑکے سے مُراد یہاں گوسائیں تیرتھ رام جی کے نُورِ چشم گسائیں برہمانند سے ہے جو آجکل لاہور میں تعلیم پا رہا ہے ۔

گرہستیوں کی ضروریات کا سادھوؤں کی ضروریات سے مقابلہ

۲۰ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

غرض یُوں ہے کہ یہاں کوئی کسی قسم کا قیاس نہیں دوڑایا گیا ۔ ستر سے بھی ایک دو کم روپے ملنے کے سلے ۔ اُس میں سے کوڑی جمع تو کرنی نہیں ۔ جو جو ضروریات سامنے آئیں بُھگت گئیں ۔ باقی ضروریات کو جواب دینا پڑا ۔ کُل بارہ[۱۲] روپے گھر بھیجے گئے ۔ جہاں آٹھ آدمی کھانے والے ہیں ۔ گرہستی عورتوں ۔ بچّوں اور بُوڑھوں کو زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور نہایت حاجت مند ہوتے ہیں بہ نسبت سادھوؤں کے جن کے لیئے شہد کی مکھیوں کی طرح ایک پھُولوں پر سے مدھوکری لانا بھی بس ہے ۔ اور جو ہو رہا ہے نہایت بجا اور دُرست ہو رہا ہے ؎

سنہ ۱۸۹۹ء

مشن کالج سے علیحدگی اور اورینٹیل کالج میں ملازمت

اوم شری

۲۳ر جنوری سنہ ۱۸۹۹ء

القاب مذکورہ بالا

آنند- آنند- آنند

مشن کالج میں آجکل کام چھوڑ دیا ہُوا ہے- صرف ایک گھنٹہ ابھی وہاں کام کیا جاتا ہے- یہ بھی مہینہ آدھ تک چھوڑ دیا جائیگا- اورینٹیل کالج میں دو گھنٹہ روز کام شروع کر دیا ہُوا ہے-

رام

سمندر میں ایک اور ندّی آن پڑی

۲۵ر فروری سنہ ۱۸۹۹ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

آپ کے ایک خط سے جو غالباً سردار صاحب سنگھ جی کے ہاتھ کا لکھا ہُوا تھا معلُوم ہُوا کہ لڑکا تولّد ہُوا ہے- سمندر میں ایک ندی آن پڑے تو کچھ زیادتی نہیں ہو جاتی- اور ندی کوئی نہ گرے تو کچھ کمی واقع نہیں ہوتی- سُورج کا جہاں پرکاش ہو وہاں ایک دیپک رکھا گیا تو کیا اور نہ رکھا گیا تو کیا؟ جو علم مناسب ہے وہ خود بخود وہاں ہوگا کسی قسم کا فکر یا سوچ ہم کیوں کریں؟ یہ سوچ یا فکر کرنا ہی نامناسب ہے- ہم گیانی نہیں گیان ہیں- دیہ سے واسطہ ہی کچھ نہیں- دیہ اور اُسکے سمبندھی جا ہیں اور اُن کی

کے لئے ہیں۔ آپ نو پر مانند گھن ہو۔ پرکاش ہی پرکاش ہو ‹›

رام:- اپنے تیش کا سورج ہیں ناش | اہم پرکاش پرکاش ہر پرکاش
اگنی کو ڈھنڈک لگے جل کو لگے پیاس | آنند گھن ہم رام سے کیا آشا کو آس

ے اکائی ذات ہیں میری اسنکھوں رنگ پنکھیں ہیں ‹›
مزے کرتا ہوں ہیں کیا کیا۔ آہا ہا ہا۔ آہا ہا ہا ‹›

رام

اوم

۲۵ر دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء

القاب مذکورہ بالا

چھٹیوں میں ابھی تک تو کہیں شہر سے جانے کی اُمید نہیں۔ کچھ پتہ بھی نہیں

तदेजति तन्नैजति तद्दूरे तद्वन्तिके ।
तदन्तरस्य सर्वस्य तदु सर्वस्यास्य बाह्यतः ॥

(ترجمہ) ہم چلیں ہم چلیں ناہیں۔ ہم نیڑے ہم دُور
اندر سب کے جان ہم ہی۔ باہر ہیں ہم نُور

رام

یہی حال کھانے پینے کے متعلق کی اشیاء (مثل آٹا۔گھی۔ وغیرہ) کے بارے میں رہتا ہے۔ آج لیمپ میں تیل نہیں ہے۔ اِس لئے آج رات گھر میں ٹھہرینگے شہر کے اِرد گرد سیر کیجاویگی۔ دونوں ہاتھوں میں لڈّو ہیں۔

اُوپر کے حالات سے یہ نتیجہ نکال لینا کہ ہائے ہائے رام بڑا تنگدست اور دُکھی رہتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اِس بیرونی تنگدستی اور غریبی ہی کی وجہ سے لاانتہا درجے کی امیری اور بادشاہی کر رہا ہے۔ یہ سبق پک گیا ہے کہ جب کسی حاجت کو رفع کرنے کے سامان موجود نہ ہوں تو وہ حاجت ہی محسوس نہیں ہوتی (اور واقع میں جب سامان موجود نہوں تو حاجت کا محسوس ہونا کاذب محض ہوتا ہے) پہلے تو بڑے فکر کے ساتھ ضروریات کو پُورا کرنے کی کوشش ہُوا کرتی تھی اب ضروریات بیچاری خود بخود پُوری ہو کر سامنے آجائیں تو اُن پر آنکھ پڑ جاتی ہے ورنہ اُنکے نصیب میں رام کی توجہ کہاں؟ پراربدھ کرم اور کال رُوپی خادموں کو سو دفعہ ضرورت ہو تو آن کر رام بادشاہ کی قدم بوسی کریں ورنہ اس شاہنشاہ کو کیا پرواہ ہے اِس بات کی کہ فلاں غلام مجرا کر گیا ہے کہ نہیں۔

رام:- سو بار غرض ہوئے تو دھو دھو پئیں قدم | کیوں چرخ و مہر و ماہ پہ مائل ہُوا ہے تو
خنجر کی کیا مجال کہ اِک زخم کر سکے | تیرا ہی ہے خیال کہ گھائل ہُوا ہے تو

اوم۔ اوم۔ اوم

۹ردسمبر ۱۸۹۸ء

القاب مذکورہ بالا

آنند۔ آنند۔ آنند۔ بہت آنند ہے

رات اور دِن صرف زمین ہی کے واسطے ہیں۔ سُورج میں نہ رات ہے نہ دن ہے وہاں تو پرکاش ہی پرکاش ہے۔ سُکھ دُکھ۔ نِرمِشنا۔ اور سنتوش زمین کے لوگوں

۲۸ نومبر سنہ ۱۸۹۸ء

اوم شری

القاب مذکورہ بالا

شریر ہیں رنیشہ ابھی ہے - منن کی نوکری میں شاید کوئی تبدیلی (ہل چل) جلدی پڑ جائے - اندرونی (اصلی) آنند دن بدن زیادہ ہی زیادہ ہے -

مرے نہ ٹرے نہ جرے ہرے تم	پرمانند سوپائیو
منگل مود بھریئیو گھٹ بھیتر	گورنر تی برسم تو میو بتائیو
نے مجھ میں سب گیو ردباقی	باسدیو سوہنگ کرجاکی
ٹوئی گرنتھی اودیا ناشی	ٹھاکرست رام ابناشی

بناکوڑی رام بادشاہ

اوم

اار دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء

القاب مذکورہ بالا

کرپا پتر ملا - جس میں لکھا تھا کہ "پتہ نہیں آپ کیا خیال کرتے رہتے ہیں" یقین جانو کہ جس طرح آپ کے گجرانوالہ شریر کو پتہ نہیں کہ تیرتھ رام کیا خیال کرتا رہتا ہے - ٹھیک اسی طرح آپ کے لاہور والے شریر کو بھی کچھ پتہ نہیں کہ رام کیا خیال کرتا رہتا ہے - رام میں کوئی خیال نظر نہیں آتا - کوئی خیال ہو تو دکھائی دے - لاریب ذات اور نرمل - چداکاش میں خیال روپی دھول کہاں ؟

رام :- چداکاش نرمل گھن مانہ + پھرنا دھول کداچت ناتہ

خط لکھنے میں دیر کی ایک یہ وجہ ہے کہ کوئی کارڈ لفافہ پاس نہیں تھا اور کوئی پیسہ وغیرہ بھی پلے نہ تھا - آج ایک کتاب میں سے تین ٹکٹ مل گئے اور آپ کا جواب طلب کارڈ بھی سامنے موجود پایا - خط لکھا گیا ہے -

(۳) تن نیرے میں دم ہو ناچوں - ناچوں ناڑی ناڑ رسے - ناچوں میں نٹ راج
(۴) بادر ناچوں - بائو ناچوں - ناچوں ندی اور ناب رسے - ناچوں میں نٹ راج
(۵) گیت راگ سب ہووت ہر دم - ناچوں پورا ساج رسے - ناچوں میں نٹ راج
(۶) گھر لاگو رنگ - رنگ گھر لاگو - ناچوں پاپا داج رسے　ناچوں میں نٹ راج
(۷) مدھوا لب - بدمستی والا - ناچوں پی پی آج رسے　ناچوں میں مہاراج
(۸) رام ہی ناچت - رام ہی باچت - ناچوں ہو بز للج رسے　ناچوں میں مہاراج

نوٹ ۔ یہ حظ گوسائیں جی نے بھگت دھنا رام جی کو ایسی محویت کے عالم میں لکھا ہے کر بجائے اپنے آپکو رام لکھنے کے بھگت دھنا رام جی کو ہی راقم تحریر فرمایا ہے ÷

امراض رُوپی بھانڈوں کا مجرا

اوم شری

از لاہور
۱۸ نومبر ۱۸۹۸ء

سیتّم گیان مننتم برہم - آنند امرت - شانتی نکیتن -
منگل مئے شِوُر دیم - شُدّھم - اپاپ وِدّھم -

ہمارے شریر رُوپی محل میں تندرستی رُوپی کنجری کو اپنا راگ رنگ سُنانے اور تماشا دکھانے بہت دیر ہوگئی تھی - اب بخار - دردِ معدہ - سانس کی نہایت سرعت - اور کھانسی رُوپی بھانڈوں کے مجُرے کی باری تھی - سو اُنھوں نے ایک پورا ہفتہ اپنی شور و غل والی نقلوں سے دُھوم مچائے رکھّی - کالج کا جانا بند رہا - آج بھائی گورو داس اور باغ بوٹا مل بھی یہ تماشا دیکھ کر مُراریوالہ کو رخصت ہوئے ہیں امرت سر جانا ہو تو ویروار سے پہلے چلے جانا ÷

از رام

ترشنیہ ترپت سکھ ساگر نام	گرے بنے ہم تو آرام
دیکھا سنا کہا ناکام	تین لوک ہیں ہے بسرام
کیاسوچے کیا سمجھے رام	تین کال جبکو بنج دھام

مہانا بک (کلام عظیم)

(۱) گھنڈ کڈھ کے کیوں چن مونہ اُتّے او ہلے رہیوں کھلوء - فقیرا! آپے اللہ ہو
(۲) تیرے گھٹ وچ رام وسیندا - کیوں پیا بھرنا ئیں توہ - فقیرا! آپے اللہ ہو
(۳) رام رحیم سب بندے تیرے - تینوں کسدا مجبوء - فقیرا! آپے اللہ ہو
(۴) توں مولا - نہیں بندا چندا - جھوٹ دی چھڈ دے خوء - فقیرا! آپے اللہ ہو
(۵) چھڈ مو ہرا - سن رام دوہائی - اپنا آپ نہ کوہ - فقیرا! آپے اللہ ہو

رام

رام کا ناچ

یکم اکتوبر ۱۸۹۸ء

راقم بشری دھتارام - از لامکان

؎ مارا الکُنید یاد ہرگز + ماخود ہستیم یاد بے ما

روکے جو التماس کی دل سے نہ بھولیو کبھی — دوئی مٹا احد بنا - اُسنے بھلا دیا کہ یوں

(پردہ ہٹا دوئی مٹا)

آج تو ناچنے کو جی چاہتا ہے۔

ناچوں ہیں نٹ راج رے — ناچوں ہیں مہاراج

(۱) سورج ناچوں - تارے ناچوں - ناچوں میں مہتاب رے — ناچوں میں نٹ راج

(۲) ذرّہ ناچوں - سمندر ناچوں - ناچوں موگھر کاج رے — ناچوں ہیں مہاراج

اب کہاں غائب ہوگیا۔ اُڑ گیا۔ کہیں نظر نہیں آتا؟

چشمِ لیلیٰ ہوں دلِ قیس و دستِ فرہاد | بوسہ دینا ہو تو دے لے۔ ہے لبِ جام مرا

(مطلب) سلے بہ کارن کاریہ روپ اُس برہم کے انوبھو دوارے ساکھشات گیان ہونے پر اِس عارف (گیانی) کے (اودیا سے اُتپن ہوئے کام روپ) ہردیہ گرنتھی ناس کو پراپت ہوتی ہیں اور سب شکوک نیست ہو جاتے ہیں۔ اور (شکوک کے نشٹ ہونے پر) تمام کرم (عمل) کھشئے (ناش) کو پراپت ہوتے ہیں۔ یعنی تمام کرم جل جاتے ہیں +

از لاہور
۲۷ ستمبر ۱۸۹۸ء

آمیرے بھنگیا تو آ بھنگ پی جا | آمیرے بھنگیا نشنگ بھنگ پی جا
بھر بھر دیئیاں میں بھنگ کے پیالے | نشنگ بھنگ پی جا۔ نہنگ بھنگ پی جا

دُنیا ہتیں پار ورتی ہے۔ بھنگ ہر وقت گھٹ رہی ہے۔ شو کی آنکھ کھلی پیالہ جھٹ حاضر ہوا۔ بلکہ اِسکو بھنگ یا شراب کہنا بھی دُرست نہیں۔ یہ تو شراب کا نشہ ہے۔ یہ تو بھنگ کی مستی ہے۔ آپ کو میری قسم۔ سچ کہو۔ اِس مستی اور آنند کے بنا جگت تین کال میں کبھی کچھ اور بھی ہوا ہے؟ ہر گز نہیں۔

ہیں یہ نشہ۔ یہ مستی۔ شو۔ بھلا کیا سوچوں۔ کیا سمجھوں؟ رام کیا سوچے سمجھے؟

(۱) سوچنا نامعلوم اشیاء کے واسطے ہوتا ہے۔ اُسے سب معلوم ہے۔

(۲) سوچنا غائب چیزوں کے لئے ہوتا ہے۔ اُسکے لئے سب حاضر ہے۔

(۳) سوچنا کسی مراد کے حصول کی خاطر ہوتا ہے۔ اُسکی کل مُرادیں ہر وقت حاصل ہیں۔ جس کو دُنیا میں سوچ سمجھ اور عقل کہتے ہیں یہی کمال درجے کی بیوقوفی ہے

؎ جت دیکھوں تت بھریا جام + پی پی مستی آٹھوں جام

(مطلب) سلہ میں اکیلا ہوں میں اکیلا ہوں۔ تری اور خشکی میں بھی یکتا ہوں۔ میرے سوائے کوئی چیز نہیں ہے۔ میں ہی زمین ہوں میں ہی پانی ہ

سلہ بہ نعرہ اور نعرہ کا مارنے والا اور تیر بہ جنگل۔ اے معشوق (پیارے) درخت۔ پہاڑ رات۔ اور دن زلف اور معشوق۔ وصل و جدائی کا وقت۔ ہوا۔ تارے۔ اور گنگا جل۔ بادل اور چمکتا ہوا چاند۔ کاغذ۔ میری قلم اور میری آنکھ مضمون اور آے جان! تو خود۔ یہ سب کے سب رام ہے۔ مجھکو سمجھ تجھکو سمجھ ہ

~~~~~~~~~~~~

ॐ

ہردوار۔
۱۹ ستمبر سنہ ۱۸۹۸ء

भिद्यते हृदय ग्रन्थिश्छिद्यन्ते सर्व संशयाः।
क्षीयन्ते चास्य कर्माणि तस्मिन् दृष्टे परावरे॥

باہر جس طرف دھیان کرتا ہوں ہر ذرے سے اس جھنکارے کی گونج اٹھتی ہے (توہی ہے۔ توہی ہے) तत्त्वमसि तत्त्वमसि اندر کی طرف منہ کرتا ہوں تو یہ ڈھول (نقارہ) کچھ اور سننے نہیں دیتا अहं ब्रह्मास्मि अहं ब्रह्मास्मि (میں کہاں ہوں۔ کیا ہوں) میرے محلوں میں کون۔ کب۔ کیا۔ وغیرہ چون و چرا کو دخل نہیں۔ من کو بندروں نے چھین لیا۔ بدھ گنگا میں بہ گئی۔ چت کو چیلیں چاب گئیں۔ آہنکار مچھلیوں کی بھینٹ ہوا۔ پاپوں کو ہوا اڑا لے گئی سارا سنسار جیت لیا ہے۔ میرا اٹل راج بڑے بڑے پرتاپ ہ

नास्ति ब्रह्म सदानन्दमिति मे दुर्मतिः स्थिता।
क्व गता सा न जानामि यदाहं तद्रूपः स्थितः॥

ترجمہ:۔ "میں برہم نہیں ہوں۔ ایسی میری گدھے کی عقل تھی۔ وہ خیال
~~~~~~~~~~~~

میری

بانکی ادائیں دیکھو! چند کا سا مکھڑا پیکھو!

وائو میں بہتے جل ہیں۔ بادل میں میری لٹا ہیں

تاروں میں ناز نیں ہیں۔ موروں میں میری مٹکیں

بانکی ادائیں دیکھو۔ چند کا سا مکھڑا پیکھو

چلنا ٹھمک ٹھمک کر۔ بالک کا روپ دھر کر

گھونگھٹ ابر اُلٹ کر۔ ہنسنا یہ بجلی بن کر

بانکی ادائیں دیکھو! چند کا سا مکھڑا پیکھو

شبنم۔ گل اور سورج چاکر ہیں تیرے پد کے

یہ آن بان سج دھج! اے رام تیرے صدقے

بانکی ادائیں دیکھو! چند کا سا مکھڑا پیکھو
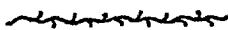
جگت سارا وار ڈاروں رام تیرے نام پر ＊ اندر برہما وار ڈاروں رام تیرے دھام پر

میں کیسا خوبصورت ہوں! میری سوہنی صورت۔ میری موہنی مورت

میری جھلک۔ میری ڈلک۔ میرا حسن۔ میرا جمال!۔ اسکو میری آنکھ کے سوا

کسی کی آنکھ دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتی ＊

راقم رام

آجکل لچھمن جھولے سے پرے گنگا تیر پر پہاڑوں میں نواس ہے۔

گنگا کیا ہے۔ ویراٹ بھگوان (پرماتما) کا ہردا۔ پرماتما کے ہردیہ یا چھاتی پر

پرماتما کا آئینہ بن کر بسرام کرتا ہوں ＊

ایں یار و معشوق۔ وصال و دم ہجراں	باد۔ انجم و گنگا جل و ابر و مہ تاباں
کاغذ قلم چنمت و مضمون و تو خوجان	ایں تجلیٔ رام ست مراداں مراداں

ہمارا پتہ پوچھو تو یہ ہے

نشانم بے نشاں میداں	مکانم در قلب میخواں
جہاں در دیدہ ام پنہاں	مرا جوئید گستاخاں

کیا ہم بے کار ہیں؟

من کا مانسروور امرت سے لبالب ہو رہا ہے۔ اور آنند کی ندی ہردے میں سے بہ رہی ہے۔ ہر ایک روم کرت کرت ہے۔ وشنو کے اندر ستوگن اتنا بھرپور ہوا کہ سما نہ سکا۔ اس چشمۂ ستوگن سے پیروں کی راہ گنگا جل بن کر ستوگن بہ نکلا۔ ٹھیک اسی طور پر اس وقت

نارا (جل یا ستوگن) میں شین کرنے والا } .... نارائن

تیرتھ (جل روپ ستوگنی) میں رمن کرنے والا
تیرتھوں کو رمنیہ (شوبھا والا) بنانے والا } .. تیرتھ رام نارائن

ستوگن یا آنند سے بھرپور ہو رہا ہے۔ اس کا برہمانند ہمیشہ سے ہٹتا نہیں پرم آنند کا منبع یا سوتا بنکر یہ تیرتھ رام ساکھشات وشنو۔ پورن آنند کی دھارا (ندی) جگت کو کرتارتھ کرنے کے لئے بھیج رہا ہے۔ خوش حالی اور فارغ البالی کی بادِ نسیم سنسار کو روانہ کر رہا ہے۔ کون کہتا ہے وہ بیکار بیٹھا ہے؟ ہیں سچ کہتا ہوں اِس تیرتھ رام کے درشنوں سے کلیان ہوتا ہے۔ وہ گنگا ہے۔ وہ تریا رام ہے۔ وہ رام ہے۔

دھن بھومی۔ دھن کال دیش وہ	دھن ماتا۔ دھن کل۔ دھن سمدھی
دھن دھن اوچن کرہیں درس جو	رام تہارو سربگ سم دھی

کیا ہم اکیلے ہیں؟

اوم

برہم پُوری تپوبن
نزد لچھمن جھولا۔
۳۰ اگست ۱۸۹۸ء

पूर्णमदः पूर्णमिदं पूर्णात् पूर्णमुदच्यते।
पूर्णस्य पूर्णमादाय पूर्णमेवावशिष्यते॥

کیا ہم اکیلے ہیں؟

تنہا ستم تنہا ستم در بحر و بر یکتا ستم | جز من نباشد ہیچ شے من جانِ جانِ من تنم

کوئی دوست یار بھی ساتھ نہیں۔ نوکر پاس نہیں۔ گانو بہت دُور ہے۔ آدمی کا نام کافُور ہے۔ بیابان ہے۔ سُنسان ہے۔ تاروں بھری رات۔ آدھی اِدھر آدھی اُدھر ہے۔ یہ کیا ہم اکیلے ہیں؟

اکیلی ہماری بلا! ابھی ترشا لونڈی سنان کرا کر گئی ہے۔ ہوا باندی چاروں طرف دَوڑ رہی ہے۔ وہ کسی رفیق نے درختوں میں آواز دی "حاضر جناب" معلوم ہوتا ہے شیر کا نعرہ ہے یا ہاتھی کی چنگھاڑ ہے) سینکڑوں خادم ہمارے جھاڑیوں میں دبے بیٹھے ہیں۔ بلّوں میں آرام کر رہے ہیں۔

ہم اکیلے کیوں؟

پر ہاں ہم اکیلے ہیں۔ یہ خادم وادم کوئی نہیں ہیں۔ ہم ہی ہیں۔ یہ درخت نہیں ہیں ہم ہی ہیں۔ ہوا نہیں ہم ہی ہیں۔ گنگا کہاں؟ ہم ہیں۔ یہ چاند نہیں۔ ہم ہیں خدا نہیں۔ ہم ہیں۔ معشوق کون؟ ہم ہیں۔ وصل کیا؟ ہم ہیں۔ ارے "اکیلے" کا لفظ بھی ہم سے بھاگ گیا ہے۔ ؎

این نعرہ وایں نعرہ زن ویرانِ صحرا | اشجار و کہستان و شب و روز نگارا

تیرتھ رام وہاں آسکتا ہے۔ ستوگن کی گنگا جہاں نہ ہو ہمارا وہاں ہونا کٹھن ہے۔

جب سب ہی نے آخر کار شوکے پھول (ہڈیاں) بکر گنگا میں آنا ہے تو کیوں نہیں اپنے ہرے پھول کی نیائیں شریر کو گیان گنگا میں شوق سے پرواہ دیتے اٹھوا اپنے ہڈوں کو ایندھن (لکڑی) بناکر مجھارو پی گھی ڈالکر پران رُوپی بائو (پَون) سے گیان اگنی میں سواہا کر دیتے اور اس پر کار نرمیدہ کا پُن لیتے ÷

یہاں آٹھ پہر میں صرف راتری کو سنتوں کے درشن کے لیئے کبھی باہر نکلنا ہوتا ہے۔ ورنہ کوئی آنا جانا نہیں۔ اور آٹھ دن میں صرف اتوار کو برہمنوں اور سنیاسیوں کی سبھا میں وکھیان دینے کے لیئے جانا پڑتا ہے۔ اور کہیں نہیں۔

پانچ چھ دن ہوئے کوئی سو کے قریب مہاتماؤں کا بھوجن کرایا تھا۔ ازحد آنند ہوا۔ یہاں ستوگن کا پربھاؤ تھا۔ ان دونوں بالمکند[1] اور ٹھاکر داس[1] دونوں کو روانہ کر دیا ہوا ہے ÷　　　　آپکا اپنا آپ۔ تیرتھ رام

---

[1] ٹھاکر داس اور لالہ بالمکند وہی ہیں جن کا ذکر پہلے آچکا ہے ÷

نوٹ۔ گوسائیں جی ویراگ میں آکر ایک دفعہ گرمیوں کی رخصتوں میں ہردوار اور رتیوبن کی طرف گئے تھے۔ اُنکے والد صاحب نے کئی خطوط اُن کو لکھے۔ ایک کا جواب جب اُنکو نہ ملا۔ تو اُنہوں نے بھگت دھنا رام جی کو خط لکھنے کے لیئے درخواست کی۔ جس پر بھگت جی نے ایک بڑا مدلل و مسلسل خط گوسائیں جی کو گھر آنے کے لیئے لکھا تھا۔ جس کا نہایت فصیح جواب گوسائیں جی نے اس خط میں دیا ہے ÷

اِس خط کے بعد پھر گوسائیں جی نے بھگت دھنا رام جی کو اُن القاب و خطاب سے اکثر مخاطب نہیں کیا کہ جس طرح اُنہیں وہ ۱۸۸۹ء سے آج تک کرتے آئے تھے۔ اب سے اُنہوں نے یا محض بھگوں سے اُنہیں مخاطب کیا ہے یا کچھ القاب سے یا کسی لفظ سے بھی نہیں۔ صرف شروع یہ خط کے اوم درج کیا ہے ÷

स्फुरत्स्फारज्योत्स्नाधवलित तलेक्वापि पुलिने
सुखासीनाः शान्त ध्वनिषु द्युसरितः ॥

. . . .

ترجمہ:- جہاں پر روشن اور پھیلی ہوئی چاندنی کی مثال جل ہے- ایسے گنگا کے کنارے پر آرام سے بیٹھا ہوں- جب تمام آوازیں بند ہوں تب رات میں شیو شیو شیو (پرشو روپ) پرسوز آواز سے کہتے ہوئے دنیوی رنج وغم سے آزاد ہو کر آنند کے آنسوؤں سے آنکھوں کا ہونا سپھل کروں- ایسے میرے دن کب آئینگے ÷

(از بھرتری ہری)

راجا لوگ- راج پاٹ کا تیاگ کر ایسے آنند کی اِچھا کرتے تھے- دیوتا لوگ سُرگ بیکنٹھ کا خیال چھوڑ اس گنگا تیر کی کامنا رکھتے تھے تو میری ہی کیا قسمت پھوٹ گئی کہ اس پراپت ہوئے ہوئے آنند کو چھوڑ کر جھوٹے پدارتھوں کے پیچھے دوڑوں لوگ تیرتھوں پر آیا کرتے ہیں- تیرتھ کبھی لوگوں کے پاس چلکر نہیں جاتے- گھر والوں کو کہہ دو کہ تیرتھوں میں رمن کرنے والا جو تیرتھ رام پرماتما ہے- اُسکے چرنوں میں چلیں- تب تیرتھ رام گسائیں کا ملاپ ہو سکتا ہے- ورنہ نہیں- جب تک ہمارے گھر میں ست سنگ رُوپی گنگا نہ بہے گی میرا وہاں جی نہیں لگیگا- ایک منٹ نہیں ٹھہر سکوں گا ÷

مرے ہوؤں کو ملنے کے لئے لوگ اُن کو پیغام بھیجکر اپنے پاس نہیں بُلا سکتے البتہ آپ مر کر اُن سے مل سکتے ہیں- ہم تو مر چکے- جیتے ہی مر چکے- گھر والے ہمکو بُلانے کی کوشش نہ کریں- ہم جیسے ہو جائیں گے تب تو میل بہت آسانی سے ہو سکتا ہے ÷

مُرالیوالہ اگر مُراری والہ ہو کر تیرتھ بن جائے تب تو تیرتھوں کو رمنیک بنا ہوا

کولیکر میں نے فوراً پرم دھام کو روانہ کردیا۔ یعنی شری گنگا جی میں پرواہ دیا۔ اگر کسی خانگی معاملہ کے افسوس کی بابت پوچھو تو آپکی اتّبینت کرپا ہے۔

अव्यक्तादीनि भूतानि व्यक्त मध्यानि भारत।
अव्यक्त निधनान्येव तत्र का परिदेवना॥

رہا لوگوں کے گلے اُلاہنے۔ اُنکی بابت یہ عرض ہے
کفن باندھے ہوئے سر برترے کوچے میں آن بیٹھے ❊ ہزاروں طعنے اب ہم پر لگالے جس کا جی چاہے
ہے بھگوان! آپ ہی کی آگیا پالن کر رہا ہوں۔ اپنے گھر (نج دھام) کو جا رہا ہوں آپکے اصل سروپ سے مل رہا ہوں ❊ بنجاب۔ جو پانچ تتّویوں (رکت۔ رویہ۔ موتر۔ سوید۔ ال) سے ملکر بنا ہوا ہمارا شریر ہے اسکے ادھیاس کو تیاگ کر ہی اپنے اصل دھام ہری دوار کی پراپتی ہوتی ہے۔

اِس وقت رات کے دس بج چکے ہیں۔ نہ آدمی ہے نہ آدمی کی ذات ہے۔ اندر سے انہد کی گھنگھور ہے اور باہر سے شری گنگا جی نے انہد کی گرج لگا رکھی ہے۔ اندر سے ٹھنڈا ہے۔ اور باہر سے آنند ہے۔ یار سے ملنے والی شب ظلمات (اندھیری رات) نے رُخ عالم پر سیاہی پھیر رکھی ہے۔ ارتھات جگت کو اندر سے اور باہر سے دونو طرح نیست کر دیا ہوا ہے۔ اِس شب یلدا میں کیا اندر اور کیا باہر (سامنے) ڈلکتے ہوئے آبحیات (امرت) کے دریا بہہ رہے ہیں۔ ایسے موقع پر دُنیا کی یاد دِلانا۔ ہائے ہائے!
سے اے سکندر نہ رہی تیری بھی عالمگیری ❊ کتنے دِن آپ جیا جس لئے دارا مارا
ایسے موقع پر سکندر کو حیاتِ ابدی ایک طرف تھی۔ اور جوانا مرگ دُوسری طرف۔

ع۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ❊

گھر والوں کو کہدو کہ ملنا مرکز ہی پر مناسب ہے۔ جہاں پر ملنے سے پھر جُدائی نہ ہو ❊
ॐ

گھٹ میں گھٹ جانا

ہردوار
۱۴ اگست ۱۸۹۸ء

اوم شری

القاب مذکورہ بالا

آج ٹھاکر داس[1] کو لاہور بھیج دیا ہے۔ اتنے دنوں میں یہاں کے قابل دید مقامات دیکھے ہیں سنتوں کے درشن کئے ہیں۔ اب آج دسہرہ ہو کر اپنے گھر کے دروازے بند کرکے اپنے گھٹ میں گھٹ جانے کو جی چاہتا ہے۔ مہاراجہ جموں کی حویلی میں ٹھہر رہا ہوں۔ میرے رہنے کا کمرہ ہردوار میں سب سے اُتم ہے +

---

[1] ٹھاکر داس گوجرانوالہ کا طالب علم تھا مشن کالج لاہور میں گوسائیں تیرتھ رام جی کے پاس پڑھتا تھا۔ بوجہ غریب ہونے کے گوسائیں جی نے اِس کی فیس بھی کالج کمیٹی سے آدھی معاف کروادی تھی۔ اِس کا چھوٹا بھائی اس کا ہم جماعت تھا۔ اُسکی فیس بھی نصف معاف کروا رکھی تھی۔ اِس لئے یہ ہر دو روز مرہ گوسائیں جی کے پاس آجایا کرتے تھے۔ اس دفعہ گوسائیں جی ٹھاکر داس کو ہردوار اپنے ہمراہ لے گئے۔ اِن کا گھر گوجرانوالہ میں بھگت دھنا رام جی کے گھر کے نزدیک ہے۔ آجکل یہ صاحب گوجرانوالہ خالصہ سکول میں ماسٹر ہیں +

گھر آنے کی درخواست پر جواب

نو درشی کیش
۲۳ اگست ۱۸۹۸ء

اوم شری

القاب مذکورہ بالا

ایک نوازشنامہ صادر ہوا جس میں گھر آنے کی بابت ترغیب تھی۔ اِس خط

خربوزہ کھانے کا نتیجہ

۳۱ مئی ۱۸۹۸ء　　اوم شری

القاب مذکورہ بالا

آپ کی دیا سے بہت آنند ہے - خربوزہ کھانا دماغ کو تھوڑی دیر کے لئے بہت مفید پڑتا ہے - لیکن بعد میں نہایت نقصان دہ ثابت ہوتا ہے طبیعت کو تنگ رکھتا ہے اور معدہ کو بگاڑتا ہے +

گسائیں تیرتھ رام جی کی تصنیف ریاضی پر

یکم جون ۱۸۹۸ء　　اوم شری

القاب مذکورہ بالا

جو کتابیں میں نے بنائی ہیں اُسکی ایک جلد بھی میرے پاس موجود نہیں ہے لاہور میں انارکلی بازار کے "لالہ رام کرشن اینڈ سن" انگریزی کتب فروش کی دکان پر بکتی ہے .... کتاب کی قیمت ۱؎ ہے - کتاب پر معہ اشتہاروں کی چھپوائی وغیرہ کے سوا سو روپیہ (ایک سو پچیس) خرچ آیا ہے - ایک سو جلد کتاب کی میں نے مفت تقسیم کر دی ہے - ہندوستان کے انگریزی ریاضی دانوں نے نہایت عمدہ رائیں اسکی تعریف میں لکھی ہیں +

(نوٹ) یہ کتاب انگریزی میں ہے جس کا عنوان (How to excel in Mathematics) ہے - اور جو بالخصوص طلباء کے فائدے کے لیئے دوبارہ عنقریب چھاپی جائیگی +

۲۶ر اپریل ۱۸۹۹ء اوم شری

القاب مذکورہ بالا

پچھلے دو تین دن طبیعت ذرا تنگ رہی ہے۔ بہار (موسم یعنی رِتو) سخت ہے آج سخت معلوم ہوتی ہے۔ ایکانت سیون میں زیادہ آنند اور سکھ ہے۔ بہ نسبت عام لوگوں میں میل ملاقات کے ÷

گرم چیزوں کا تیاگ اور ایف اے کا نتیجہ

۲۹ر اپریل ۱۸۹۹ء اوم شری

القاب مذکورہ بالا

مجھے اب بہ نسبت پہلے کے رِیشہ کم ہے۔ گرم چیزوں کا استعمال آجکل مطلق تیاگ دینا چاہیئے۔ سب خرابیاں اِن سے پیدا ہوتی ہیں۔ اِن سے پیاس لگتی ہے اور زیادہ پانی پیو۔ بڑا ضرر پہنچاتا ہے۔ ایف۔ اے کا ریزلٹ نکلا ہے۔ مشن کالج کا لڑکا پنجاب میں اوّل ہے۔ اور یہاں سے لڑکے بھی اور سب کالجوں کی نسبت زیادہ پاس ہوئے ہیں ÷

سلہ گرم کام

چت اچل

اوم شری

القاب مذکورہ بالا

ایک ... پِتر ملا۔ آنند ہوا۔ آپ کی دیا سے چت تو دن بدن اچل ہوتا جاتا ہے۔ اِس میں ذرا فرق نہیں آتا۔ میرے شریر کے بیمارسے چت بِرتی کا اندازہ لگانا درست نہیں۔ پچھلے دِنوں کام ذرا بہت رہا ÷

سب وید کتیب ہمارے اندر ہیں

۱۷ اپریل ۱۸۹۸ء

اوم شری

القاب مذکورہ بالا

کتاس کے رستے نے جو اُپدیش کیا وہ نہایت درست ہے۔ جو سُکھ ایکانت سیون اور نج دہام میں ہے وہ کہیں بھی نہیں ۔

ہنسے برگ تیری شگندہ سوں بھیو بن بھرپور۔ کستوری تو ریکٹ ہے کیوں دہاوت ہے دُور اپنا ہی آنند جگت کے پدارتھوں میں آنند بھاؤ ناکر دکھلاتا ہے۔ سب وید کتیب بھی ہمارے اندر ہی ہیں ⁂

ایک تیرتھ کا نام ہے جو پنڈ دادن خان اور کھیورا کی نمک کی کان کے نزدیک ہے ⁂

مشن کالج کے بی۔اے کا نتیجہ

۲۴ اپریل ۱۸۹۸ء

اوم شری

القاب مذکورہ بالا

آج بی۔اے کا نتیجہ نکلا ہے۔ مشن کالج کے لڑکے سب سے زیادہ پاس ہوئے ہیں۔ اور ایک میرا لڑکا پنجاب میں تیسرا نمبر رہا ہے۔ اور جو لڑکا اوّل رہا وہ ایک برس اور آٹھ مہینے میرے پاس ہمارے کالج میں پڑھتا رہا۔ پیچھے کسی صاحب سے لڑکر آریا کالج میں جا داخل ہوا تھا۔ اور جو لڑکا دویم رہا وہ بھی میرا دوست گورمنٹ کالج میں پڑھنے والا تھا۔ یہ سب آپ کی کرپا ہے۔ دیا رکھا کریں۔
ریاضی میں اس دفعہ تیئیس ۲۳ میں سے صرف تین فیل ہوئے ہیں ⁂

بنا ہُوا اُوہی جگت کے کُل کام کر رہا ہے - اور اُسکی کُل خواہشیں ہر وقت پُوری ہو رہی ہیں اور شادی کا سُمندر ہے अहो अहं ! यस्य मे नास्ति किञ्चन अथवा यस्य सर्वं यद्वाङ् मनसि गोचरं ॥

بھگوان شنکر کہتے ہیں "واہ! کیسا سُندر اور آشچریہ ہے میرا اپنا آپ - کہ جس میرے اپنے آپ کا جنایا جگت ہے (جو کچھ وید میں شبد ہیں اور خیال میں آ سکتا ہے) یہ سب کچھ جس میرے اپنے آپ کا ہے - پرنتو ایسا ہوتے ہُوئے بھی میرے اپنے آپ کا کچھ نہیں ہے - ایسا جو میں ہُوں اُس کے تائیں میرا بہت بہت پرنام اور نمسکار ہے"

آجکل کام بہت زیادہ رہا - امتحانوں کے نزدیک ہونے کی وجہ سے - کالج کے اِمتحانوں کے لئے پرچے بھی بنانے تھے - نیز طالب علموں کی دِقّتیں بھی رفع کرنی پڑتی ہیں - مگر دِل ایکانت ہی رہا ◆

لوگوں کا پرچہ کم کرنا

اوم شری

۲۰ر اپریل سنہ ۱۸۹۸ء

القاب مذکورہ بالا

آپ کا نوازشنامہ صادر ہُوا - نہایت آنند ہُوا - پرچے بہت ہیں - پر ویکھے ابھی تھوڑے ہیں - زیادہ تر ست سنگ کیوجہ سے پرچے کم دیکھے جاتے ہیں - پر لوگوں کا پرچہ میں دن بدن کم کر رہا ہُوں - آپ سے مِلنے کو جی چاہتا ہے - بیساکھی کو اکٹھے کہیں جائیں تو خُوب ہو ◆

سلسلہ شغل - میل جول ◆

نول نہیں۔ آنند سے جس ٹوٹ شوبی سکے اور گرد ہوت پریت آر والا اور داویلا
ہو انکے رہتے ہیں۔ پر جو آنند کی سادھی میں ہر دم مگن رہتے ہیں۔ اس طرح
عشاریکے جیو آتمیان کی سیاہی اور بادل جیروں پر سے اسپشٹ سروپ کو
چھپاکر ہروقت شور مچائے رہتے ہیں۔ باوجود اسکے شدھ سروپ اپنے آپ میں کسی
کدورت اس ہونے کی بدولت کبیر سمندر میں رہتے پاک ہے ٭

اب آسکے تمام گورنمنٹ۔ دسے کی ریاضی کا بھی ترجمہ بنایا گیا ہے فارسی
اور سنسکرت والے طالبعلموں کے واسطے ٭

مزاج پرسی کا جواب

اوم شری

مہاراج ششتر

القاب مذکورہ بالا

آپکے نوازش نامجات شرف صدور لائے۔ نہایت آنند کا باعث ہوئے
ایک راجہ نے ایک مہاتما سے پوچھا کہ آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ اُنہوں نے
جواب دیا " جسکی مرضی بنا ایک پتہ نہ ہل سکے جس کا حکم سورج اور چندرمان
مانیں۔ ندیاں اور ہوا جسکی آگیا (اجازت) کو ایک دم بھر کے لئے بھی نہ توڑ
سکیں۔ جہاں چاہے خوشی بھیجدے۔ اور جہاں چاہے ماتم روانہ کردے۔ اور
اے راجن! جسکے فرمان کے بنا تیرے منہ کے دانت نہیں ہل سکتے۔ اور جسکی آجا
سے اوسار بادشاہوں کی رگوں میں خون تک گردش کرتا ہے۔ ایسے قادر مطلق کے
آنند کا کیا ٹھکانہ ہے۔ سے راجن! تو خود ہی اندازہ لگالے "
راجہ بولا:۔ دھنیہ ہو۔ ایسا ہی ہے۔ جس کا الگیہ بھاؤ اُٹھ گیا ہے اور جسکی
جیو بدھی نشٹ ہوگئی ہے اور برہم نشٹ ہوگیا ہے۔ وہ پرجاپتی (برہما) سروپ

اَدوِیت امرت وَرشنی سبھا کا قائم ہونا

اوم شری

۵ر فروری ۱۸۹۸ء

القاب مذکورہ بالا

کل عرض کیجاویگی - یہاں ایک "اَدوِیت امرت وَرشنی" سبھا قائم کی ہے جس میں زیادہ تر سادھو مہاتما ہی شریک ہیں - اِسکے اِکٹھ کا استھان میرا ہی گھر ہے - اور ہر دیروار کو اِکٹھ ہوتا ہے - جس میں اُپدیش وغیرہ بھی ہوتے ہیں - مگر کیوَل ویدانت پر ✤

ایکانت سیون اور انتر مکھ ہونیکا پھل

اوم شری

۱۵ر فروری ۱۸۹۸ء

القاب مذکورہ بالا

اِس میں کچھ شک نہیں کہ جو آنند ایکانت سیون اور انتر مکھ ہونے میں ہے اور کہیں نہیں - اور کروڑوں اشومیدہ یگیہ کئے ہُوئے ہوں تو سُرُوپ میں نِشٹھا رہنی ہے ✤

باہر ہولی اور اندر سمادھی

اوم شری

۰ر مارچ ۱۸۹۸ء

القاب مذکورہ بالا

ہڑل کا نتیجہ کل نکل گیا - میرے مکان کے قریب اس وقت بڑا اَرولا پڑ رہا ہے باعث ہولی کے - مگر آپکی کرپا سے دِل کے مکان میں کوئی کسی قسم کا شور و

۱۸۹۸ء

غلط فہمیوں سے روکنے کی تجویز

از لکھنؤ۔ ہری جرن
بکم جنوری ۱۸۹۸ء

اوم شری

القاب مذکورہ بالا

آپ کرپا کر کے یہاں تشریف جلدی لے آئیں۔ یہاں آنے پر کوئی کسی قسم کا اختلاف نہیں رہیگا۔ میرا اور آپ کا ہر ایک بات پر اتفاق ہے۔ لوگوں سے حال سن کر یا اوپر کی کسی کارروائی سے کوئی نتیجہ ہرگز نہ نکالنا۔ جب تک کہ سامنے بات چیت کرنے سے یہ نہ دیکھ لوگے کہ غلام بالکل آپ کا ہمدل وہم خیال ہے

راقم رام

۲۵ر جنوری ۱۸۹۸ء اوم شری

القاب مذکورہ بالا

نوازشنامہ شرف صدور لایا۔ آنند ہوا۔ ؎

حاصلِ ہر دو جہاں خوشۂ از خرمن ماست ❊ ساحتِ کون ومکان گوشۂ از گلبنِ ماست

میرا تھوڑے دنوں کا ایک دوہا ہے۔

ہے مرگ تیری ٹھگندھ سوں بھیو یہ بن بھرپور
کستوری تو نکٹ ہے کیوں ڈھاوت ہے دُور

(سلہ (مطلب) دونوں جہان کی آمدنی ہمارے خرمن (کھلیان) کا ایک خوشہ (بٹا) ہے۔ (یعنی دونوں جہانوں کی آمدنی ہماری دولتِ ذات کا ایک بٹا (خوشہ) ہے۔ اور دونوں جہان کا میدان ہمارے گلبن کا ایک گوشہ ہے ❊

و پھر سب نے کی عنقا پر سواری	سسی کے سینگ سے کی تیر باری
آرے او آسمان! ہو نیل وسے جیا	ہماری گنگ کو آتا ہے ہتوا

راقم۔ غلام رام

لہ اَے میرے سارے! میرے حال کو کیا پوچھتا ہے؟ کہ میری جاں (جانِ حقیقی یعنی ذات خالص) آرام کی جان (روحِ رواں) ہے اور میرا جسم تجھے خود کہتا ہو کہ بدنصیبی کے ردّ و بدل (تغیر و تبدلات) کے قصہ (بحر) میں آیا ہوا ہے+

گورو جی سے مطلقاً ابھید تا (ایکتا)

۲۵ دسمبر ۱۸۹۷ء اوم شری

القاب مذکورہ بالا

رات کے آٹھ بجنے والے ہیں۔ ورزش کر چکا ہوں۔ اندر بالکل صاف ہے۔ اور نہایت ہی آنند کی حالت ہے۔ اس وقت نہایت پریم کے ساتھ آپ یاد آئے ہیں آپ دھن ہیں۔ جنکی بدولت اِس طرح آنند کے سمندر میں سنان ہوتے ہیں۔ آپ پر بلہار۔ بالکل ایکتا کی حالت ہے۔ آپ سے اِس وقت سر مو بھی کسی بات میں اختلاف نہیں۔ ؎ من تو شدم تو من شدی۔ من تن شدم تو جاں شدی

تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

راقم۔ آپ خود

چند سوالوں کا جواب

اوم شری

۱۷ دسمبر سنہ ۱۸۹۷ء　　القاب مذکورہ بالا

آپکا نوازشنامہ صادر ہؤا۔ نہایت آنند ہؤا۔ آجکل کئی شخص جو مجھ سے ملتے ہیں۔ آپ کے درشنوں کی خواہش کرتے ہیں۔ پرسوں مجھے تپ ہو گیا تھا۔ مگر تپ بھی اپنا آپ انوبھؤ ہونے کی وجہ سے نہایت آنند دایک ہؤا۔ ریشہ بھی از حد زور کر کے آیا تھا۔ مگر بہت جلدی اپنے آپ ہی ہار کر رخصت ہو گیا ہے۔

آجکل کے شعروں میں سے چند شعر مندرجۂ ذیل ہیں

"اِس سوال کے جواب میں کہ "آپکا کیا حال ہے؟ پرسن ہو؟ ؎

چہ پُرسی حالِ من جانم کہ جانم جانِ آرام است
وتن خود گوئیدت مقبوضِ ردّ و بدل حرامست

مطلب:۔ میرے اپنا آپ! تُم مجھ سے میری صحت کی بابت کیوں پوچھتے ہو کیا تم کو معلوم نہیں کہ میرا آتما تو آنند کا رُوح و جاں ہے مگر شریر بیچارا ہر دم تبدیل ہوتا ہے اور ہر لحظہ موت کے نزدیک جا رہا ہے اور کبھی سکھی نہیں رہ سکتا ❊

آتما کی بابت تمہارا سوال نہیں بن سکتا۔ کیونکہ وہ ہمیشہ ہی آنند گھن ہے۔ اور کسی شریر کی بابت بھی تمہارا پوچھنا درست نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ تو سدا ہی مہا دکھی حالت کسکی پوچھتے ہو؟"

سنسار کیا ہے؟ اسکے جواب میں دِرشٹانت

تجے تھے چار مستقبل زماں کے	عقیمہ کے پسر ہر سُوء دواں تھے
عجب گل گل سرابوں میں نہائے	جبیں پر روز کے تارے لگائے

رام کے ہاں ویراگ و تیاگ کی اُمنگیں

اوم شری

ہری چرن
کویور ۱۳ دسمبر ۱۸۹۶ء

القاب مذکورہ بالا

. . . .

آپکی دیا سے آنند سروپ کے ساتھ سنگ بڑھتا جا رہا ہے۔ واہ! دھن ہو!
فقط۔ زیادہ آنند ۔ راقم رام

پہلا کارڈ لکھ رہا تھا کہ آپکے تین پوسٹکارڈ دھار ہوئے۔ بہت ہی آنند ہوا
آپنے جو لکھا ہے نہایت ہی ٹھیک اور درست رقم فرمایا ہے۔ جو آپکی اچھا ہے وہی
ہوگی۔ کرنے کرانے والے سب آپ ہیں۔ ویراگ کی اُمنگیں جو یہاں آتی ہیں آپکی
بھیجی ہوئی ہیں۔ اور آپ ہی روکتے ہو عجب تماشا ہے۔ واہ کیا خوب کھیل ہے
بلہار!۔

سب کے لئے سنیاس ٹھیک نہیں۔ اور سنیاس کا سنسار میں ہونا بھی
درست نہیں۔ ہر رنگ کا مصالحہ جگت میں بنایا ہوا ہے۔ کسی کو ہنسانا کسی کو رولانا
اور آپ الگ کھڑے تماشا دیکھنا۔ یہ ہمارا کام ہے۔ جس طرح سے آتشباز انار کے
مصالحہ کو گرم گرم آگ سے جلاتا ہے اور اُس بچارے مصالحے سے شوں شوں
روپی ہائے ہائے کا شور کراتا ہے۔ پر آپ سدا پرسن رہتا ہے ساکشی روپ
بن کر۔ بعض پھل پک کر بھی درخت کے ساتھ لگے رہتے ہیں۔ پر بعض پھل پک کر
گر پڑتے ہیں۔ فقط زیادہ آنند ۔

راقم۔ رام

شری شنکر آچاریہ جی نے گیتا بھاشیہ میں نہایت صاف طور پر ثابت کر دیا ہے کہ آخیر میں بالکل کرم کا تیاگ ہو جانا چاہئے۔ گو خود ان دنوں وہ تھوڑا بہت کرم کرتے ہی تھے۔ غلام کے لئے بھی ایسے دن آنے میں ابھی دیر ہے ٭

کاش آنانکہ عیب من جستند ٭ رویت اے دلستاں بدیدندے
این خرقہ کہ من دارم در رہن شراب اولیٰ ٭ ویں دفتر بے معنی غرق مئے ناب اولیٰ

آخیر کے مصرعہ کا مطلب:- یہ کتابیں تینکیں دفتر وغیرہ بالکل بیمعنے اور لاحاصل و نکمے ہیں۔ اگر انکے پڑھنے سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ "ہم ان کو خالص شراب میں ایسا ڈال دیں کہ وہاں بالکل گل کر خراب خستہ ہو جائیں اور ان کا نام و نشان باقی نہ رہے۔ بلکہ شراب روپ ہی ہو جائیں۔ شراب سے مراد نشۂ توحید و مستیٔ وحدانیت ہے۔ یہ کپڑے (یعنی گرہست) مردے کا کفن ہیں۔ اگر آخیر میں ان کو بھی شراب کے رنگ میں ہم رنگے نہیں جاتے" فقط زبادہ آنند

(نوٹ) یہاں مراد یہ ہے کہ دورخ روپی گرہستھ (خانہ داری) سے علیحدہ ہونا تارک الدنیا ہونا ہی واجب ہے۔ گرہستھ میں ہمیشہ پھنسے رہنا مناسب نہیں۔

۱؎ کاش کہ جنہوں نے میری عیب جوئی کی۔ اے پیارے! وہ تیرا چہرہ دیکھتے۔

۲؎ یہ گدڑی جو کہ میں رکھتا ہوں (یعنی میں پہنے ہوئے ہوں) اعلیٰ شراب کے بدلے رگروی ہو۔ اور یہ بے معنی دفتر (کتب وغیرہ) اعلیٰ شراب (حقیقی عشق الٰہی) میں غرق ہو ٭

۹ دسمبر ۱۸۹۷ء   اوم شری   القاب مذکورہ بالا

آپ کی کرپا سے ہر وقت ہی مستی کا عالم رہتا ہے۔ آجکل اس آنند کی وجہ سے پڑھا بھی نہیں جاتا ٭

بہت آنند ہے۔

مَیں تو خود کچھ نہیں کرتا مناسب موقعہ سب کارروائی اپنے آپ ہو رہی ہے کسی دن مستی اور دنیا کی جانب سے بیہوشی بنا بلائے آجائے تو میرا کیا قصور؟ بنا کئے کام ہو رہے ہیں۔ سورج اور شیش ناگ تو ہمارے غلام ہیں۔ ہمارا کام تو شیش ناگ کی سیج (بستر) پر آرام کرنا ہے سورج کو پرکاش ہم کرتے ہیں۔ اور حکم کا بندہ بنکر گردش وہ کرتا ہے۔ سروپ تو سب کا ایکہی ہے۔ مگر سروپ میں استھتی درکار ہے اور تریا اوستھا وسمادھی کال کی کہاں مہا نہیں آئی؟ شری رام چندر جی و شری کرشن پرماتمہ خود ایسے مہاتماؤں کے چرنوں پر سر رکھتے رہے ہیں۔ اور یاگیہ ولک و اشٹاوکر جی کا مرتبہ راجہ جنک سے بڑھ کر ہے ✤

راجہ جنک و کرشن پرماتمہ تو بی۔ اے کلاس کے ہیں۔ اور یاگیہ ولک۔ اشٹاوکر وغیرہ ایم۔ اے کلاس کے ✤ قدر بی۔ اے اور۔ ایم۔ اے کا یکساں ہوتا ہے۔ مگر سچائی کو چھپانا ٹھیک نہیں۔ جو بڑا ہے اسکو بڑا ہی کہنا مناسب ہے ✤

غلام کی بابت ابھی کچھ عرصہ تک کوئی اندیشہ و خطرہ نہیں کرنا چاہیئے ملائی والا دودھ اور مصری ملے ہوئے تو ایک طرف پینے کو ملتے ہیں۔ اور باجرہ و جوار کی روٹی دوسری طرف۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ باجرہ و جوار خراب ہیں۔ (کیونکہ وہ بھی نوئیں ہی ہوں) مگر میرے معدے کے موافق نہیں۔ میرے معدے کو تو دودھ مصری ہی ہضم ہوتے ہیں ✤

جب بادشاہ کے کام بغیر ہاتھ پیر ہلائے ہو رہے ہیں تو وہ مزدوروں کے ساتھ ملکر ٹوکری کیوں ڈھوئے۔

ولٹوہی (دیگچی یا بنٹا) میں گرم جلانے والے پانی میں ابلنے سے بچنے کے لئے دیگچی سے باہر جا پڑنا ہی واجب ہے۔ دیگچی کے ساتھ لگے رہنا مناسب نہیں

کُل کام بڑی ہوشیاری سے اب وہ خود کرنے لگ پڑے ہیں۔ آپ کیوں نہ کریں گے
گھبرانا ٹھیک نہیں۔ جیسی اُسکی آگیا ہوگی عمل ہوتا جائیگا۔ مہاراج ہی ہم گسائیوں کا
دھن ہیں۔ اپنے نج کے سچے اور قیمتی دھن کو تیاگ کر سنسار کی جھوٹی کوڑیوں کے
پیچھے پڑنا ہم کو مناسب نہیں۔ اور اُن کوڑیوں کے نہ ملنے پر افسوس کرنا تو بہت ہی
بُرا ہے۔ اپنے اصلی مال و دولت کا مزا ایک دفعہ لے تو دیکھو۔

(نوٹ) یہ خط گوسائیں جی نے اپنے والد صاحب کو بھیجا تھا۔ مگر والد صاحب نے اِس خط پر
مفصلہ ذیل نوٹ درج کر کے بھگت دھنا رام کی طرف بھیج دیا "بھگت جی! تُساڈی صحبت وِچوں
پُتر نوں جواب ملا۔ اساں تُسانوں سیانا جان کے سپرد کیتا سی" جس سے یہ خط بھی اُن کے خطوط
میں شامل کیا گیا ہے۔

اوم شری　　۹ نومبر ۱۸۹۷ء

القاب مذکورہ بالا

مہاراج جی! . . . . گو مَیں نے اتنے دِن خط نہیں لکھا۔ مگر سوائے
آپکے سروپ میں رہنے کے اَور کوئی کام بھی نہیں کیا۔ جب اپنا آپ ہو گئے تو خط
کس کو لکھیں؟

گوسائیں جی کی اپنے سروپ میں ستھتی اور دِلی سنیاس کا طاری ہونا

۹ دسمبر ۱۸۹۷ء　　اوم شری　　القاب مذکورہ بالا

آپ کا نوازشنامہ شرف صدور لایا۔ از حد آنند ہوا۔ آپکی نہایت دَیا ہے۔

چت کی بالکل بے خوفی

۱۱ ستمبر ۱۸۹۷ء
اوم شری

القاب مذکورہ بالا

آپکی دیا سے آجکل تو ''نربھے پد'' پراپت ہے۔ بالکل بے خوفی۔ ہر حالت میں خوشی کی حالت۔ آپکی دیا ہوئی تو مرار یوالہ وغیرہ سب جگہ یہ حالت رہیگی ۔

اوم شری

۱۸ اکتوبر ۱۸۹۷ء

القاب مذکورہ بالا

آجکل اس پر عمل ہے۔

तमेवैकं जानथ आत्मानमन्या वाचो
विमुञ्चथ अमृतस्यैष सेतु । (मुंडकोपनिषद्)

''ایک ماترا آتما کو جان۔ اسکے بغیر اور کوئی بات ہرگز مت کرو۔ یہی امرت کا پل ہے''

گسائیں تیرتھ رام جی کا اپنے پتا (والد) کو خط

۲۵ اکتوبر ۱۸۹۷ء
اوم شری

میرے پیارے والد بزرگوار من دام ظلکم

چرن بندنا۔ نوازشنامہ سامی شرف صدور لایا۔ از حد آنند ہوا۔ آپکے لڑکے تیرتھ رام کا شریر تو اب بک گیا۔ بک گیا رام کے آگے۔ اُس کا اپنا نہیں رہا۔ آج دیوالی کو اپنا جسم ہار دیا۔ اور مہاراج کو جیت لیا۔ آپ کو مبارک ہو۔ اب جس چیز کی ضرورت ہو میرے مالک سے مانگو۔ فوراً خود دے دینگے۔ یا مجھ سے بھجوا دینگے۔ مگر ایک دفعہ نشچے کے ساتھ آپ اُن سے مانگو تو سہی۔ اُنیس ۱۹ بیس ۲۰ دن سے میرے

پر دیا رکھی۔ شاید کتاب تو میں لکھ ڈالوں۔ اور لکھونگا ضرور۔ مگر آجکل تو ویدانت بچار اور ایکانت سیون پر دل لگا ہُوا ہے۔ ہانسی کے لوگ آستک تھے۔ اور بعض بعض ویدانت کو بھی اچھی طرح سمجھتے تھے۔ بھوانی کے لوگ زیادہ ست سنگی تھے۔ حصار کے لوگ عموماً آریہ سماجی تھے۔ مگر خوشخو۔ مجھ سے سب پریتی کرتے تھے۔ ماسٹر جی نے مجھے ایک سنہری گھڑی انعام دی ہے۔ آپ کا ذکر ست سنگیوں سے بہت آیا تھا ✣

گرنتھوں کے مطالعہ سے دھارنا کا بڑھنا اور سنکلپ سدّھی کا طریقہ

۸ر ستمبر ۱۸۹۷ء

اوم شری القاب مذکورہ بالا

آپ کا نوازشنامہ صادر ہُوا۔ نہایت آنند ہُوا۔ میں کوئی پانچ چھ دن کو حاضر خدمت ہونگا میں نے لاہور میں رہ کر تیں سے زیادہ کتابیں انگریزی میں ویدانت کی دیکھیں اور بچار پوربک پڑھی ہیں۔ اِن کتابوں میں اُپنشدوں اور دیگر پرانیک گرنتھوں[1] کے حصّے عموماً دیئے ہُوئے تھے۔ گرنتھوں کے ست سنگ سے دھارنا (عمل) بہت بڑھتا ہے اور اصل آنند دھارنا ہی میں ہے۔ پُھرنا[2] اور سنکلپ کے روکنے سے سنکلپ سدّھی ہوتی ہے۔ جیسے دانہ زمین میں دابنے سے اُگتا ہے۔ آپ کا اِس بارے میں بہت تجربہ ہے۔ مایا اور دُنیا سے دل ہٹ جانے سے دُنیا غلام بنتی ہے۔ جیسے سایہ کی طرف پیٹھ کر کے سُورج کی طرف جانے سے سایہ پیچھے آتا ہے۔ آپ غلام پر کرپا درشٹ رکھا کریں ✣

---

[1] مستند کتب۔ [2] چت کا لہرانا ✣

ویدانت شاستر کی صداقت

۱۰ر اگست ۱۸۹۷ء اوم شری

القاب مذکورہ بالا

آپ کا نوازشنامہ صادر ہوا۔ نہایت آنند ہوا۔ حقیقت میں ذرا عمل کرنے سے شاستروں کے بالکل انوسار نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔ دُنیا میں اگر کوئی چیز سچ ہے تو ویدانت شاستر ہے۔ بڑی کرپا آپنے کی ہے۔ شکر ہے ؛

ویدانت کے عمل سے آنند

۱۱ر اگست ۱۸۹۷ء اوم شری

القاب مذکورہ بالا

آپ کا نوازشنامہ کل صادر ہوا۔ نہایت آنند ہوا۔ ویدانت شاستر کے متعلق انگریزی میں بہت سے گرنتھ پڑھتا ہوں مگر پڑھنے میں وہ آنند نہیں آتا جو اُنکو ایکانت میں بیٹھکر بچارنے اور اپنے بیچ دھارن کرنے میں آتا ہے۔ جو کچھ اس طرح سے آپ کی دیا سے پراپت ہوتا ہے۔ وہ اکثر جگیاسوؤں کو انگریزی میں اُپدیش بھی کر دیتا ہوں۔ جی چاہتا ہے کہ اسی آنند میں تعطیلیں گزاروں۔ مگر..

سوامی جی کو سنہری گھڑی کا انعام ملنا

۲ر ستمبر ۱۸۹۷ء اوم شری

القاب مذکورہ بالا

آپ کا صرف ایک کارڈ ہانسی ملا تھا۔ اور ایک پھر لاہور آن کر۔ آپنے غلام

رہنا واجب ہے۔ یہاں جب کا آیا ہُوں ہری چرنوں میں ہی دھیان ہے اور اپنے سروپ کے شری گنگا جل میں آپکی دیا سے سنان کر رہا ہُوں +

ویدانت بچار اور بھجن

۵ر اگست سنہ ۱۸۹۷ء اوم شری

القاب مذکورہ بالا

آپکے نوازشنامے صادر ہُوئے۔ نہایت آنند ہُوا۔ میں تعطیلوں کے انت (اختتام) میں ریاضی کی کوئی کتاب لکھُوں گا۔ آجکل تو ویدانت بچار اور بھجن ایکانت سیون ہی کو کُل وقت دیتا ہُوں۔ اِس میں وہ آنند ہے کہ چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ آپ کی نہایت دیا ہے۔ لڑکے بالے سب بھیجدیئے ہُوئے ہیں میں اکیلا ہُوں۔ تھوڑے دِنوں کو شاید آپکے چرنوں میں آؤں +

مُنشادِیہ کب سپھل ہے ؟

۷ر اگست سنہ ۱۸۹۷ء اوم شری

القاب مذکورہ بالا

اگر وِیوہار کال[۱] (کام کرتے وقت) میں چلتے پھرتے اور سب کام کرتے ہماری برتی[۲] برہما کار رہے اور دِل عرشِ اعلیٰ سے کبھی نیچے نہ اُترے تو دھن ہے ہمارا جیون۔ ورنہ مُنشادیہ نشپھل کھودیا +

---

[۱] کام کرتے وقت [۲] چِت کا دِھیان یا خیال [۳] برہم یعنی ذاتِ الٰہی سے وصل یا اتحاد [۴] قالب انسانی +

وید پاٹھ کا اثر

اوم شری

۲۳ر جون ۱۸۹۷ء

القاب مذکورہ بالا

آپ کا نوازشنامہ آج صادر ہؤا۔ نہایت آنند ہؤا۔ ویدوں کا کیول پاٹھ ماتر سُننے سے میرے چت کو سمادھی کی حالت پراپت ہوجایا کرتی ہے۔ اور نہایت آنند کی اوستھا طاری ہوجاتی ہے۔ یہ نہایت اچھا کام ہے۔ ایسے آدمی کی مدد کرنی ٹھیک ہے۔

سلہ دکھن دیس (جنوبی علاقہ) کا ایک پنڈت تھا جو محض ویدپاٹھ ہی کرنا جانتا تھا اور معنی مطلب سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا تھا۔ اسکی درخواست تھی کہ اس کا ویدپاٹھ لوگوں کے اندر شروع کرادیا جائے۔ وہ نہایت میٹھی سُر سے ویدوں کا پاٹھ کرتا تھا۔ اگرچہ وہ معنی کسی منتر کے بھی نہ جانتا تھا تو بھی اس کا منتروں کا پڑھنا ایسا مؤثر و دلکش تھا کہ سُننے والے بلا مطلب سمجھے بھی محض پاٹھ سے ہی محظوظ ہوجایا کرتے تھے۔ ایسے شخص کی مدد کرنے کے لئے گوسائیں جی نے بھگت جی مہاراج کو یہ خط لکھا ہے۔

ہر چرن کی پوڑیوں میں نواس

اوم شری

یکم اگست ۱۸۹۷ء

القاب مذکورہ بالا

ہم اِس نئے مکان میں آگئے ہیں۔ یہ ہر چرن کی پوڑیوں میں ہے۔ ہرچرنوں میں (تیرتھ) شری گنگا جی کا نواس ہے اور تیرتھ (رام) کو بھی ہرچرنوں ہی میں

۱۷ اپریل ۱۸۹۷ء

اوم شری

الفاب مذکورہ بالا

میرے پیر کا چھالا اب بہت درد کرتا ہے۔ آج بی۔ اے کا ریزلٹ (نتیجہ) نکلا ہے۔ ایسا خراب کبھی نہیں نکلا۔ کل پنجاب میں چوتھا حصّہ بھی نہیں پاس ہوئے سب مضمونوں میں بہت فیل ہوئے ہیں۔ میرے شاگردوں میں سے ایک تیسرا نمبر رہا ہے اور ایک پانچواں رہا ہے۔ ریاضی میں بھی بہت فیل ہوئے ہیں سب کالجوں کے۔ میری ترقی اس سال نہیں ہوگی۔ اتنی تو محنت کی اور نتیجہ یہ نکلا۔ دل اب بہت برداشتہ ہو رہا ہے۔ آپ کب آئیں گے ؟
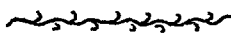
۱۸ اپریل ۱۸۹۷ء

اوم شری

الفاب مذکورہ بالا

مَیں آپکی کرپا سے اپنا وقت وِیرتھ کاموں میں خرچ نہیں کرتا۔ اور زیادہ تر وید انت چرچا ہی ہوتی ہے۔ آیندہ آپکے حکم کے مطابق دیگر قسم کی گفتگو بالکل تیاگ دینے کی کوشش کرونگا۔ آپ دیا رکھا کریں۔ چِت آجکل اُداس ہے.........
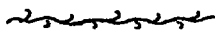
۲۸ اپریل ۱۸۹۷ء

اوم شری

الفاب مذکورہ بالا

کل الیف۔ اے کا ریزلٹ نکلا۔ کُل کالجوں کے نصف کے قریب پاس ہوئے ہیں مشن کالج اچھا رہا ہے۔ آپکی کرپا سے ریاضی میں بھی اچھا رہا ہے۔ پانچ صرف ریاضی میں فیل ہوئے ہیں ساٹھ میں سے۔ وظیفے بھی چار مشن کالج میں آئے ہیں ؎

اار مارچ ۱۸۹۷ء

اوم شری

القاب مذکورہ بالا

آپکی کرپا سے نہایت آنند رہتا ہے۔ زکام نے شریر کو کسی قدر تنگ کیا تھا۔ مگر پارمارتھک گرنتھ (کتب معرفتِ الٰہی) دیکھنے اور دوسرے کام سے چت پرسنّ رہتا ہے۔ آپ ؔ دیا رکھا کریں ❖

چت کا ٹھہرنا

۱۳ر مارچ ۱۸۹۷ء

اوم شری

القاب مذکورہ بالا

آپ کا نوازشنامہ آج صادر ہُوا۔ نہایت آنند ہُوا۔ جس وقت آپنے کل لکھا تھا میں بھی اُس وقت ٹھیک اُسی حالت میں تھا جس میں آپ تھے اور آپکی طرف لکھنے کے لئے یہ کارڈ اُٹھایا تھا۔ پرپھر پیر نامہ لکھکر رکھ چھوڑا تھا۔ آپ کی دیا سے اب نہایت آنند ہے۔ بڑے اچھے بھاگ ہونے سے چت ٹھہرنا سیکھتا ہے ❖

(نوٹ) بھگت دھنّا رام جی کا اُن دنوں یہ ابھیاس تھا کہ جس کسی سے کوئی کام کرانا ہو وہ شخص خواہ کتنے ہی فاصلہ پر کیوں نہ ہو اپنے چت کی طاقت سے اُس شخص سے وہ کام کرالیا کرتے تھے اِس دفعہ گسائیں جی سے وُہی مضمون لکھوانا چاہا تھا جو بھگت جی آپ خود لکھکر اُن کو بھیج رہے تھے اور تیرتھ رام جی نے اپنے اس خط میں مانا ہے کہ اُن کے اندر بھی وُہی مضمون لکھنے کو پھیر کا ہے۔ یہ دو چتّوں کے اِتحاد کا عملی ثبوت ہے۔ اور اس سے صاف عیاں ہے کہ دو شخص ہزاروں میلوں کے فاصلہ پر رہتے ہُوئے بھی اپنے قلبی اتحاد سے آپس میں بلا مادی تاربرقی کے بھی باتیں کرسکتے ہیں ❖

۱۸۹۷ء

گوسائیں جی کی تنگی اور رشتہ داروں کی خفگی

۷ ر جنوری ۱۸۹۷ء اوم

القاب مذکورہ بالا

میں کل مبلغ اٹھائیس روپے خدمت شریف میں عرض کرونگا۔ نصف چاچا جی کو دیدینے۔ اُن کو لکھ چکا ہوں۔ اِس مہینے میرے پاس کُل تین روپے بچے ہیں اور سارے مہینے کا خرچ ابھی سر پر ہے۔ نہ آٹا موجود ہے نہ اور کچھ سوائے گھی کے۔ اِس دفعہ قرض کی بابت ایک کوڑی بھی ادا نہیں کی اور کسی لڑکے کو بھی ذرا مدد نہیں دی۔ تِس پر بھی سب خفا ہیں۔ اور گلہ پر گلہ ہے۔ اِس وقت میرے پاس کوئی روٹی پکانے والا آدمی نہیں ہے۔ تنگ ہوں +

سروپ میں ستھت ہونے سے آنند

۲۲ ر فروری ۱۸۹۷ء اوم شری

القاب مذکورہ بالا

جب فرصت ملتی ہے۔ ویدانت کے گرنتھ انگریزی میں دیکھتا ہوں۔ اور چھٹی کے دن جت اکاگر کرنے کا بھی زیادہ وقت ملتا ہے۔ آنند صرف اپنے سروپ میں ستھت ہونے میں ہے۔ اور اختیار بھی کُل جگت پر اپنا ہی ہے۔ خواہ مخواہ ہم اپنے تیئں اوروں کے (افسروں وغیرہ کے) اختیار میں خیال کر لیتے ہیں۔ آپ غلام پر دیا رکھا کریں +

آپ کا ایک نوازشنامہ صادر ہُوا۔ نہایت آنند ہُوا۔ میرا اپنا چت بھی بہت جلد حاضر خدمت ہونے کو چاہتا ہے مگر اب شملہ میں جلسہ ہے جنم اشٹمی کے دن۔ پنڈت جی نے میرے وہاں جانے کی بھی شملہ والوں کو اطلاع کر بھیجی ہے۔ اور اُنہوں نے وہاں اشتہاروں وغیرہ میں میرا نام بھی چھاپ رکھا ہے۔ اور آج پنڈت صاحب مجھے وہاں لیجانا چاہتے ہیں۔ بہرصورت وہاں سے نو دس دن تک لاہور پہنچ جانے کی اُمید ہے۔ چت آپکے چرنوں میں رہتا ہے۔ کل میرا یہاں انگریزی میں لیکچر تھا۔ آج پنڈت صاحب کا لیکچر ہے۔ شہر کے کُل رؤسا اور امیر کل سُننے آئے تھے۔ آپ یاد رکھا کریں پنڈت جی کی طرف سے جے سری کرشن شملہ کا پتہ یہ ہے:۔ "بمقام شملہ۔ پاس بابو نانک چند صاحب پریذیڈنٹ سناتن دھرم سبھا کے پہنچکر گسائیں تیرتھ رام کو ملے"۔

مہمانوں کی کثرت اور قرض لیکر کام چلانا

۹ر نومبر ۱۸۹۶ء

اوم شری

القاب مذکورہ بالا

یہاں پنڈت رام دھن اور ایک اور آدمی آئے ہُوئے تھے۔ آج صبح کی گاڑی سے چلے گئے ہیں۔ کسی کام آئے تھے۔ آپ کب تشریف لائینگے؟ یہاں بڑے مہمان آتے ہیں۔ مُرار یوالہ کے دو اور اس وقت آئے ہیں۔ کم از کم تین روپے روز کا خرچ ہے۔ قرض اُٹھا رہا ہُوں +

تین چار دن لگیں گے - گوبردھن - برسانا - نندگام - گوکل - بلداؤ - یہ مقامات دیکھیں گے - اُمید کہ ستمبر میں حاضر خدمت ہو جاؤں گا - آپ نے تو خط پہلے پتہ پر ہی لکھنا - تین مہاتماؤں کے درشن ہوئے - پتہ :- شری برندابن دھام - کیشی گھاٹ - نارائن سوامی جی کی معرفت تیرتھ رام کو ملے - پنڈت جی کی طرف سے جے شری کرشن چندر مہاراج کی ÷

راقم عاجز غلام تیرتھ رام

اوم

۱۶ راگست سنہ ۱۸۹۶
برندابن دھام

القاب مذکورہ بالا

ہم سب کل برج کی یاترا سے واپس آئے - اب کوئی دو ہفتہ سے کم دن یہاں رہنے کی اُمید ہے - بہت گھومے اور پھرے - یہ بھومی ہر ایک طرح سے سیر کے قابل ہے - آپ دیا رکھا کریں - پنڈت جی کا نمسکار ÷ ....

از متھرا

اوم

۲۴ راگست سنہ ۱۸۹۶ء

القاب مذکورہ بالا

اب ہم برندابن سے رخصت ہو کر متھرا چلے آئے ہیں - دو تین دن یہاں رہکر دلی جائینگے - برندابن میں لیکچر ہوئے - یہاں بھی ہونگے - دلی سے شاید میں بھی پنڈت جی کے ساتھ شملہ جاؤں - مگر پختہ طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا - بہر صورت دو ہفتہ تک لاہور پہنچ جانے کی اُمید ہے -

گوسائیں جی کا متھرا میں لیکچر

شہر متھرا
۲۴ راگست سنہ ۱۸۹۶ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

گوسائیں جی کی بورڈنگ میں دعوت

اوم

۲۶ جولائی ۱۸۹۶ء

القاب مذکورہ بالا

آج خاص اِس غلام کو کالج کے بورڈنگ ہاؤس میں رہنے والوں نے اپنا پریم بھگتی اور اُتساہ دِکھانے کے لئے دعوت کی تھی۔ اُنھیں اُپدیش بھی ہُوا تھا۔ بڑے پرسن ہُوئے تھے۔ اُنہوں نے بڑی پریتی اور محبّت ظاہر کی۔ آپ کی سب کرپا ہے۔

گوسائیں جی متھرا میں

متھرا

۴ اگست ۱۸۹۶ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

پنڈت[1] صاحب کے ہمرکاب مَیں کل یہاں (متھرا میں) پہنچ گیا۔ بھوانی سے یہاں تک چھبیس[۲۶] گھنٹے میں آئے۔ شہر نہایت خوبصورت ہے۔ اور خصوصًا مندر تو نہایت ہی عجیب و نفیس ہیں۔ دو تین دن تک برندابن جاوینگے وہاں کا پتہ فی الحال نارائن سوامی جی کا آشرم ہے۔ پھرنے کو یہاں خُوب موقع ملتا ہے۔ برشا اِدھر خُوب ہے۔ دُودھ کا وُہی بھاؤ ہے جو لاہور میں ہے

---

[1] پنڈت صاحب سے مراد پنڈت دیدیال ہے۔

برج کی یاترا

۹ اگست ۱۸۹۶ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

آپ کا نوازشنامہ کل مِلا۔ نہایت آنند ہُوا۔ آج ہم برج کی یاترا کو چلے ہیں۔

مشن کالج میں لیکچر

۲۰ جون سنہ ۱۸۹۶ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

میرا آج مشن کالج میں لیکچر ہوا تھا۔ لوگ بڑے خوش ہوئے تھے۔ اور مشن کالج کے پرنسپل صاحب نے اسکے چھپوا دینے کی فہمایش کی تھی۔ میں شاید کل جموں جاؤں۔ مگر پختہ نہیں کہہ سکتا۔ پرسوں چھٹی ہے *

۴ جولائی سنہ ۱۸۹۶ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

میں آج تک عرض نہیں کرسکا۔ معاف فرمائیں۔ جب دیر کا سبب معلوم ہوگا تو آپ دل میں کوئی خیال نہیں رکھیں گے۔ آپ عاجز غلام پر خفا مت ہوا کریں۔ اِس غلام کی تو بوٹی بوٹی بھی اگر کاٹنے کا حکم ہو تو مَیں راحت تصور کیجاتی ہے۔ اور بڑی مہربانی سمجھی جاتی ہے *

گوسائیں جی کے لیکچر پر پنڈت صاحبوں کا حیران ہونا

۲۰ جولائی سنہ ۱۸۹۶ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

یہاں کل میرا ایک لیکچر ہوا تھا۔ پنڈت دیندیال۔ گوپی ناتھ۔ اور جملہ حاضرین آپ کی کرپا سے بالکل حیران رہ گئے۔ آپ کی دیا سے سب بڑی مہربانی کرتے ہیں۔ آپ غلام پر نظر عنایت رکھا کریں *

جگت گرو شنکر آچاریہ کے فرمان کے مطابق گوسائیں جی کا جموں جانا

اوم

لاہور
۱۳ر جون ۱۸۹۶ء

القاب مذکورہ بالا

مہاراج جی! میں کل سوامی جی کے ساتھ جموں نہیں گیا۔ کیونکہ آج تعطیل نہیں تھی۔ پر آج وہاں پہنچ جانے کا اقرار ہے۔ کل اتوار کی رات کو واپس آ جانا ہوگا رات کی گاڑی میں آنا جانا ہوگا۔ سیالکوٹ بھی شاید چند گھنٹے ٹھہروں۔ مہاراج جی! میں چاہے کیا ہی کروں۔ میرا چت آپ ہی کے چرنوں میں ہے۔ جگت گرو جی کے ساتھ پنڈت بھانودت۔ پنڈت گنپتی۔ پنڈت وید پال۔ امرتسر کے پانچ بڑے مشہور پنڈت۔ اور لاہور کے چند رئیس گئے ہوئے ہیں۔ آپ نے اس عاجز غلام سدا گناہگار کے قصور معاف فرمانے۔ کرپا رکھنی ٭

گوسائیں جی کی ہردلعزیزی

۱۶ر جون ۱۸۹۶ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

میں کل اتوار صبح کی گاڑی جموں گیا تھا۔ اور کل رات کی گاڑی میں لاہور آ گیا تھا۔ جو آج سوموار سویرے لاہور پہنچی۔ سٹیشن سے سیدھا کالج پڑھانے چلا گیا تھا۔ سیالکوٹ والے رات کو سٹیشن پر ملنے کے لئے آ گئے تھے۔ پچاس سے زیادہ شخص تھے۔ بڑے پریم سے ملے۔ جموں بھی ملاقات ہوئی۔ بڑا ہجوم تھا۔ مہاتما نرنجن داس بھی ملے۔ امرتسر کے پنڈت گردھاری لعل شاستری اور پنڈت موہن لعل جی بڑے پریمی ہیں۔ آپ جلد تشریف لے آویں ٭

گوسائیں تیرتھ رام جی کا شہر سے باہر مقام رکھنا

اوم

لاہور
۱۱ رجون سنہ ۱۸۹۶ء

القاب مذکورہ بالا

آپکے دونوازشنامے صادر ہوئے۔ بڑا آنند ہوا۔ چاچاجی خفا نہیں ہوئے اور ہونے کیونکر؟ مَیں تو شہر سے باہر مقام رکھتا تھا۔ پر مبلغ پچاس روپے جو میرے پاس بچے تھے وہ اُنکی سیوا میں بھینٹ کئے گئے۔ اب میں اُدھار لے کر کام چلا رہا ہوں اور آنند ہوں ⁂ . . . .

جگت گورو سوامی شنکر آچاریہ جی مجھے اپنے ساتھ ایک دِن کے لئے جموں لیجانا چاہتے ہیں۔ اُن کو جموں کے راجہ نے بلا بھیجا ہے۔ اُن کی سواری کل شنکروار کی شام کو یہاں سے چلنی ہے۔ پرسوں سنیچر کو وہاں ریل کے رستہ پہنچ جائینگے۔ اُنکے ساتھ راجہ ہربنس سنگھ کا وزیر۔ پنڈت دین دیال جی۔ اور لاہور کے چند ایک رئیس ہونگے۔ مجھے بھی لیجانا چاہتے ہیں۔ صرف مہاراجہ جموں سے ملاقات کرانے کے لئے۔ مَیں نے ابھی کوئی پختہ ارادہ نہیں کیا۔ جس طرح آپ کا اندرونی حکم ہوگا کیا جائیگا۔ مَیں آپ کا ایک عاجز غلام ہوں۔ اگر آپ کو تکلیف نہ ہو تو آپ نے بھی گوجرانوالہ ریلوے سٹیشن پر تشریف لے آنی۔ اگر مَیں وہاں ہوا تو جموں چلے چلنا ⁂

---

(۱) جگت گورو سوامی شنکر آچاریہ دوارکا کے شاردا مٹھ کی گدی پر نشین تھے۔ اُن دنوں یہ لاہور گھومنے آئے تھے۔ جب بازار میں اُن کی سواری نکلتی تھی تو اُن کے سنگھاسن کے ہر دو اطراف دن میں بھی مشعلیں جلا کرتی تھیں ⁂

گوسائیں جی کا سچّا دلی ترک (ویراگ)

درجون ۱۸۹۶ء اوم

القاب مذکورہ بالا

آپ کا ایک نوازشنامہ آج صادر ہوا - اور ایک کل ملا تھا - میں تو بالکل ہی آپکا ہوں کسی چیز کو اپنا نہیں سمجھا ہوا - دولتِ دنیا کو جمع کرنا خوشی کا کارن نہیں سمجھا ہوا - نہ گہنا بنانے کا - نہ سامان مہیا کرنے کا خیال ہے - آپ کی کرپا سے درخت کا سایہ اگر گھر کی جگہ - بھبھوت کپڑوں کی جگہ - زمین بچھونوں کی جگہ - اور بھیکھ کا ٹکڑا کھانے کے لئے اگر ملے - تو بھی بڑا آنند ماننا ہوا ہے - کس دولت کی خاطر میں آپ کو خفا کروں ؟ اگر فقیروں کی طرح رہنے کا مجھے اب حکم دو تو میں اب حاضر ہوں سب کچھ چھوڑ کر سادھوؤں کی طرح رہنے کو - کالج میں کام بھی کرتا رہونگا - جو کچھ وہاں سے ملے - جس طرح آپ کا چت چاہے برت لیا کرنا ہمارے گھر بھی جو مناسب سمجھیں دیدیا کرنا - عاجز غلام تو صرف کام کرنے اور پرماتما کو دل میں قائم رکھنے میں وہ سکھ پاتا ہے - جو کسی بیرونی سکھ یا جاہ وجلال کی ذرا احتیاج نہیں رکھتا - مجھے تو جو پرمیشور کی خاطر کام کرنے میں سکھ ہوتا ہے - وہی کافی تنخواہ ہے - میری تنخواہ جانے اور آپ جانیں - میرا آتما تو ان چیزوں سے نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے - سدا آنند روپ ہے - یہ سب آپ کی کرپا کا پھل ہے جب آپ تشریف لائینگے مفصل عرض کرونگا - کل کے چاچا جی یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں - سو میں کل سنیچروار کو قدمبوسی حاصل نہیں کرسکونگا - جو آپ کا منشا ہو مجھے کھلم کھلا لکھ دیا کرو ٭

شاید اُسے جواب دینا پڑے - تو وہ لڑکوں کے لئے بڑا نمونہ ساب بننے ہے - آپ دیا رکھا کریں ❖

ساڑھے تین سو روپے کی یکلخت صفائی

اوم

۱۷ مئی ۱۸۹۶ء

القاب مذکورہ بالا

آپ کا کرپا پتر پہنچا - بڑا آنند ہوا - کبھی چند خود ہی یہاں سے بورڈنگ ہاؤس میں چلا گیا ہے - پنڈت نرین دیال جی کشمیر گئے ہوئے ہیں - یونیورسٹی سے مبلغ ساڑھے تین سو ملے تھے - قرض خواہوں کو بھیج دیئے ہیں - کرایہ مہینہ کا مہینہ کے لئے آٹا گھر کے لئے برتن اور چار پائیاں - الماری خرید لی ہیں - دودھ کا حساب ختم کر دیا ہے - اب ایک روپیہ (عہ) دینا رہا ہے - اِس روپیہ سے سوائے متذکرہ بالا کاموں کے اور کچھ کام نہیں ہو سکا - آپنے خفا نہ ہونا - آپ کو جس بات کی ضرورت ہو وہ اب بھی اچھی طرح پوری ہو سکتی ہے - کتابیں بھی کچھ لی ہیں - آپکی بڑی کرپا ہوئی ہے - آپنے دیا رکھنی ❖

چاچاجی کی خفگی

اوم

یکم جون ۱۸۹۶ء

القاب مذکورہ بالا

چاچاجی[1] مجھ پر از حد خفا ہیں - اور خصوصاً اِس بات پر کہ میں گھر والوں کو اپنے ساتھ لے آیا ہوں - شاید دو تین دن تک یہاں آئیں - پر کچھ نشچتہ پتہ نہیں - آپنے دیا رکھنی ❖

(۱) چاچاجی سے مراد والد صاحب سے ہے

چیز ہے۔ اسکے اچھا ہونے سے من بھی اچھا رہتا ہے۔ یہاں ایک جلسہ ہوا تھا جس میں باہر کے سنت برہمن بھی بُلائے گئے تھے۔ مگر اُپدیشک مَیں ہی تھا۔ چار گھنٹے میرا ویاکھیان ہوتا رہا۔ آپ کی دَیا سے لوگ بڑے پرسنّ ہوئے۔ شہر کے رئیس بھی تقریباً سب موجود تھے +

پتوہن کے درشن کا ارادہ

۱۳ اپریل سنہ ۱۸۹۶ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

آپ کی دَیا سے پرچے آج ختم ہو گئے۔ اب اگر آپ کا حکم ہو تو پتوہن وغیرہ کے درشن کے ارادے سے یہاں سے چلا آؤں۔ وہاں سے واپس آ کر لاہور چلے آئینگے لاہور سے منظوری آ گئی ہے۔ یکم مئی تک وہاں چلے جانا ہے +

بی۔ اے کے تمام طلبا کا ریاضی لینا

۳ مئی سنہ ۱۸۹۶ء

اوم القاب مذکورہ بالا

آپ کا کوئی نوازشنامہ صادر نہیں ہوا۔ آپ دَیا رکھا کریں۔ انٹرنس کا ریزلٹ ابھی نہیں نکلا۔ بی۔ اے کے جتنے طلباء ہمارے کالج میں داخل ہوئے ہیں سب نے ریاضی لی ہے۔ +

لکھمی چند کے ہونے سے کلپنا

۲۵ مئی سنہ ۱۸۹۶ء

اوم القاب مذکورہ بالا

نُکتا تو کھل گیا۔ بڑا آنند ہوا۔ لیکن لکھمی چند کے یہاں ہونے سے کلپنا ہے۔

قصور ہو گئے ہیں تو میں یقین دلاتا ہوں کہ اُن کا سبب صرف یہی ہے کہ میری صحت ٹھیک نہیں۔ آپ دَیا کر کے معاف فرمائیں۔ گو بظاہر عریضہ بھیجنے میں مَیں کبھی کوتاہی بھی کر دوں۔ دِل سے تو مَیں ہر وقت آپکے چرنوں میں ہوں +

ہوا خواہِ توام جاناں و میدانم کہ میدانی + کہ ہم ننوشتہ میخوانی و ہم نادیدہ میدانی

آج مَیں نے تھوڑی سی سنا کھائی ہے۔ شاید اس سے کچھ آرام آجائے۔ اب مَیں انٹرنس کے پرچے دیکھنے شروع کرنے لگا ہوں۔ آپ نے کرپا درشٹی سے سب کارج اچھی طرح سے جلدی سمپورن کرا دینا۔ جیسا آپ فرمائیں گے۔ ویسا بساکھی کو جانے کے بارے میں کیا جائیگا +

جو قصور اس عاجز سے سرزد ہوا ہے اُس سے دَیا کر کے بہت جلد مطلع فرمانا تاکہ آئندہ کے لئے احتیاط کی جائے۔ اِس گنہگار کے اپرادھوں کو دِل میں نہ رکھنا۔ نہیں معلوم کتنے دِن اس دُنیا میں رہنا ہے تاکہ اِس حسرت کو لیکے نہ شریر (جسم) تیاگوں +

سلہ اَے پیارے! مَیں تیرا ہوا خواہ ہوں اور مَیں جانتا ہوں کہ تو یہ بات جانتا ہے (کہ مَیں تیرا ہوا خواہ ہوں) اور بغیر (خط) کے لکھے تو (میرے دِل کا حال) پڑھ لیتا ہے۔ اور بغیر (میرے مُنہ کو) دیکھے کے تو (میرے دِل کی اندرونی حالت کو) دیکھ لیتا ہے +

بدنی صحت کی ضرورت

اوم

سیالکوٹ
۳۰ مارچ ۱۸۹۶ء

القاب مذکورہ بالا

آپ کا نوازشنامہ صادر ہوا۔ بڑا آنند ہوا۔ بدنی صحت بیشک بڑی ضروری

اِس بات کی خبر ہوگئی سو اُس کو نکال دیا گیا ہے۔ اب بورڈنگ کا مہتمم میرے سوا اور کوئی ہندو اُستاد نہیں بن سکتا۔ اِس لئے مجھکو انتظام سنبھالنا پڑا ہے۔ آج وہاں (بورڈنگ) میں چلے جانا ہوگا۔ جو جگہ میں نے وہاں لی ہے وہ اِس جگہ سے بہت اچھی ہے۔ اور آپ کو وہاں بہت سکھ ہوگا۔ ایکانت بھی ہے۔ آپ کب تشریف آور ہونگے۔

دُنیا کی سب چیزیں کھوئی جانے والی ہیں

اوم

سیالکوٹ
۱۷ مارچ ۱۸۹۶ء

القاب مذکورہ بالا

آپکے دو قطعہ کارڈ صادر ہوئے۔ آپکی دھوتی بورڈنگ ہاؤس میں کہیں نہیں ملی۔ معلوم نہیں کہاں کھوئی گئی۔ اتنا میں کہہ سکتا ہوں کہ جس کسی نے اُس دھوتی کو گنوایا ہے۔ جان بوجھ کر یا بدنیتی سے کسی نے یہ کام نہیں کیا۔ خیر پرمیشور اور دیگا۔ دُنیا کی سب چیزیں ایک دن کھوئی جانی ہیں۔ آپ وِچار کیا کریں۔

گسائیں جی کی نہایت عجز و انکساری

اوم

سیالکوٹ
۲۴ مارچ ۱۸۹۶ء

القاب مذکورہ بالا

آپ کا خفگی کا خط ملا۔ چِت کو بڑا ہی رنج ہوا۔ مہاراج جی! میرے قصوروں کو معاف فرمائیں۔ میں بڑا نالائق ہوں۔ آجکل میری صحت بدنی میں کچھ فتور ہے۔ قبض کی شکایت ہے۔ اور سر بھی درست حالت میں نہیں۔ شاید کوئی سخت بدنی بیماری نہ آگھیرے۔ اُدھر سے آپ خفا ہو گئے ہیں۔ میں تنگی کی حالت میں ہوں۔ اگر مجھ سے

آج میں گھرٹل گیا تھا۔ وہ گاؤں مراری والہ سے کچھ بڑا ہے اور صرف کھتریوں سے آباد ہے۔ گھر سب پکے ہیں۔ وہاں کی سبھا میں لاہور کی معمولی سبھا سے بھی زیادہ رونق پائی۔ دو بجے سے کچھ پیچھے سے لیکر چھ بجے کے قریب تک میراوباکھیان ہوتا رہا۔ لوگ جموں کی نسبت بھی بہت برسن ہوئے۔ آپ کرپا رکھا کریں۔ کچھ براتوں کے لوگ بھی آئے ہوئے تھے۔

ل یہ قصبہ ضلع سیالکوٹ میں ہے۔

نجانند

سیالکوٹ
۱۴ر فروری ۱۸۹۶ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

آپکی کرپا سے پورن آنند (نجانند) رہتا ہے۔ کل یہاں ست سنگ تھا۔ پورے دو گھنٹے تو نرو کلپ شانت آتما ہو کر چپ چاپ سب سمادھی میں بیٹھے رہے۔ پھر دو گھنٹے میں کچھ کہتا رہا۔ آپ کرپا درشٹی رکھا کریں۔ سب آپ کا ہی ظہورہ ہے۔

بورڈنگ کا مہتمم ہونا

سیالکوٹ
۵ر مارچ ۱۸۹۶ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

ابھی کچھ بالا نہیں۔ اُمید ہے کہ جلدی عرض کروں گا۔ ہمارے سکول کے بورڈنگ ہاؤس کا سوپرنٹنڈنٹ (یعنی مہتمم) پہلے ایک مسلمان اُستاد تھا۔ پچھلے دنوں اُس نے یہاں ایک ارحدنا جائز حرکت کی (یعنی ہندوؤں کی قسم کا گوشت بورڈنگ میں منگوایا)

مگر دِل سے تو ہر وقت آپکے چرنوں میں ہُوں + سے

ہَوا خواہِ توام جاناں و میداانم کہ میدانی — کہ ہم نادِیدہ میدانی وہم نِوشتہ میخوانی

لکھی چِندا ب برابر پڑھنے آتا ہے۔ آپ کی دَیا سے بڑی آنند ہے +

سے (مطلب) اے پیارے! مَیں تیرا ہَوا خواہ ہُوں اور مَیں جانتا ہُوں کہ تُو ایسا جانتا ہے کہ مَیں تیرا ہَوا خواہ ہُوں۔ میرے دِل کا حال تُو بغیر دیکھے جانتا ہے۔ اور بغیر لکھے پڑھ لیتا ہے +

سیالکوٹ
۵ر فروری ۱۸۹۶ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

گجرات بھی ایک رات گیا تھا۔ بھگت (ہر بھجرائے) جی نہیں ملے۔ البتہ گجرات اور وزیر آباد کے انٹرنس کلاس میں پڑھنے والے لڑکوں نے بہت فائدہ اُٹھایا۔ اور ازحد خوش ہُوئے۔ اور بھی کئی صاحبوں سے مُلاقات ہُوئی۔ آپکے خط میں سوامی جی کا حال پڑھ کر میراجی کر آیا ہے کہ لاہور جاکر سوامی جی کے درشن بھی کروں اور اور بھی لوگوں کو مِل آؤں۔ آپ بھی ساتھ چلیں۔ جواب جلدی لکھنا + ...

سلے بھگت ہر بھجرائے جی کھتری ٹمن گجرات کے باشندے ہیں گجرات میں اگرچہ آجکل اسٹامپ فروش ہیں مگر دِل کے یہ خوب رنگے ہُوئے شانت اور شدھ ہیں گوسائیں جی کے ساتھ یہ کٹاس راج ہردوار اور امرناتھ یاترا میں بھی گئے تھے گوسائیں جی نے خود اِن بھگت جی کی ایک دو دفعہ نارائن کے سامنے نہایت تعریف کی تھی +

گوسائیں جی کا چار گھنٹے تک وِیاکھیان

سیالکوٹ
۱۰ر فروری ۱۸۹۶ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

سنہ ۱۸۹۶ء

(اِس سال گوسائیں تیرتھ رام جی کی عمر ۲۱½ ساڑھے بائیس سال کے قریب تھی اور مشن کالج کے پرفیسر ریاضی بھی سال ایں تعینات ہوئے تھے)

بدنامی دِلانے والے سے پرہیز

اوم

۱۵ر جنوری سنہ ۱۸۹۶ء

القاب مذکورہ بالا

لکھمی چند[1] کا چال چلن درست نہیں ہے۔ اِس لئے اُسکو اپنے پاس سے نکالدینے کی صلاح کرتا ہوں۔ وہ بدنامی دِلانے والا شخص ہے ؛

[1] پنڈت نانک چند صاحب سپرنٹنڈنٹ اردو دفتر ضلع سیالکوٹ کا لڑکا لکھمی چند تھا۔ یہ صاحب بڈوکی کے رہنے والے ہیں ؛

لکھمی چند سے برتاؤ

اوم

۱۸ر جنوری سنہ ۱۸۹۶ء

القاب مذکورہ بالا

آپ کا نوازشنامہ شرف صدور لایا۔ از حد خوشی ہوئی۔ لکھمی چند اب (اپنے) گھر رہتا ہے۔ پڑھنے آیا کرے گا۔ مَیں اپنے پاس اَور اچھے لڑکوں کو رکھا کرونگا۔ آپ کرپا کر کے تشریف لے آئیں ؛

اوم

یکم فروری سنہ ۱۸۹۶ء

القاب مذکورہ بالا

آپ مجھے سب قصور معاف فرمانے۔ گو بظاہر مَیں خط لکھنے میں کبھی دیر کر دوں

مجھ سے دریافت کر بھیجا ہے کہ آیا مجھکو منظور ہے یا نہیں۔ اپریل کے آخر سے وہاں کام کرنا ہے۔ پہلے سال تنخواہ ستر روپے۔ پھر زیادہ۔ اس شکرانہ میں پرماتما کا بھجن زیادہ کرنا۔ اور میری ناقص رائے میں ابھی اس بات کا ذکر عام لوگوں سے نہ کرنا چاہئے۔ اس بات کی منظوری میں خط کا جواب لاہور لکھنے لگا ہوں۔ مہاراج جی! اگر کوئی قصور ہو تو معاف فرمانا۔ میں تو خط برابر بھیجتا رہا ہوں ٭

آٹھ دن صرف دودھ پر گزارہ کرنیکے باوجود پورے تیس۳۰ میل کا چکّر لگانا

سیالکوٹ
۲۳ دسمبر ۱۸۹۵ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

میں شاید کل سوموار ہی یہاں سے رات کی گاڑی میں چلا آؤں۔ مجھے آٹھ دن روٹی کھائے ہو گئے ہیں۔ صرف دودھ پیتا ہوں۔ لیکن پورے تیس۳۰ میل کا چکر بطور سیر کے لگا آیا ہوں۔ اور ذرا معلوم تک بھی نہیں ہوا۔ اُمید ہے کہ جو غم یہاں سے بھی چل جائیگا ٭

ا؎ گاؤں سے مُراد ہے جس کو بہن کرڑ گری لینے کے لئے کانووکیشن ہال میں جانا پڑتا ہے۔

پورا لئے ہیں۔ اور میں نے اُسے اُدھارے کر بھر دیئے ہیں۔ خیر کچھ افسوس نہیں پرماتما نے اچھا کیا۔ نصیحت مِل گئی۔ آپ کا نوازشنامہ صادر ہُوا۔ بڑا آنند ہُوا +

کل اُنہوں نے میرے لیکچر کا اشتہار نہیں دیا تھا۔ مگر آپکی کرپا سے میرے بولنے بولنے سناتن دھرم مندر کا میدان آدمیوں سے بالکل بھر گیا۔ ڈپٹی صاحب اور بڑے بڑے عہدہ دار بھی تھے۔ دیش پر بھی بولا تھا۔ مگر لوگوں کی آنکھیں آنسوؤں سے تر نظر آتی تھیں۔ اور تالیاں بھی بہت بجی تھیں۔ آپ کا غلام شاید اس شکروار رات کی گاڑی لاہور جائیگا۔ آپ نے دیا رکھنی +

سیالکوٹ
۴ر نومبر ۱۸۹۵ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

کل امرت سر سے جواب آیا ہے کہ وہاں میری عرضی پُہنچنے سے پہلے اور آدمی رکھا گیا ہُوا ہے۔ آج پنڈت گنیش دت شاستری گوسوامی پروفیسر سنسکرت لاہور مشن کالج یہاں آئے ہُوئے ہیں۔ میرے مکان پر اُترے ہیں۔ سبھا میں لیکچر دینگے آپ کرپا رکھا کریں +

گوسائیں جی کا مشن کالج میں پروفیسر ریاضی مقرر ہونا

۲۱ر دسمبر ۱۸۹۵ء
سیالکوٹ

اوم

القاب مذکورہ بالا

آپکے دو نوازشنامے آج صادر ہوئے۔ بڑی خوشی ہوئی . . . .
لاہور سے آپکی کرپا اور دیا کے سبب سے خط آیا ہے کہ مشن کالج والوں کی کمیٹی نے مجھے بڑے پروفیسر ریاضی کی اسامی دینا منظور کر لیا ہے۔ اور پرنسپل صاحب نے

بھلا کہاں - یہ مکان میری دانست میں تو بہت عُمدہ ہے ....

اوم

۴ر اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء

القاب مذکورہ بالا

مَیں اُمید کرتا ہُوں کہ کل عرض کرسکوں گا - مہاراج جی ! آپ دیا رکھا کریں مَیں اپنی مرضی سے تو کوئی بات بھی نہیں کرتا - اگر برادری کے بزرگوں کے لحاظ سے یا کسی اَور دباؤ سے غلطی ہو گئی ہو - تو آپ کرپا کر کے معاف فرمائیں - نیز بہر صُورت آپ ہی کے سیوک زیادہ ہو رہے ہیں - غُلام کی اُلٹ کام کرنے کی مجال نہیں - آپ یہاں کب تشریف لائیں گے ؛

گوسائیں جی کے پاس آنے والے سب خدا بن گئے

سیالکوٹ

۱۸ر اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

آپ کا خط کوئی نہیں آیا - آپ دیا رکھا کریں - آپ کی دیا سے یہاں آنے والے سب لڑکے خدا بن گئے ہیں - مگر بھجن بھی کیا کرینگے ؛

گوسائیں جی کے لیکچروں میں شروع ہی سے کامیابی

سیالکوٹ

۲۱ر اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

پنڈت صاحب کے نوکر کرم چند نے مجھے مبلغ عہ دس روپے رکھنے کو دیئے تھے اور میری بڑی غلطی تھی کہ مَیں نے رکھ لئے - وہ میرے صندوق میں سے کسی نے

کو چلے آئے۔ میرے کمرے میں ایک انگریز انجنیئر آج سے لالہ صاحب نے نوکر رکھا ہے رہتا ہے۔ میرا اور اسباب تو اُنہوں نے بڑی ڈیوڑھی میں جہاں ڈاکٹر صاحب رہتے ہیں میرے پیچھے رکھوا دیا ہُوا تھا۔ مگر میری کتابیں ویسے ہی الماریوں میں بند تھیں۔ وہ کتابیں بھی میں بڑی ڈیوڑھی پر لے آیا ہُوں۔ ایک طرف ڈاکٹر صاحب رہتے ہیں۔ ایک طرف میں رہتا ہُوں۔ یہ بھی اچھا مکان ہے۔ تکلیف کوئی نہیں۔ لالہ صاحب پڑھا کریں گے۔ آپ نوازشنامہ ارسال فرماتے رہنا ۔

گوسائیں جی کے ساتھ لالہ صاحب کا سلوک

۷ ستمبر ۱۸۹۵ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

ابھی یہاں میری روٹی کا کوئی اچھا انتظام نہیں ہے۔ کیونکہ بڑے لالہ جی نے اُس میرے روٹی پکانے والے کو میرے پیچھے میری روٹی پکانے سے روک دیا تھا۔ پر اُمید ہے کہ لالہ رام سرن داس جلد انتظام کر دیگا۔ لالہ رام سرن داس یہاں رُوئی کا کارخانہ کھولنے لگا ہے جس سے انیک بیکار آدمیوں کو روزگار مل جائیگا ۔

بیکنٹھ پوری بھی نقص سے خالی نہیں

۸ ستمبر ۱۸۹۵ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

آپ کا ایک نوازشنامہ آج ملا۔ نہایت خوشی ہوئی میں تو اُمید کرتا ہُوں کہ یہاں رہنے سے آپ کو تنگی نہیں ہو گی۔ اور میرا یہ بھی نشچے ہے کہ کسی نہ کسی نقص کے بغیر تو دُنیا کیا بلکہ بیکنٹھ پوری کا بھی کوئی مکان نہیں۔ جہاں آپ ہونگے وہاں تنگی

نے عرضی پنشن کے واسطے دی ہوئی ہے - مگر کمیٹی نے (وہ کالج میونسپل کمیٹی کا ہے) اُسکی عرضی ڈائریکٹر صاحب کی طرف بھیجی ہے اور اُسکی عرضی کے ساتھ یہ درخواست لکھی ہے کہ اس پروفیسر کو ایک سال اور اُس کالج میں رکھا جائے - آج میں بل صاحب سے ملا تھا وہ فرماتے تھے کہ تو تیری بابت میں نے پہلے ہی ڈائریکٹر صاحب کو لکھ بھیجا ہے کہ تجھے اُس کالج میں لے لیں - اب جو پرماتما کی اچھا ہو گی ہو جائیگا - آپ دیا رکھا کریں - آپکی دیا سے آنند ہے ٭

پنڈت دینیدیال جی سے میل جول

اوم

۲۲ جولائی ۱۸۹۵ء

القاب مذکورۂ بالا

کل پنڈت دین دیال جی سے میں اُنکے مکان پر جاکر ملا تھا - بڑے خوش ہوئے تھے - آپکا بھی کسیقدر حال بتایا تھا - اور اپنے ارادے بھی ظاہر کئے تھے - آج گورنمنٹ کالج کے پروفیسر تقریبًا سارے کالج کے ریاضی کے امتحان کے پرچے مجھے نمبر لگانے اور درست کرنے کے لئے دے گئے ہیں - آپ دیا رکھیں ٭

امیروں کے گھر میں گسائیں جی کے رہنے کے کمرے کی جلد جلد تبدیلیاں

اوم

۲۵ اگست ۱۸۹۵ء

القاب مذکورۂ بالا

میں آج بخیریت تمام یہاں پہنچ گیا ہوں - بادامی باغ پر حاکم سنگھ اور ایک اور آدمی مجھے لینے آئے ہوئے تھے - اسباب اُنہوں نے اُٹھا لیا - اور ہم سب کوٹھی

صاحب اُسکے برخلاف ہیں۔ سوم وہاں میں تم کو کوئی مدد نہیں دے سکوں گا۔
چہارم وہاں تمھارے کام کی قدر بالکل نہیں ہوگی۔ کیونکہ سکول سرکاری نہیں ہے
چنانچہ صبر کرو۔ پرمیشور کوئی بڑی اچھی صورت بنا دیگا۔" اُس سکول سے مجھے
ستر روپیہ ماہوار مل سکتے تھے۔ مگر مل صاحب نے بہت روکا ہے۔ اِس لئے جانا
مناسب نہیں۔ مجھ سے پوچھئے تو میں ہر حالت میں بڑا آنند ہوں۔ ابھی کچھ دنوں
تک میرے وہاں خدمتِ اقدس میں حاضر ہونے میں کچھ پرتی بندھ (رُکاوٹیں)
ہیں پندرھویں سولھویں دن تک حاضر ہو سکونگا۔ ابھی نہ تو کرایہ پاس ہے اور نہ
پروفیسروں کے اور اور کاموں سے فرصت۔ آگے جیسا آپ حکم کریں ویسا کردیتا ہوں
جی تو میرا ابھی چاہتا ہے کہ درشن کروں۔ مگر یہ حال ہے ❖

اوم

۲۰ جولائی سنہ ۱۸۹۵ء

القاب مذکورہ بالا

۲ بجے دو نوازشنامے آج ملے۔ کمال آنند ہوا۔ مل صاحب نے کہا ہے کہ "تم امرتسر
والی جگہ کی بابت کُل احوال دریافت کرکے مجھے اطلاع دو۔ پھر میں تمھارے لئے
کوشش کرونگا۔ خصوصاً یہ دریافت کرو کہ وہ کب جائینگے۔ میں اب اپنے ریاضی
کے ایک پروفیسر سے مشورہ لونگا کہ آیا امرتسر جاؤں اور اُس کالج کے پرنسپل سے
مل آؤں یا کیا کروں۔ آج میں ریہنہ کے سبب بہت تنگ رہا۔ اُمید ہے کہ کل آرام
رہے گا۔ پنڈت دین دیال جی کے لیکچر ہو رہے ہیں ❖

اوم

۲۱ جولائی سنہ ۱۸۹۵ء

القاب مذکورہ بالا

کل ایک پروفیسر صاحب سے معلوم ہوا کہ امرتسر کالج والے پروفیسر ریاضی

کیجائے۔ جواب سے جلد مطلع فرمانا۔ ڈائرکٹر صاحب کیطرف بھی عرضی بھیجدی ہوئی ہے

گوسائیں جی کے مشغلے

اوم

۱۶ جولائی ۱۸۹۵ء

القاب مذکورہ بالا

میرے بڑے پروفیسر صاحب کا کچھ کام کرنے والا ہے میرے دوسرے پروفیسر صاحب بھی اس سوموار میرے مکان پر تشریف لائیں گے۔ اور کچھ کام (الیف۔ اے و بی۔ اے کے پرچے دیکھنے کا) دے جائیں گے۔ اپنی کتابیں بھی جسقدر ہو سکے دیکھتا ہوں۔ سناتن دھرم سکول کے متعلق بھی کسی قدر کام رہتا ہے اُن کا امتحان (تحریری) لینا۔ اُنکو سائنس اور ریاضی کا کچھ بتانا وغیرہ۔ بھجن بھی کرتا ہوں۔ آپکے چرنوں کا دھیان رہتا ہے ٭

پنڈت دین دیال جی کے پانچ لیکچر سُنے۔ وشواش پر۔ بڑا آنند ہوا۔ اب اُنہوں نے اس ویروار سے اُپاسنا پر لیکچر شروع کرنے ہیں۔

آپکی دیا سے بڑا آنند رہتا ہے۔

ہر حالت میں آنند

اوم

۱۷ جولائی ۱۸۹۵ء

القاب مذکورہ بالا

ایک خط جس میں پشاور کی بابت لکھا ہے۔ اُسکے متعلق یہ عرض ہے کہ مَیں نے بل صاحب سے اُس کا ذکر کیا تھا۔ وہ کہنے لگے کہ وہاں ہرگز نہ جاؤ۔ کیونکہ اوّل تو پشاور کا ڈپٹی کمشنر اُس سکول کے سخت مخالف ہے۔ دوم ڈائرکٹر اور انسپکٹر

مجھے اجازت مل گئی ہے۔ ویدک کالج میں۔ آپ غلام پر دیا درشٹ رکھا کریں +

(۱) لالہ ہنسراج صاحب بی۔ اے۔ سابقہ پرنسپل دیانند اینگلو ویدک کالج سے مراد ہے +

کشمکش روزگار۔ پنڈت دیندیال سے ملاقات

اوم

۹ر جولائی سنہ ۱۸۹۵ء

القاب مذکورہ بالا

آج بل صاحب کو بھی ملا تھا۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ایک عرضی اس مضمون کی ڈائرکٹر صاحب کی طرف بھیجو کہ "میں محکمۂ تعلیم میں نوکری کرنی چاہتا ہوں۔ اور جب ضرورت پڑے مجھ سے کام لیا جاوے۔" نیز سُنا ہے کہ امرتسر کالج کا ریاضی کا پروفیسر[۱] اب بہت بوڑھا ہونے کے سبب نوکری چھوڑنے لگا ہے۔ مگر پختہ پتہ نہیں۔ آج پنڈت دین دیال جی سے (جو کل کے یہاں آئے ہوئے ہیں) کسی نے سبھا میں میری ملاقات کرادی تھی۔ وہ نہایت خوش ہو گئے تھے۔ دوستوں کی طرح گلے ملے تھے اور کہتے تھے کہ میں انکو (یعنی مجھ کو) پہلے ہی جانتا ہوں

(۱) پروفیسر گھوش سے مراد ہے جو امرتسر میونسپل بورڈ کالج میں ملازم تھے +

اوم

۱۵ر جولائی سنہ ۱۸۹۵ء

القاب مذکورہ بالا

پشاور ایک ہائی سکول کی ہیڈ ماسٹری مل سکتی ہے۔ مگر تنخواہ تھوڑی ہے کوئی پچاس ساٹھ روپے۔ جیسا آپ حکم کرو کیا جائے گا۔ اگر آپ کی مرضی ہو تو کوشش

کے لئے روپیہ وو روپیہ مُہیا کرنے بھی کچھ آسان معاملہ نہیں ہے +

اوم

۴ر جولائی ۱۸۹۵ء

القاب مذکورہ بالا

.... مجھے اُنہوں نے سناتن دھرم سبھا کی تعلیمی سبھا کا ممبر بنا لیا ہے وہاں کے انٹرنس کلاس کا امتحان بھی مَیں نے لیا ہے۔ مَیں اُمید کرتا ہوں کہ اِس ہفتہ میں عرض کرونگا +

(۱) عرض کرنے سے مُراد ہر جگہ رُوپے بھیجنے سے ہے جب کبھی کچھ روپے بھگت جی کو بھیجنے کے لئے گوسائیں جی کے پاس بچ جاتے تو اُسکی اطلاع ہمیشہ بھگت جی کو دو عرض کر دُوں گا اس فقرے سے دیا کرتے تھے۔ اِس لئے جہاں یہ فقرہ آوے وہاں روپیہ بھیجے سے مُراد ہو سکتی ہے +

گوسائیں جی کا سناتن دھرم سبھا کی سب کمیٹی کا سیکریٹری ہونا

اوم

۵ر جولائی ۱۸۹۵ء

القاب مذکورہ بالا

لالہ ہنسراج جی کو بھی مَیں جا کر ملا تھا۔ سناتن دھرم سبھا کی سب کمیٹی کا مَیں سیکریٹری بنایا گیا ہُوں۔ جسکے ممبر مفصلۂ ذیل پنڈت ہیں۔

(۱) پنڈت ایشری پرشاد صاحب (۲) پنڈت بھانو دت جی (۳) پنڈت گنپتی جی (۴) پنڈت دُرگا دت جی (۵) پنڈت شِو دت جی (۶) لالا اچودھیا داس۔ بی۔ اے۔ اور مَیں تعطیلوں کے باعث ابھی صاحبوں کو ملنے کا اتفاق نہیں ہُوا۔

.... وہ علم (ڈرائنگ یعنی نقشہ کشی) بغیر فیس سیکھنے کی

گوسائیں جی کو اپنے رشتہ داروں کا خیال

۱۸ر جون سنہ ۱۸۹۵ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

آج کوئی فیصلہ نہیں ہُوا۔ آج ہم سے صرف یہ دریافت کیا گیا ہے کہ ہم نے مڈل اور انٹرنس کے امتحان کون کون سے سال میں پاس کئے تھے۔ اُمید ہے کہ اس ہفتہ میں ضرور فیصلہ ہو جائیگا۔ اگر میں گیا تو پیچھے سب کی بابت ٹھیک ٹھیک اچھی طرح سے پختہ انتظام کرنے کے بغیر ہرگز نہیں جاؤنگا۔ آپ دَیا رکھا کریں۔ میں اپنی طرف سے جلدی عرض کرنے کی کوشش کرونگا۔ آپنے دَیا درِشٹ رکھنی ☆

گوسائیں جی کا ولایت جانے سے رہ جانا

۲۲ر جون سنہ ۱۸۹۵ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

ولایت کا وظیفہ کسی اور طالب علم کو مِل گیا ہے۔ بریلی کالج کا حال دیکھئے کیا بنتا ہے

گوسائیں جی کو از حد تنگیٔ زر

۲۵ر جون سنہ ۱۸۹۵ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

آپکا ایک نوازشنامہ کل مِلا۔ از حد خوشی ہوئی۔ میں تو آپ کو پہلے ہی لکھ چکا ہوں کہ آپ مہربانی کرکے یہاں تشریف لے آویں اور یہ تکلیف گوارا کریں۔ میرا وہاں آنا ذرا مشکل ہے۔ اِسکے کئی سبب ہیں جن سے ایک یہ بھی ہے کہ اب میرے لئے کرایہ

نہ کرنا۔ میری خواہ کیسی ہی حالت کیوں نہو۔ آپ کو ذرا تنگی نہیں دیجائیگی۔ مَیں کل پرسوں تک کچھ عرض کر سکوں گا۔ پنڈت گوپی ناتھ کو مَیں بلاتا تھا وہ کیا کر سکتا ہے۔ لاہور میں رہنے سے اُمید ہے کہ کوئی نہ کوئی صُورت نکل آوے۔ تلاش میں ہوں اِس ہفتہ میں کسی دن ولایت والے وظیفہ کا فیصلہ ہونا ہے۔ اِس لئے یہاں لاہور میں اِن دنوں موجود رہنا چاہئے۔ اور ابھی قدمبوسی کا شرف حاصل نہیں کر سکتا

(۱) یہ وظیفہ وہ ہی جو ایم۔ اے میں اول رہنے والے کو برائے سول سروس وغیرہ ملتا ہے۔ پہلے خطوں میں جو وظیفے کا ذکر آیا تھا اُس سے مُراد یہ وظیفہ نہیں +

(۲) یہ وُہی پنڈت گوپی ناتھ ہیں جو کئی سال لاہور میں سناتن دھرم سبھا کے منتری رہے۔ اور اب مہاراجہ دربھنگہ کے ہاں ملازم ہیں +

۱۴ر جُون ۱۸۹۵ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

مہاراج جی! پرسوں سوموار کوئی دس نجے کے قریب ولایت والے وظیفہ کا فیصلہ ہونا ہے۔ آپنے غلام کے قصور معاف فرما کر ضرور دیا درِشٹ کرنی۔ آپ کی مہربانی کی نگاہ پر سب کچھ سارے جہان کا انحصار رکھتا ہے۔

؎ آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند + آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

میرا من اب آپ کی دیا سے اچھی حالت میں رہتے۔

مطلب (۱) جو شخص کہ ایک نظر سے خاک کو کیمیا بنا دیتے ہیں۔ اُمید ہی کہ ایک نظر ہماری طرف بھی دیکھیں

۱۳ جون ۱۸۹۵ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

خدا خود نشانا ماست اسباب توکل را

در فیض ست منشیں از کشایش نا امید اینجا — مثال دانہ از ہر قفل مے روئید کلید اینجا

آپ کی دیا سے دل بڑا آنند میں ہے۔ آپ اسی طرح نظر عنایت رکھا کریں۔

پیکا جا ہچو کا کوئی نہ سب کی گٹھڑی لال — گرہ کھول نہیں جاندے۔ ات بنجبنے کنگال

سات گنا ہنڈ کہیں ہیں ساوھ نہ مانے سنگ — رام اکل مانا پھرے گئے اندر کو زنگ

خشت زیر سر و بر تارک ہفت اختر پاء — پاسۂ رفعت نگر و منصب صاحب جاہی

...... میں ہرگز نہیں برتا کرتا۔ خرچ کا گزارہ ہوتا جائیگا۔ آپنے کسی کو نہ لکھنا۔

مطلب (۱) فیض کا دروازہ کھلا ہے مشکلات کے حل سے یہاں نا امید مت بیٹھ۔ دانہ کی مانند ہر قفل کی کنجی یہاں اُگتی ہے ؛

مطلب (۲) اینٹ تو سر کے نیچے اور پاؤں سات ستاروں کے سر پر ہے (ایسے عارف کامل کا) رتبہ و بلندی (ترقی) کا درجہ دیکھ ۔

— : —

۱۸ جون ۱۸۹۵ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

آپکے دو خط ملے از حد خوشی ہوئی۔ آپ نے میرے دیر سے خط نہ آنے کا کچھ خیال نہ کرنا۔ ان دنوں دوڑ دھوپ بہت رہی ہے اور طبیعت ذرا ٹھکانے نہیں رہی اس لئے خط میں دیر ہو جاتی رہی ہے۔ آپنے معاف فرمانا۔ میں نے اپنا ذاتی خرچ اب بہت کم کر دیا ہے مگر طبیعت پہلے سے بھی زیادہ خوش ہے۔ اور سب طرح سے آنند ہے آپنے اپنا خرچ پہلے سے بھی بیشک زیادہ کر دینا کچھ پروا نہیں ہے۔ آپنے کوئی فکر

جہاں جہاں کالج ہیں روانہ کئے جائینگے - ایف - اے کے دس روپے اور بی - اے کی پندرہ فیس میرے پروفیسروں نے مقرر کر دی ہے - آپ سے غلام پر نظر عنایت رکھنی اور کبھی خفا نہ ہونا +

ریاضی پڑھانے کا کام

۲۱ مئی سنہ ۱۸۹۵ء

اوم

القاب مذکورۂ بالا

آپکا ایک نوازشنامہ آج صادر ہُوا - نہایت خوشی ہوئی - آپ کی دَیا سے مجھے کوئی کسی قسم کا فکر ذرا بھی نہیں ہے - اِس ویروار کو ایک عام لیکچر ریاضی کے فوائد پر دینا چاہتا ہُوں - اور شکروار کو ایک پروفیسر صاحب کو ریاضی پڑھانا شروع کرنے کا وعدہ کیا ہے اور آیندہ سوموار کو اپنی کلاس کی پڑھائی شروع کروا دینے کی تجویز ہے - کام سب محنت طلب ہے - آپ بیشک تشریف لے آئیں - بڑی مہربانی ہے -

ہمارے گاؤں کا سُندر داس کل شام کا میرے پاس آیا ہُوا ہے - ابھی تک وہ میرا کسی طرح سے ہارج نہیں ہُوا - آگے اسکو رکھنے یا نہ رکھنے کی بابت جیسا آپ حکم دیں گے کیا جائیگا - برکت رام کی طرح یہ بھی الگ بیٹھ کر اپنا کام کرتا رہتا ہے -

---

۲ جون سنہ ۱۸۹۵ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

اب صرف ایک ہی لڑکا پڑھنے آتا ہے - مَیں پڑھاتا نہایت ہی عمدہ ہُوں مگر کوئی اتفاق ہی ایسا بن گیا ہے - کسی کے والدین اجازت نہیں دیتے کوئی دھوپ کے سبب رُک جاتا ہے کسی کو کوئی اور رکاوٹ درپیش آجاتی ہے - خیر پرمیشر سب کچھ اچھا کریگا آپنے کوئی فکر نہ کرنا

نہیں سوچی۔ کوئی دن پرمیشور کے رنگ دیکھ کر کلاس وغیرہ کھولونگا۔ شاید کل کچھ عرض کرسکونگا۔ آپ دیا رکھا کریں +

ل[1] عرض کرنے سے مُراد ہر ایک خط میں اپنے گورُو جی کے پاس کچھ نقدی بھیجنے سے ہے +

ریاضی کی کلاس کے لئے نوٹس

۱۰ مئی ۱۸۹۵ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

کل اُمید ہے یہاں سے مبلغات ہاتھ لگیں گے۔ عرض کیجاویگی۔ لالہ صاحب و سیٹھ صاحب ابھی نہیں آئے۔ کئی تجویزوں کے بعد آج گورنمنٹ کالج کے پرنسپل صاحب نے میری طرف سے یہ نوٹس چھپوا بھیجا ہے کہ الیف اے کے لڑکے دس روپیہ ماہوار اور بی۔ اے کے پندرہ روپیہ ماہوار فیس دیکر مجھ سے (یعنی تیرتھ رام سے) آکر ریاضی پڑھیں۔ جب لڑکوں کی تعداد دس سے بڑھ جائیگی۔ تب کام شروع کیا جائیگا۔ آپ غلام پر دیا رکھا کریں +

---

۱۲ مئی ۱۸۹۵ء

اوم
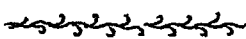
القاب مذکورہ بالا

کل آپکی خدمت میں عرض کی گئی تھی۔ آپ کا نوازشنامہ بھی کل ملا۔ بڑی خوشی ہوئی۔ آپکی دیا سے مجھے بہت بڑا آنند رہتا ہے اداسی کا نام تک بھی کبھی نہیں آتا اور پڑھنے لکھنے کا کام بھی بہت رہتا ہے۔ آپکا تشریف لانا بڑی مہربانی ہے۔ لالہ صاحب اور سیٹھ صاحب ابھی نہیں آئے۔ کل اشتہار چھپ کر آ گئے تھے۔ آج دروازوں اور کالجوں میں لگائے جائیں گے۔ اور کل پنجاب کے اور شہروں میں

کہ اَور کوئی جگہ رہنے کو دیدیں ÷

سلہ - بھائی جہان کسی کے پاس نہیں رہیگا ÷ وہ تو خدا میں لگا اور ہیں ÷

اوم

۱۲ر فروری سنہ ۱۸۹۵ء

القاب مذکورہ بالا

آپکا نوازشنامہ صادر ہُوا - کمال خوشی حاصل ہوئی - اب آج سے لیکر کالا ذو کر ی
کے آنے تک میری روٹی لالہ جی کے گھر سے آجایا کریگی - آج آئی تھی - اُنہوں نے
خود ہی ایسا انتظام کردیا ہے - یہ آپکا سنکلپ پورا ہُوا ہے - میرا ارادہ کم و بیش تھا
آپکے آنے کا ذکر پڑھکر خوشی ہوئی - جلد تشریف لائیں ÷

گورو جی سے ابھیدتا

اوم

۱۸ر اپریل سنہ ۱۸۹۵ء

القاب مذکورہ بالا

آپنے جو ایم - اے کا امتحان دیا ہُوا ہے اُسکا نتیجہ ابھی نہیں نکلا - جب آپکے
پاس ہو جانے کی خبر آئیگی مجھے بڑی خوشی ہو گی - یہ سب آپ ہی کا کام ہے -
مجھے کوئی جلدی نہیں ہے - جس دن آپ کی خبر نکالنے کی مرضی ہو اُسی دن ہی

ایم - اے پاس ہونیکے بعد کلاس کھولنے کا ارادہ

اوم

۹ر مئی سنہ ۱۸۹۵ء

القاب مذکورہ بالا

لالہ صاحب اور سیٹھ صاحب ابھی نہیں آئے - مَیں نے ابھی تک کوئی تجویز

سنہ ۱۸۹۵ء

(اس سال گوسائیں تیرتھ رام جی کی عمر قریب ساڑھے اکیس برس کے تھی اور اسی سال کے شروع میں ایم۔ اے۔ پاس ہوئے)

مسٹر گلبرٹسن صاحب کا ایک عمدہ گھڑی انعام دینا

اوم

۱۲ر جنوری سنہ ۱۸۹۵ء

القاب مذکورۂ بالا

آج مجھے گلبرٹسن صاحب (مشن کالج والے) نے بلا کر ایک عمدہ گھڑی انعام دی ہے۔ زنجیری سمیت۔ یہ سب آپکی مہربانی کا پھل ہے۔ آپکی دولت ہے خواہ آپ یہ گھڑی اپنے پاس رکھیں خواہ میری ٹائم پیس آپ لے لیں +

اوم

۱۴ر جنوری سنہ ۱۸۹۵ء

القاب مذکورۂ بالا

آپکا نوازشنامہ ملا۔ بڑی خوشی ہوئی۔

جہاں اے برادر نماند بکس + دل اندر جہاں آفریں بند و بس

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں نے سنا ہے کہ لالہ صاحب کی تجویز ہے۔ انگریزی اور فارسی دفتر بہت جلدی اوپر سے آئیں اور مجھے کہیں کہ ادھر اوپر برسانیوں میں رہوں۔ جیسا آپ حکم دیں گے میں ویسا کروں گا۔ آپ کہیں تو برسانیوں میں جا رہوں نہیں تو شہر میں چلا جاؤں۔ مجھے برسانی میں رہنے میں ذرا بھی تکلیف نہیں ہے بلکہ خوش ہوں صرف امتحان تک ہی رہنا ہے۔ جواب سوچکر دینا۔ یہ بھی ممکن ہے

اوّل تو وہ مجھے یورپ اور دواؤں سے پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے۔ دوم مجھے یہاں آ کر
بھی تو کسی کے پاس جا کر رکھنا بھی پڑتا تھا وغیرہ وغیرہ۔ صرف آپ ہی ایسے حکیم تھے جنھوں نے
لے لیا تھا۔ بڑی محبت سے پیش آتے تھے۔ وہ کئی پہلے پرچوں سے ملاقات
ہوئی آپ کو بہت آداب سے یاد کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ گولیاں تو سب کچھ آپ ہی
کر لیا ہے بہت یہ صرف آپکی عنایت کی نتیجہ درکار ہے۔ علاج صحت کے لئے انھوں
نے اس چورن کی درخواست [illegible] سونٹھ۔ سونف۔ سنا۔ سینہ چاکیہ جس کا
نام انھوں نے "چورن کمال" بتایا ہے بہت تعریف کی ہے۔

ریوند کی گولیوں کی ترکیب یہ ہے:- "ایک ڈرام یا چار ماشہ ریوند لیکر اسے
سفوف کر لو اور اسکی پانی سے تین گولیاں بنا لو۔ خوراک ایک یا دو گولی سے سات
گولی تک۔ اگر ہو سکے تو سفوف میں پانچ بوندیں پیپرمنٹ آئل کی ڈال دو۔ تھوڑا سا
"میگنیشیا" ملانے سے گولی اچھی طرح سے بن جائیگی۔ آپ غلام پر دیا رکھیں۔۔۔۔

(باقی)

بھی زیادہ قیمت رکھنے والا ہے) یہاں ہی گوڈڑی شراب کے عوض بیچا ہے۔ کہ اس سے اور بہر اسکی قیمت نہیں ہے

ملے ریاکاری کا لباس ۔ عشق حقیقی +

زیادہ کھانے کے نتیجے

اوم

۱۸ اردسمبر ۱۸۹۴ء

القاب مذکورہ بالا

بھجن کرنے سے بیشک پورن آنند حاصل ہوتا ہے۔ اور پرماتما پرتیاوشواش ہونے سے کسی چیز کی کمی نہیں رہتی۔ مگر جب اندازے سے زیادہ کھایا جائے تو یہ وشواش پرماتما پر نہیں رہتا اور بڑی وشیون اور وہم و فکر میں پڑ جاتی ہے۔ دودھ کا استعمال بڑا اچھا ہے۔ خرچ کی کچھ بات نہیں + قول سعدی ۔ ؎

اندروں از طعام خالی دار | تادر آں نورِ معرفت بینی
تہی از حکمتی بہ علتِ آں | کہ پُری از طعام تا بینی

پیٹ کو کھانے سے خالی رکھ | تاکہ اس میں معرفت کا نور دیکھے
تو اس وجہ سے حکمت سے خالی ہے | کہ تو کھانے سے ناک تک بھرا ہوا ہے

چورن کلاں کا نسخہ

اوم

۱۲ اردسمبر ۱۸۹۴ء

القاب مذکورہ بالا

ایک خط میں نے آج صبح روانہ کیا تھا۔ اغلباً ملا ہوگا۔ ہانسی سے میں ایک پیپہ گھی کالایا ہوں۔ دیگر داخلہ کی بابت روپیہ (جس وقت مجھے ضرورت پڑے اسی وقت وہ منی آڈر کراکر بھیجد ینگے) میں اپنے ساتھ نہیں لایا۔ اسکے کئی سبب تھے

ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ جب معدہ میں قصور ہو یا پاخانہ قبض سے آوے تو چت اشانت رہتا ہے پڑھا جاتا نہیں اور بے فائدہ شک فکر اور بے بنیاد اندیشے آدمی کو بدحواس کر دیتے ہیں۔ جب اجابت بافراغت آوے اور معدہ بالکل درست ہو تب کسی قسم کا فکر یا اندیشے کا آنا ایسا ہے جیسا کڑکتی دوپہر میں آدھی رات کا پڑ جانا ÷ ماسٹر جی میرے لئے ایک نسخہ بنا کر لائے تھے۔ وُہ مَیں نے استعمال کیا تھا۔ بڑا ہی مُفید پایا۔ وُہ نسخہ انگریزی اور ہندی حکیموں نے ازحد سراہا ہے۔ یُونانیوں کی رائے کی بابت مجھے خبر نہیں۔ مَیں بھی بنوانا چاہتا ہُوں۔ اگر آپ وُہ استعمال کریں تو بڑی اچھی بات ہو۔ اِس سے معدہ دماغ اور آنکھوں کو بہت ہی فائدہ پہنچتا ہے۔ گو آپ اسے جانتے تو ہونگے مگر مَیں پھر بھی لکھ دیتا ہُوں ÷

"ہڑ۔ بہیڑا۔ آملا۔ سونٹھ۔ سونف۔ مرنا۔ ان کو مساوی الوزن لیکر کُوٹ چھانکر مساوی الوزن سیندھیا نمک ملا دینا۔ خوراک ۹ ماشہ سے ایک تولہ تک ÷

(مطلب) جبکی کہ تیرے اُوپر ہمیشہ عنایت ہے۔ اگر وہ ساری عمر میں کوئی ظلم بھی کرے تو اُسکو معاف کر

اوم

القاب مذکورہ بالا

اِس وقت آپکا ایک خوشی کا کارڈ ملا۔ ازحد آنند ہوا۔ شکر ہے پرماتما نے آپ کے چت کو پہلی آنند کی حالت دکھائی۔ بڑی خوشی کا مقام ہے۔ میرا من بھی آپکے چرنوں کی دَیا سے آنند میں ہے۔ ایسی حالت کے آگے دُنیا کی سب چیزیں ہیچ ہیں۔ خواجہ حافظ

دمے با غم بسر بُردن جہاں یکسر نمے ارزد ÷ بمئے بفروش دلق ما کزیں بہتر نمے ارزد

(وحدانیت) (کُل سرمایہ)

سلہ ایک دم بھی غم سے (یعنی غم عشق میں) گزارنا ہوا اُنکی جہاں کی قیمت کے برابر نہیں ہے (یعنی جہاں سے

آپکا آج اور ایک خفگی کا نوازشنامہ صادر ہوا۔ نہیں معلوم میرے دن کیسے آگئے
مَیں اپنی طرف سے تو نہایت احتیاط کے ساتھ ہر ایک کام کرتا ہوں۔ مگر پھر بھی آپ کسی
نہ کسی بات پر خفا ہو ہی جاتے ہیں۔ اکثر مَیں تیسرے دن خط بھیجا کرتا ہوں۔ مگر کئی دفعہ
چوتھے دن بھی بھیجا جاتا ہے۔ اس دفعہ کثرتِ کام کی وجہ سے چوتھے دن بھیجا۔
کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی۔ لیکن آپ خفا ہو گئے۔ پہلے کئی دفعہ بھی میرا عریضہ دیر
کے بعد گیا۔ پھر تب آپنے معاف فرمادیا اور کچھ خیال نہ کیا۔ خیر مہاراج جی! آپ کا خفا
ہونا بھی عین بجا بلکہ میرے حال پر مہربانی ہے۔ ع جوابِ تلخ می زیبد لبِ لعلِ شکر خارا۔
مجھے آپ کی خفگی سے بھی کئی قسم کا فائدہ ہے۔ کئی سبق لیتا ہوں۔ مَیں ہر حال میں
تابعدار ہوں۔ ع "سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے"

راضی ہیں ہم اُسی میں جو کچھ دلربا کرے | خواہ وہ جفا و جور کرے یا وفا کرے
آنرا کہ بجائے لعنت ہر دم کرمے | عذرش بنہ ار کند بہ عمرے ستمے

مہاراج جی! آپ اِتنے خفا ہوئے۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ میرے دِل میں کوئی رائی کا
دانہ بھر بھی کسی قسم کا بُرا خیال نہیں تھا۔ اِس لئے مَیں اب اپنے دل کو بے فائدہ فکر
نہیں لگاتا (فکر لگانے سے مجھ سے ایک حرف بھی نہیں پڑھا جاتا) اور دل کو پہلے کی
طرح آپکے چرنوں میں اور خوش رکھتا ہوں۔ مَیں جانتا ہوں کہ میرے دل کی بے کدورتی
آپ پر ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہیگی اور آپ مجھ پر پہلے سے بھی زیادہ خوش رہیں گے۔
عداوت سے تری پیارے ضرر ہووے تو مَیں جانوں۔
مجھے تم زہر دے دیکھو اثر ہووے تو مَیں جانوں۔
جس سبب سے آپ مجھ پر خفا ہوئے ہیں اُسی سبب سے آپ کا چت اِن دنوں
پڑھنے پر بھی اچھی طرح نہیں لگتا۔ مَیں اپنے تجربہ کی مدد سے قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں
کہ اصل سبب ان دونوں باتوں کا آپکے معدے میں قصور ہونے کے سوائے اور کچھ

اوم

۷ر دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء

القاب مذکورۂ بالا

اِس دفعہ خط لکھنے میں دیر کی وجہ یہ ہے کہ پاس کوئی پیسہ نہیں تھا۔ اگلے کارڈ ختم ہو چکے تھے۔ وظیفہ ملنے کی اُمید پر کسی سے اُدھار نہیں لیا تھا سو وظیفہ تو ابھی تک ملا نہیں آج ناچار اُدھار لے کر کارڈ لایا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

"ذری تنگی" کے دن

اوم

۹ر دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء

القاب مذکورۂ بالا

میری رائے میں پُستک خریدنے میں ہمیں روپے کا خیال کبھی نہیں کرنا چاہئے اُس نفع کے مُقابل جو ہمیں پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ کتاب کی قیمت (خواہ کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو) کچھ بھی نہیں ہوتی۔ ایک وہ بھی دن تھے جب چھوٹی چھوٹی کتابوں کے لکھانے پر لوگ بیسیوں روپے خرچ کر دیتے تھے۔ اب سے دو ہفتہ تک ہمیں بڑے دنوں کی تعطیلیں ملینگی۔ آپ کا دستخط اب پہلے سے عمدہ ہے مہین لکھنے کی کوشش کیا کریں۔ "بآداب" ایک لفظ ہے جس میں ب کے بعد آ کو دو دفعہ آ گئنے ہیں۔ اسکے معنی ہیں:۔ "بہت ادب کے ساتھ"۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ کل یا پرسوں تک میں "بآداب" عرض کروں گا۔ وظیفہ ابھی نہیں ملا آجکل پہلے کی نسبت "ذری تنگی" کے دن ہیں۔ وجہ آپ جانتے ہی ہونگے ۔

قبض کے نتیجے

۱۲ر دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء

اوم

القاب مذکورۂ بالا

گوسائیں جی کے ساتھ امیروں کا سلوک

اوم

۱۹ نومبر سنہ ۱۸۹۴ء القاب مذکورۂ بالا

آجکل جلسہ کے دن ہونے کی وجہ سے اِس مکان میں کوئی بڑے آدمی آنے والے ہیں اُنکے لئے میرے والا کمرہ اور درمیانی کمرہ تجویز کئے گئے ہیں اور مجھے اُس کمرے میں آنا پڑا ہے جس میں لالہ ہری کشن (عرف ڈاکٹر صاحب) رہتے تھے۔ آج اُس میں اسباب لے آیا ہوں۔ آج مرالیوالہ کا ایک غریب لڑکا یہاں نار کے مدرسہ میں داخل ہونے آیا ہے۔ لڑکا بھلا مانس اور میری مرضی پر چلنے والا ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو اُسے مَیں اپنے مکان میں رہنے دوں۔ نہیں تو نکالدوں۔ آپ جواب سے جلدی سرفراز کرنا۔ یہاں نیچے کے تقریبًا سب کمروں میں کپاس ڈالی گئی ہے۔ اور کپاس ہر روز چھکڑوں سے چھکڑے آتی جاتی ہے۔ اُن کا ارادہ ہے کہ جن کمروں میں دفتر لگتے ہیں وہاں بھی کپاس بھر دیں۔ اور دفتر اوپر کی منزل میں (یعنی جہاں مَیں رہتا ہوں) لگایا کریں۔ اب دیکھئے میرے رہنے کا کیا انتظام ہوتا ہے

ماسٹر جی کی بیش بہا مدد اور گوسائیں جی کی دقت کا حل

اوم

۲۱ نومبر سنہ ۱۸۹۴ء القاب مذکورۂ بالا

ماسٹر جی کا خط آیا تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ امتحان کے داخلے کیواسطے روپے ہمارے بغیر اور کسی سے نہ لینے۔ پرماتما کی صفت کوئی کس زبان سے کرے۔ دِل تو آپکے درشنوں کو کرتا ہے۔ مگر ابھی کوئی صورت ایسی نظر نہیں آتی +

اور بندرہ روپے ہم سے لیکر پچاس تو پورے کرکے داخلہ ادا کر دیا"۔ اب عرض یہ ہے کہ یہ پچیس جو آپ چھوٹے وظیفے کے فرماتے ہیں۔ ان میں سے سوا بارہ روپے تو ایک مہینے کی فیس کے کاٹے جاتے ہیں۔ اور چھ روپے کے قریب اُن دنوں کے کاٹے جاتے ہیں جب میں بیماری کے سبب کالج سے غیر حاضر رہا۔ اور گرم کپڑے بھی میں نے بنوانے ہیں اور کچھ کھانا پینا بھی ہے۔ اور فیس کاٹ کر تھوڑے سے روپے جو ملا کرینگے اُن میں سے پانچ پانچ روپیہ جوڑنا بھی مشکل ہے۔

کل میں گرم کپڑے لے آیا ہوں۔ ڈبل زین کا پاجامہ۔ ایک کُرتی۔ اور ایک کشمیرے کا کوٹ لئے ہیں۔ کل پر پونے آٹھ روپے لگے ہیں۔ مگر اب میں چاچا جی کو اس بارہ میں کچھ زیادہ لکھوں گا نہیں۔ صرف اپنی حالت جتلا دوں گا۔ اُمید ہے کہ ماسٹر جی یا میر اخسر مدد کر دینگے۔ جو پرماتما اب تک مدد کرتا رہا ہے اب بھی کرے گا

گوسائیں جی کے پاس ایک پیسہ کا بھی نہ ہوتا

اوم

۱۶ار نومبر ۱۸۹۳ء القاب مذکورہ بالا

آپ کا نوازشنامہ کل صادر ہؤا۔ ازحد خوشی ہوئی۔ آپکے چت کی حالت کا ذکر پڑھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ آپ کو پرمیشور سدا ایسا ہی خوش رکھے۔ میرے اس دفعہ دیر سے خط لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ میرے کارڈ ختم ہو گئے تھے اور نہ میرے پاس کوئی پیسہ تھا۔ نہ کالے کے پاس۔ وظیفہ کا ہر روز انتظار تھا مگر ملتا نہیں تھا۔ کل دس بجے رات کے لالہ صاحب کے دفتر سے ٹھاکر کو کہکر یہ کارڈ نکلوایا تھا۔ جواب آپ کو بھیجتا ہوں۔ کپڑے میں نے سِلے سِلائے لیئے ہیں۔ ایک آدمی کو ساتھ لے گیا تھا۔ کپڑے بہت اچھے ہیں *

حالت کو ظاہر کرتا ہے ٭

من الیسو نرمل بھیا جیسے گنگا نیر ٭ پیچھے پیچھے ہر پھریں کہت کبیر کبیر

گوسائیں جی کی سنسار سے بیزاری

اوم

۷ر اکتوبر سنہ ۱۸۹۷ء　　القاب مذکورۂ بالا

تھوڑی دیر ہوئی آپ کا خط ملا۔ خط پڑھنے سے کچھ تپ سا چڑھ گیا ہے۔ نہ پڑھا لکھا جاتا ہے اور نہ بیٹھا ہی جاتا ہے۔ طبیعت زندگی سے اور سنسار سے بیزار ہو گئی ہے۔ بس اپنی طرف سے دل و جان سے کوشش کرتا ہوں کہ کوئی کام آپ کی مرضی کے برخلاف نہ ہو جائے۔ پھر بھی زمانے کی گردش کچھ نہ کچھ کرا دیتی ہے یا کسی ایسے شخص نے جو میرے اور آپکے رشتہ (تعلّق) کا حاسد ہوگا۔ آپ کو کچھ سکھا دیا ہوگا۔ پنچتنترا اور انوار سہیلی میں ایک کتھا ہے وہ سُننے کے لائق ہے۔ سخت بےکلی ہے ٭

گوسائیں جی کی مالی دِقّتیں

اوم

۱۳ر نومبر سنہ ۱۸۹۷ء　　القاب مذکورۂ بالا

چاچا جی کا خط آیا تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ مبلغ پچیس روپیہ تمکو چھوٹے ونظیفے کے ابھی ملنے ہیں وہ رکھ چھوڑ لے۔ اور پانچ پانچ روپے اور جوڑ کر دس روپے واخاہ دینے کے دِنوں تک (یعنی ڈیڑھ پونے دو مہینہ تک) ساملنے۔ اِس طرح سے پینتیس ۳۵ روپیہ ہوئے

جہانوں کی بادشاہی رکھتا ہے یعنی جو عاشقِ حقیقی بے سروسامان ہو وہ ایسی حالت میں بھی دونوں جہان کی بادشاہی کرتا ہے۔

(۲) قسمت کی خوبی سے میں فقیرانہ گدڑی میں بھی بادشاہی کرتا ہوں اور ایسا آسمان پر سواری کرنے والا (میرا) نصیبہ نہ جمشید رکھتا ہے اور نہ کیکاؤس (یعنی ایران کے بادشاہ کا بھی ایسا نصیبہ نہیں) ۔

چت ابھیاس کرنے سے قابو میں آتا ہے

اوم

۲۷ ستمبر ۱۸۹۴ء

القاب مذکورۂ بالا

. . . . پرماتما بڑا ہی کارساز اور سب پر نہایت مہربان ہے ہمارے چت کی سب بدمعاشیاں ہیں کہ پرماتما پر یقین نہ لا کر ہمیں دکھی بڑا کرتا ہے۔ یہ چت ابھیاس کرنے سے قابو میں آتا ہے۔ اچھے اتم چینتک باسشٹ آدک ایسے موقع پر بچار سنے چاہئیں۔ اور سب سے زیادہ ضروری یہ بات ہے کہ اہار الپ[1] کر دینا چاہئے یا برت رکھ لینا چاہئے یہ موسم بڑا سخت گئی ہے اگر آپ لوگ باسشٹ پڑھیں تو مجھے بڑی خوشی ہو۔ تلسی داس جی فرماتے ہیں :- "جب دانت نہ تھے تب دودھ دیا اب دانت دیئے کیا اَنّ نہ دے ہے"۔

جھنڈو ل کی گاگر کا ضرور خیال رکھنا۔ آپ غلام پر سدا خوش رہیں ۔

[1] تھوڑا کھانا چاہئے۔

اوم

۳۰ ستمبر ۱۸۹۴ء

القاب مذکورۂ بالا

آپکا ایک نوازشنامہ صادر ہوا۔ بڑی خوشی ہوئی۔ کبیر جی کا یہ واک کیا ہی اچھی

اور آج صبح پانچ بجے پھر کام کے لئے اُٹھ کھڑا ہُوا۔ اِس لئے خط کل نہیں لکھ سکا معاف فرمائیگا۔ مشن کالج کے لڑکے بڑا ہی خوش ہوتے ہیں۔ یہ سب آپکی کِرپا ہے

ایکانت کا آنند

۳۱ اگست ۱۸۹۷ء

اوم

القاب مذکورۂ بالا

یہاں مَیں ایکانت میں ہُوں۔ اور جو مُجھے یہاں ایکانتتا میں آنند ہے اُسکا ورنن کرنا نہایت ہی کٹھن ہے۔ اگر آپ جسقدر ہو سکے کوٹھے پر رہنے کی عادت ڈالیں تو آپ کو پُورن آنند ہوگا۔ اور مجھے بھی اِس سے بڑی خوشی ہوگی۔ ایک عادت کو بدلکر دُوسری عادت ڈالنی مشکل تو ہے لیکن اگر آپ یہ عادت کوٹھے پر رہنے کی ڈال لیں گے تو آپ بڑے ہی خوش رہا کرینگے۔ کوٹھے پر رہ کر تو وچار کے پُستک۔ باسِشٹ آدِک پڑھنے سے لابھ ہوگا۔ نیچے یہ پُستک بچارے ہی نہیں جا سکتے ÷

اوم

۱۰ ستمبر ۱۸۹۷ء

القاب مذکورۂ بالا

اور کوئی مطلب لکھنے کے لائق نہیں۔ ذیل کے شعر ہی لکھدیتا ہُوں۔

عاشقاں در بینوائی خسروی پیدا میکنند　　شاہیٔ کونین دارد بے سر و سامانِ عشق

دیگر

بدلیِ فقر۔ شاہی میکنم از خوشئے طالع　　نہ جم دارد نہ سکندر ایں طالع گردوں سعادت

دیگر

حباب آسا کیا ہے کار استغنا تمام اپنا　　رکھا محروم ہیں قطرۂ سے اِس دریا میں جام اپنا

(مطلب) عاشق لوگ بے سروسامانی میں بادشاہیاں کرتے ہیں۔ بے سروسامانِ عشق دونوں

اوم

۱۲ر جون ۱۸۹۴ء

القاب مذکورۂ بالا

مَیں شاید بدھوار حاضر خدمت ہونگا۔ آپ کا شعر بہت عمدہ ہے۔ تقریباً اسی مضمون کے چند اشعار ذیل میں درج کرتا ہوں +

۱	بگردِ خود ہمے گردم چو گردوں		بروں از خود خرامیدن ندارم
۲	ہر دم از ناخن خراشم سینۂ افکار را	دیگر	تا ز دل بیروں کنم غیر خیالِ یار را
	دل کے آئینہ میں ہے تصویرِ یار	دیگر	جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

۱ اپنے اِردگرد آسماں کی طرح مَیں گھومتا ہوں - اپنے سے باہر مَیں نہیں ٹہلتا +

۲ مَیں ہر دم فکروں کے سینہ کو ناخنوں سے چھیلتا ہوں (یعنی ہر طرح سے فکروں سے خالی رہتا ہوں) تاکہ دِل سے (اندر سے) یار کے خیال کے سوائے اَور کا خیال باہر کردوں +

اوم

۲۹ر جون ۱۸۹۴ء

القاب مذکورۂ بالا

ابھیاس کرنیوالے اور صاف چت والے پُرشوں کا ملاپ بڑے ہی اُتّم کرموں کا پھل ہے +

گوسائیں جی کی سخت مصروفیت

اوم

۳ر جولائی ۱۸۹۴ء

القاب مذکورۂ بالا

مَیں کل بڑا ہی کام میں مصروف رہا ہوں چنانچہ رات کے دو بجے سویا ہوں۔

بغیر جانے میں یہ خدشہ ہے کہ شاید وہاں میری حاضری کی ضرورت ہو۔ اور میں اُس دن لاہور میں نہ مِلوں ٭

یہ سب اتفاق و یونیٹی سے بنے ہیں میرا ان میں کچھ دخل نہیں ہے۔ پر اگر آپ حکم دیں تو میں باوجود ان سب وجوہات کے بھی آپکی خدمت میں حاضر ہو سکتا ہُوں۔ آگے جیسی آپ کی مرضی۔ مہاراج جی! آپ غلام پر ہر طرح خوش رہا کریں۔ جو آپ کی رائے ہے میری رائے اُسکے برخلاف کبھی نہیں ہو سکتی۔ غلام کو آپ ہی کے چرنوں کا آسرا ہے ٭

اوم
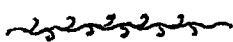
۸ رجون ۱۸۹۴ء

القاب مذکورۂ بالا

مہاراج جی آپ کا نوازشنامہ صادر ہُوئے دیر ہوگئی ہے۔ آج لالہ رام سرن داس سے آپ کی بہت باتیں کی گئیں۔ نہایت خوش ہُوا۔ اور درشنوں کا طالب ہُوا۔ مہاراج جی! آپ کی بڑی مہربانی ہے۔ نہایت مسرور اور آنند رہتا ہے۔ اُمید کہ جلدی درشن کرونگا ٭

سہ آرزو دارم کہ خاکِ آں قدم ٭ طوطیائے چشم سازم دم بدم

(مطلب) میری یہ آرزو ہے کہ آپکے قدم کی خاک کو میں ہر دم اپنی آنکھوں کا سُرمہ بناؤں ٭

ولایت کا وظیفہ نہ ملتا

اوم

۱۰ رجون ۱۸۹۴ء

القاب مذکورۂ بالا

بر ملیئور کی مرضی نہیں تھی کہ اِس سال میں ولایت جاؤں مفصل زبانی عرض کرنیکے لائق ہے

کی زبان سے کئی باتیں نکل جاتی ہیں۔ ہمیں سب معاف کردینی چاہئیں۔ آپ بھی معاف کردیں۔ آپ اُن سے صُلح کرلیں۔ کھانا آپ اُن کا چاہے کھائیں چاہے نہ کھائیں۔ مگر صُلح ضرور کرلیں۔ اور سب خطائیں معاف کردیں۔ سادھوؤں کا کشما بھوشن ہوتا ہے۔

آپ اِن دِنوں ذرا اچاٹ ہوئے تھے اِس لئے آپکے بھائیا جی آپکے پاس آئے تھے یہ خط بے اختیار اتنا لمبا ہوگیا ہے۔ معاف فرمانا۔ پرمیشور آپ کو بڑی خوشی دے گا +

آپکا عاجز غلام۔ تیرتھ رام

سنہ ۱ کھیل۔ محول باجو چلے۔ سنہ ۲ حرکت کرتے ہیں +

گیتا کے پڑھنے کا لابھ

اوم

۶ جون سنہ ۱۸۹۴ء

القاب مذکورۂ بالا

آپکا نوازشنامہ شرف صدور لایا۔ آپکی چِت کی حالت کا حال پڑھ کر کمال خوشی ہوئی۔ تھوڑے دِن ہوئے۔ میں نے بھی گیتا کا ایک بھوگ پایا تھا۔ نہایت ہی بڑا اُتم گرنتھ ہے۔ اِس کو سمجھ کر پڑھنے سے پرمیشور کے اوپر اتنا وشواس ہوجاتا ہے جتنا دُنیادار پُرشوں کا اپنے شریر (جسم) پر ہوتا ہے . . . .

مَیں اُمید کرتا ہوں کہ مَیں اس سنیچروار کو حاضر خدمت ہونگا۔ پہلے اِس سبب سے نہیں آسکتا کہ اوّل تو کوئی چھٹی نہیں ہے۔ دوم وظیفہ ابھی نہیں مِلا۔ اور روپوں کے بغیر اگر وہاں جایا جائے تو سب کو مایوسی ہوتی ہے اور نہ وہ خوش ہوتے ہیں اور نہ ہم کو ہی زیادہ خوش کرتے ہیں۔ سوئم۔ اُمید کرتا ہوں کہ اب تک اُس بڑے وظیفے کی بابت بھی شاید فیصلہ ہوجائیگا۔ اور اُس معاملہ کا فیصلہ ہوئے

موزوں ہے" ÷

اِتنا کہہ کر کیڑیاں جب ذرا چُپکی ہُوئیں تو مَیں نے اُن کو یہ کہا:- کہ اَے میرے دُوسرے سروُپو! یہ دھڑ بھی جڑ رُوپ ہے اس کو بھی ایک اور چیز کا آسرا ہے یعنی جان کا۔ اِس لئے حمد و ثنا اُس جان کے شایاں ہے" جب مَیں نے اِتنا کہا تو میرے دِل میں آپ کی طرف سے آواز آئی۔ اور وہ آپکے بچن بھی مَیں نے اُن کیڑیوں کو سُنا دیئے۔ اُن کا خلاصہ درج کرتا ہُوں :-

" آدمی کی جان کے پرے بھی ایک وستُو ہے۔ ارتھات پرماتما۔ اُس وستُو کے آسرے سب بھُوت چیشٹا کرتے ہیں۔ دُنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اُسی کی مرضی سے ہوتا ہے۔ پُتلیاں بغیر تار والے کے نہیں ناچ سکتیں۔ بانسری بغیر بجانے والے کے نہیں بج سکتی۔ اِسی طرح دُنیا کے لوگ بغیر اُس کے حکم کے کوئی کام نہیں کر سکتے۔ جیسے تلوار کا کام گو مارنا ہے مگر وہ تلوار بغیر چلانے والے کے نہیں چل سکتی۔ اسی طرح سے گو بعض اشخاص کا سُبھاؤ بہت ہی خراب کیوں نہ ہو جب تک اُنہیں پرمیشور نہ اُکسائے وہ ہمیں تکلیف نہیں پہنچا سکتے۔ جیسے بادشاہ کے ساتھ صلح کرنے سے تمام عملہ فعلہ ہمارا دوست بن جاتا ہے اِسی طرح پرماتما کو راضی رکھنے سے تمام خلق ہماری اپنی ہو جاتی ہے" ÷

مہاراج جی! آپ کا نوازشنامہ صادر ہُوا تھا۔ کمال خوشی کا باعث ہُوا تھا۔ مہاراج جی! اگر آپ یہاں رہنا چاہیں تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ اور اگر وہاں آپ ایک آدمی رکھنا چاہیں تو آپ بیشک رکھ لیں۔ جہاں اتنا خرچ ہو رہا ہے وہاں اَور ایک آدمی کا خرچ بھی پرماتما بڑی اچھی طرح سے دیدینگے۔ میری طرف سے کوئی فرق نہیں جس طرح سے جی چاہے کریں ÷

مجھے کسی پر ذرا غصّہ نہیں ہے۔ مَیں بڑا خوش ہُوں۔ اکثر طلیش میں آکر منشوں

بھلے بولی وُہ بڑی انجان اور معصوم تھی۔ ابھی ننھی بچّی تھی ⁂

پہلی کیڑی کہتی ہے: "دیکھ بہن! اس قلم کی کاریگری۔ کاغذ پر کیا گول گول گھرے ڈال رہی ہے۔ اِسکی ڈالی ہوئی لکیروں (یعنی حرفوں) کو سب لوگ بڑی پریت سے اپنی آنکھوں کے پاس رکھتے ہیں (یعنی پڑھتے ہیں) اور جب کاغذ پر یہ (قلم) نشانیاں کر دے (یعنی لکھدے) اُس کاغذ کو لوگ ہاتھوں میں لئے پھرتے ہیں۔ کاغذ پر گویا موتی ڈال رہی ہے۔ کیا رنگ آمیزیاں ہیں۔ بعضے بعضے حرف تو خاص ہماری اور ہماری باسی کے بیٹوں (یعنی کیڑوں) کی تصویروں کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔ کیا ہی خوبصورت ہیں ⁂

؎ قلم گوید کہ من شاہِ جہانم ⁂ قلم کش را بدولت میرسانم

اِس قلم میں جان نہیں ہے مگر ہمارے جیسے جان داروں کو بیسیوں دفعہ پیدا کر سکتی ہے۔"

اِتنا کہہ کر پہلی کیڑی تو خموش ہو گئی۔ اب دُوسری بولی۔ یہ کیڑی پہلی سے کُچھ بڑی تھی۔ اور اُس سے زیادہ بصارت رکھتی تھی۔ یعنی اُسکی آنکھیں تیز تھیں۔

دُوسری کیڑی: "میری بہن تو دیکھتی نہیں ہے کہ قلم تو بالکُل مُردہ ہے وُہ تو بالکُل کُچھ کام نہیں کر سکتی ہے۔ دو اُنگلیاں اُسے چلا رہی ہیں۔ جتنی صفت تُو نے کی ہے یہ سب اُنگلیوں پر عائد ہونی چاہیئے" ⁂

اب ایک اِن دونوں سے بڑی اور سیانی کیڑی بولی: "تم دونوں ابھی انجان ہو۔ اُنگلیاں تو پتلی پتلی رسّیوں کی طرح ہیں۔ وہ کیا کر سکتی ہیں۔ وُہ موٹی (یعنی ہاتھ کی) اِن سب سے کام لے رہی ہے" ⁂

اب اِن کیڑیوں کی ماں بولی: "یہ سب قلم۔ اُنگلیاں۔ پہنچی۔ بازو وغیرہ اِس بڑے موٹے دھڑ کے آسرے سے کام کر رہا ہے۔ یہ سب تعریف اُس دھڑ کو

نہیں رکھتا۔ وہ ضرور نقصان اُٹھاتا ہے۔ دُنیا کے دولت مند برہنہ دراز دامن کی مانند ہیں۔ یعنی یہ لوگ ہیں بالکل برہنہ (ننگے) اور کنگال۔ مگر اپنے آپ کو بڑا دامن دراز یعنی پوشاکوں والا خیال کرتے ہیں۔ ایسے برہنہ دراز دامن سے ہمیں کیا سُکھ مِل سکتا ہے۔

آپ نے غُلام پر سدا نظرِ عنایت رکھنی۔ اور اپنا عاجز نوکر تصوّر کرنا۔ کوئی فکر نہ کرنا۔ آپ نے ہر طرح سے خوش رہنا۔ کسی طرح بھی خفا نہ ہونا۔ مَیں آپکا ٹھلیا ہُوں۔

کیڑیوں کی دلچسپ بات چیت

اوم

۵ جون ۱۸۹۴ء　　　القاب مذکورۂ بالا

مہاراج جی! پرمیشور بڑا ہی چنگا ہے۔ مجھے بڑا ہی پیارا لگتا ہے۔ آپ اُسکے ساتھ صُلح رکھا کریں۔ آپکے ساتھ جو کبھی کبھی ذرا سختی سے پیش آتا ہے یہ اُسکے بلاس ہیں۔ وہ آپکے ساتھ ہنسی مخول کرنا چاہتا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہنسنے والوں سے خفا نہ ہو جائیں۔ کسی اور خط میں مَیں آپ کی خدمت میں اُس کی کئی باتیں بتاؤں گا (عرض کروں گا) حقیقت میں وہ بڑا ہی موہنوں والا ہے +

یہ خط مَیں میز پر رکھ کر لکھ رہا ہُوں۔ یہاں صبح تھوڑی سی کھانڈ گر پڑی تھی۔ اُس کھانڈ کے پاس میز پر چار پانچ کیڑیاں اکٹھی ہو رہی ہیں۔ اور وہ سب میری قلم کی طرف اور حرفوں کی طرف تک رہی ہیں۔ اور آپس میں بڑی باتیں کر رہی ہیں۔ جتنی گفتگو مَیں نے اُن سے سُنی ہے وہ عرض کرتا ہُوں +

(مگر پہلے مَیں یہ عرض کرنی چاہتا ہُوں کہ گو میرا خط بہت ہی خراب اور ما فیص ہے مگر اُن کیڑیوں کی نگاہ میں تو چین کے نقش و نگار سے کم نہیں) جو کیڑی سب سے

یہاں سب طرح سے خیریت ہے۔ آپ اپنا حال جلد لکھتے رہا کریں۔ تھوڑے اور ستوگن اہار سے چت بڑا خوش رہتا ہے۔ گرم چیز اور دیر ہضم چیز سے طبیعت سدا تنگ رہتی ہے +

کسنگ کے نتیجے

۲۹ر مئی سنہ ۱۸۹۷ء اوم القاب مذکورۂ بالا

کُسنگ جیسے "کوہِ سنگ" یعنی پتھر کا پہاڑ کہنا بجا ہے۔ ہمارے ترقی کی طرف پرواز کرنے والے بازوؤں پر پڑ کر ہمیں مُردہ سا بنا دیتا ہے۔ اور ہمیں گویا آکاش میں سے اپنے بوجھ کے سبب سے اپنے ساتھ نیچے ہی نیچے لئے جاتا ہے اگر آپ بھگوت گیتا کے ارتھوں کا ایک بھوگ آہستہ آہستہ بچار سنجگت اِن دِنوں میں پائیں تو مجھے نہایت ہی بڑی خوشی ہوگی + آپنے غلام پر نظرِ عنایت رکھنی کسی طرح سے بھی خطا نہ ہونا +

سلہ غور کے ساتھ +

برہنہ دراز دامن سے سُکھ نا ممکن

اوم

۲ر جون سنہ ۱۸۹۷ء

القاب مذکورۂ بالا

مَیں خط برابر اپنے معمول کے موافق ارسال کرتا رہا ہُوں۔ شاید آپ کو دیر سے ملتا ہوگا۔ یا میرا آدمی ڈاک میں ڈالنا بھُول جاتا ہوگا۔ حقیقت میں دُنیا کی کوئی چیز پائدار نہیں۔ جو آدمی ان چیزوں پر بھروسہ کرتا ہے (وہ اپنی خوشی کا مدار پرایا سایہ پر

وَیسا مَیں کرُونگا - آپ لالہ صاحب گھر پر سویا کرتے ہیں - مگر کوٹھی اُن کے بہت سے نوکر رکھوالی وغیرہ کے لئے رہتے ہیں - اُنکا سُبھاؤ بڑا سا پُردوں والا ہے - کوٹھی بھاٹی دروازے کے قریب واقع ہے - جس مکان میں اَب مَیں رہتا ہُوں سامھنے تین مکانوں میں کنجریاں رہتی ہیں - اِس لیئے باریاں دکھڑکیاں ہمیشہ بند رکھنی پڑتی ہیں - آپ جلد تشریف لاکر فیصلہ کر دیں تو اچّھا ہو ؞

اوم

۳ رمئی سنہ ۱۸۹۴ء

القاب مذکورۂ بالا

آج مَیں آپ کا بڑا انتظار کرتا رہا ہُوں - آپ آئے بالکُل نہیں - مہاراج جی! آپ غلام پر ہر طرح خوش رہا کریں - کسی طرح سے بھی خفا نہ ہونا - مَیں بالکل آپکا تابعدار ہُوں - میرا شاگرد انگریزی بی - اے پاس ہوگیا ہے ؞

نشکام کرم

اوم

۱۰ رمئی سنہ ۱۸۹۴ء

القاب مذکورۂ بالا

آپکا نوازش نامہ صادر ہُوا - اِس دُنیا میں کوئی چیز ہماری نہیں ہے - اگر ہم سُکھ چاہتے ہیں تو ہمیں چاہئے کہ دُنیا کے کام کاج کرتے وقت اِس سریر (جسم) وغیرہ کو کیول برماتما کا سمجھکر وِچریں اور اس میں راگ دویش نہ کریں ؞

ستوگن اہار

اوم

۲۸ رمئی سنہ ۱۸۹۴ء

القاب مذکورۂ بالا

یعنی تہیدست (غریب) لوگ دولتمندوں سے اچھے ہیں جیسا کہ اِس بات سے ظاہر ہے کہ جب تہی (خالی) پیالہ۔ بھری ہوئی (دولتمند) صُراحی کے پاس آتا ہے تو صُراحی اپنے سر کو نیچے کرتی ہے گویا کہ خالی پیالے کو سلام کرتی ہے اور اُسکو اپنے سے اچھا سمجھتی ہے ؛

مشن کالج میں اپنے پروفیسر کی جگہ کام

اوم

۲۸ راپریل ۱۸۹۷ء

القاب مذکورۂ بالا

جولائی کے مہینے میں مشن کالج کے بڑے پروفیسر ریاضی نے اپنے گھر ولایت چُھٹی پر جاتا ہے اُنہوں نے مجھے اپنی جگہ پیچھے کام کرنے کے لئے کہا ہے اور لکھا ہے۔ اور مَیں نے منظور کرلیا ہے۔ تنخواہ کی بابت ابھی کچھ ذکر نہیں آیا۔ نیز اُنکے کہنے سے مَیں نے آج وُہ عرضی بھی یونیورسٹی کے دفتر میں دیدی ہے۔ آگے جو پرماتما کی اور آپکی مرضی۔ آپ نظرِ عنایت رکھا کریں ؛

خراب قرب و جوار سے پرہیز

اوم

۳۰ راپریل ۱۸۹۷ء

القاب مذکورۂ بالا

آپکا نوازشنامہ صرف ایک ہی آجتک ملا ہے۔ لالہ رام سرن داس نے مجھے بہت کہا ہے کہ مَیں اُس کی کوٹھی پر چل رہوں۔ چنانچہ اُنہوں نے مجھے آج چار پانچ کمرے ایکانت اور محفوظ دِکھلائے بھی ہیں کہ اُن میں سے جا ہے کو نسا میں پسند کرلوں۔ مگر مَیں نے جواب دِیا تھا کہ مہاراج جی آن کر جیسا مجھے حُکم دینگے

کام رہا ہے - چنانچہ آج میں سویا بھی پانچ گھنٹے سے کم ہوں - پروفیسروں کا کام بھی کرنے والا ہے - سرٹیفکیٹ نہایت ہی عمدہ ملے ہیں - آپ ہر طرح سے خوش رہا کریں - کسی قسم کا فکر نہ کریں - اگر ہم کسی کام کو کرنا چاہیں تو میری رائے میں ہم کو چاہیئے کہ اپنے من کو ذرا نہ ہلائیں (اس کو اڈول - اچل - اور بے حرکت رکھیں) مگر اس کام کے کرنے کے لیئے اپنی اندریوں کو ذرا ساکن نہ ہونے دیں - اُن کو ہلاتے اور چلاتے رہیں - اور نہایت مصروف رکھیں - اِس طرح سے ہم کو ضرور نہایت جلدی کامیابی ہوتی ہے - کرشن جی نے بھی ایسا ہی کہا ہے ؂

بہت کام میں بڑا آنند

اوم

۶ مارچ ۱۸۹۴ء

القاب مذکورۂ بالا

مجھے کام بہت بڑا رہتا ہے مگر کام سے بہت زیادہ آنند رہتا ہے - یہ سب آپکے چرنوں کی کرپا ہے - لالہ رام سرن داس نے ایک گھنٹہ کے ہیں ۲۰ روپے کر دیئے ہیں مگر وقت زیادہ صرف ہو جاتا ہے - کیونکہ مجھے خود پڑھانے میں آنند آتا ہے ؂

اوم
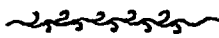
۸ مارچ ۱۸۹۴ء

القاب مذکورۂ بالا

. . . . پچھلے دِنوں مجھے کپڑوں کی بڑی تنگی تھی - دھوبی نے مہینہ بھر کپڑے نہیں دیئے تھے - اِس لئے میں نے اپنے پڑوسی درزی سے ایک چوغہ ایک کُرتہ اور ایک پاجامہ مول لے لیا تھا - مبلغ دو روپیہ سے دو پیسے کم لگے تھے - آپ اپنی صحت کا حال لکھیں - آپکے چرنوں کی طرف خیال رہتا ہے ؂

مہاراج جی! اب آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ آپ جسقدر ہو سکے کسرت بدنی کرنے کی کوشش کیا کریں - اور ایک دو ٹونگ (مرتبہ) فاقہ کشی کریں تو میں خیال کرتا ہوں کہ آپ کو شرطیہ صحت آ جائیگی - میرے تجربہ میں آیا ہے کہ کھانے پینے والی دوائیوں کا زیادہ استعمال بھی ہمیں تنگ کرتا ہے - پرمیشور آپ کو بہت جلدی بالکل صحت دے - آپ نے اپنا حال نہایت جلدی اپنے ہاتھ سے لکھا - آپ کے چرنوں کا خیال ہے -

اِن دنوں لاہور میں کرنل الکاٹ - اور مسیز بیزنٹ آئے ہوئے ہیں +

سادھو سیوا اور پستکوں سے لابھ

اوم

۲۷ر فروری سنہ ۱۸۹۴ء

القاب مذکورۂ بالا

کرنیل الکاٹ اور اَنی بیسنٹ آج چلے گئے ہیں - وہ سچے سناتن دھرمی ہیں - اور ویدانت میں بڑا نشچے رکھتے ہیں - آج آپ کی عنایت سے مجھے ڈاکٹر کا سرٹفکیٹ بڑا اچھا مفت مل گیا ہے - اب آپ کی طرف سے کسر ہے - آپ کتابیں بیشک خرید لیا کریں - جو کچھ سادھو سیوا اور پستکوں وغیرہ پر لگے وہی لابھ ہے - آپ کا اچھا ہونے کا حال پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی +

کام کا مہتمہ

اوم

۲ر مارچ سنہ ۱۸۹۴ء

القاب مذکورۂ بالا

آج میں دیر کے بعد عریضہ بھیجنے لگا ہوں - اِن دنوں مجھے نہایت دھیان کا

سلہ سنا جاتا ہے کہ یہ براہمن مہاتما متیا داس ستھے ہو لگاتار ۱۲ سال تک ایک چبارے میں رہے تھے - پھر کلام سندھی میں مشہور ہو گئے - اِن سے لوگ بہت ڈرا کرتے تھے -

سلہ ناظرین سمجھ لینگے کہ یہاں مُراد رائے بہادر لالہ رام سرن داس جی سے ہے -

دُنیا کی بے ثباتی

اوم

۱۰ ار فروری سنہ ۱۸۹۷ء

القاب مذکورۂ بالا

دُنیا کی کوئی چیز اعتبار اور بھروسہ کرنے کے لائق نہیں - نہایت کرپا پرمیشور کی اُن لوگوں پر ہے جو اپنا آسرا اور یقین کیول پرماتما پر رکھتے ہیں - اور دِل سے سچے سادھُو ہیں - ایسے مہاپرشوں کے چرنوں میں پرمیشور کی ساری سرِشٹی غلامی کرتی ہے -

اوم

۲۰ ر فروری سنہ ۱۸۹۷ء
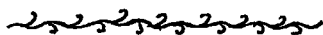
القاب مذکورۂ بالا

آپ کا ایک نوازشنامہ صادر ہُوا - بڑی خوشی ہُوئی - آج یہاں خُوب دُھوپ نکلی تھی - یونیورسٹی والوں نے آج ہی سے اُس وظیفے کی بابت یہ اشتہار دیدیا ہے کہ جو اشخاص وہ وظیفہ لینا چاہتے ہیں وہ آج سے لیکر ماہ مئی کے پہلے پہلے عرضیاں دیدیں - آپ نے نظرِ عنایت رکھنی - آپ خود بھی خط لکھنے کی مشق کیا کریں دِھیرج کے ساتھ اور پریتی کے ساتھ وہ کام کرنا - مگر جلدی - آپنے کسی قسم کا فکر نکرنا

کسرت بدنی اور فاقہ کشی سے بیماری دُور کرنا

اوم

۲۵ ر فروری سنہ ۱۸۹۷ء

القاب مذکورۂ بالا

پھر وقت گزارتے ہوتا ہوں اور پریم کی طرف بھی جاتا ہوں۔ وہاں سے آکر کوئی دس
بارہ منٹ اپنے بھگوان کے آگے ساتھ درشن کرتا ہوں۔ پھر کوئی ساڑھے دس
بجے تک پڑھتا ہوں۔ اور پھر سو جاتا ہوں۔ میرے تجربہ میں یہ آیا ہے کہ اگر پیار محبت
اور محبت کی بات میں ہے تو یہی کمال ہے۔ پیار کا شروع محبت۔ دل کا کھچاؤ
ہم تیرے پیاروں کی یاد اور ان کی باتیں حاصل ہوتی ہیں۔ عقل اور مالک طاقت ثابت
نہیں ہو پاتی ہیں۔ اول تو مجھ کو ابھی بہت کم ہے۔ دوم یہ کہ آدمیوں کو پتا ہوا
پریم سنگھ نے پوچھا کہ آپ بابو چیتو رام جی کے گھر سے گیا تھا۔ مگر آج جب
بیٹا بابو چیتو رام جی کا حوالہ سب بتلایا۔ تو آپ کچھ پورے سکی (پیا) کی طرف متوجہ ہو گیا
تھا۔ جیسے اتفاق سے پیش آتے تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ وظیفہ اس سال سے۔ ملاقات و
بیچ میں جو پہلے مہینہ کا تنخواہ ہے۔ کہ گذشتہ بار دس اور وظیفہ بھی لے سکتے ہیں۔
اپریل میں درخواستیں گذرتی ہیں کی۔ اس بات کا آپ ابھی اور کسی آدمی سے بھی
ذکر نہ کرنا۔ وہاں اثنائے گفتگو میں انہوں نے کہا کہ گوجرانوالہ کے علاقہ میں
پہلے ایک بھگت [illegible] تھا جو بتوں کی طرف بھی جایا کرتے تھے۔ آن کی یہ
بات بھی کہ وہ کسی قسم کی سچی پیشین گوئیاں کیا کرتے تھے۔ کیا اب بھی کوئی ایسے
ہیں۔ تو میں نے پھر آپ کا ذکر بھی اچھی طرح سے کیا۔ اور کہا کہ جب وہ (یعنی آپ)
لاہور میں تشریف لائیں گے۔ میں درشن کراؤں گا۔ وغیرہ ۔

آجکل رائے میلا رام کالج کا پرنسپل۔ اسے میں پڑھتا ہے مجھے کئی پیغام
بھیج چکا ہے کہ میں اسے پڑھانا منظور کر لوں۔ مگر میں نے ابھی کوئی جواب نہیں
دیا۔ وقت کہاں سے لاؤں؟ مشکل یہ ہے کہ جن کو پڑھانے لگتا ہوں وہ پھر چھوڑتے
بالکل نہیں۔ ہر حیلہ حوالے سے مجھے رکھ لیتے ہیں۔ پیار سے اور محبت سے باندھ
لیتے ہیں۔ ۔

۱؎ پریم ناتھ سے مراد ہے۔

گورو جی سے سیکھا ہوا اُپدیش اب گورو جی کی طرف

۷ رفروری سنہ ۱۸۹۷ء اوم القاب مذکورۂ بالا

آپ اپنے اصلی سروپ کی طرف دھیان کرنے کی کوشش کریں - رشتہ داروں کی ذرا پروا نہ کریں - ست سنگ - اچھے پُستک - ایکانت سیون کے ذریعے سے اپنے سروپ میں نِشٹھا ہوتی ہے - اور اپنے سروپ میں نِشٹھا ہونے سے تمام دُنیا غلام بن جاتی ہے - آپ اپنے غلام کو کبھی نہ بُھلائیں - ہمیشہ نظرِ عنایت رکھا کریں

گوسائیں جی کا روزانہ دستور العمل

۹ رفروری سنہ ۱۸۹۷ء اوم
القاب مذکورۂ بالا

آپکا ایک نوازشنامہ اس وقت اَور ملا - نہایت خوشی ہُوئی - مَیں آج کل کوئی پانچ بجے صبح کے قریب اُٹھتا ہُوں اور سات بجے تک پڑھتا رہتا ہُوں - پھر پاخانہ وغیرہ جاکر نہاتا ہُوں اور ورزش کرتا ہُوں - اُسکے بعد پنڈت جی کی طرف جاتا ہُوں - رستے میں پڑھتا رہتا ہُوں - وہاں ایک گھنٹے کے بعد روٹی کھاکر اُن کے ساتھ گاڑی میں کالج جاتا ہُوں - کالج سے ڈیرے آتی بار راستے میں دُودھ پیتا ہُوں - ڈیرے چند منٹ ٹھہر دریا کو جاتا ہُوں - وہاں جاکر دریا کے کنارے پر کوئی آدھ گھنٹے کے قریب ٹہلتا رہتا ہُوں - وہاں سے واپس آتی بار سارے شہر کے گرد باغ میں پھرتا ہُوں - وہاں سے ڈیرے آن کر کوٹھے پر ٹہلتا رہتا ہُوں - اِتنے میں اندھیرا ہو جاتا ہے (مگر یہ یاد رہے کہ مَیں چلتے پھرتے پڑھتا برابر رہتا ہُوں) اندھیرا پڑے (ہوئے) ورزش کرتا ہُوں - اور لیمپ جلاکر سات بجے تک پڑھتا ہُوں

کرنے تھے۔ یاں کے ایک بڑے بھائی لالہ سوہن لال ہیں جو کئی سال سے لاہور میں رہتے ہیں انہوں نے گوسائیں جی کو وقتاً فوقتاً نقدی سے مدد دی۔ اور اپنے لڑکے لالہ بالمکند کو برائے تعلیم ان کے سپرد کر رکھا تھا۔ آجکل یہ بابو بالمکند جی علاقہ بنگال میں اسسٹنٹ انجینیر کے عہدے پر ممتاز ہیں

۵ لالہ حاکم رائے بھی لالہ لچھمن داس کا قریبی رشتہ دار ہے۔

۵ یہ گاؤں ضلع گجرانوالہ میں ہے۔

گورنمنٹ کالج کے پرنسپل صاحب کی ہمدردی و عنایت

۵ رفروری سنہ ۱۸۹۴ء　　اوم

القاب مذکورۂ بالا

آج میں گورنمنٹ کالج کے بڑے صاحب جی کو ملنے گیا تھا۔ انہوں نے مجھے ایک کتاب بطور تحفہ کے دی ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ "تمہارے اودھر بھیجنے کے لئے اگر ہمیں آسمان و زمین بھی ملانا پڑ جائے تو ذرا دریغ نہیں کرینگے" وغیرہ وغیرہ۔ اب میں کل پرسوں یہ دریافت کرونگا کہ وہ وظیفہ کس تاریخ سے ملنا ہے۔ دریافت کر کے لکھوں گا۔

. . . .

میں رات کے وقت اس ولے کے ساتھ بھی (جو میرے مکان میں لگا ہوا ہے) ورزش کیا کرتا ہوں۔

۵ مسٹر بل پرنسپل گورنمنٹ کالج سے مراد ہے۔

۵ یہ وظیفہ ولایت کا ہے۔ جس کا ذکر پہلے خط مورخہ ۱۴ راگست سنہ ۹۳ء میں آ چکا ہے

۵ پنجاب کے لوگ اکثر اپنے گھر میں ایک گول لکڑی دو مقابل دیواروں میں ٹھونک دیتے ہیں۔ جو چیزوں کے لٹکانے وغیرہ کے استعمال میں لائی جاتی ہے۔

زیادہ ہُوا ہے۔ مگر آیندہ آپ دیکھیں گے کہ میرا خرچ دُودھ وغیرہ پر بہت کم ہُوا کرے گا۔ اپنی بہن کی بابت مجھے کل ہی معلوم ہوگیا تھا۔ جو مجھے غم ہُوا ہے اُسکا نہ لکھنا اچھا ہے۔ مَیں بڑا ہی رویا ہُوں۔ میری اُسکے ساتھ ازحد محبت تھی ٭

۱؎ گوسائیں جی کی ایک ہمشیرہ تھی۔ جس کا نام ہیر بھونتھا جسکے ساتھ اُن کو ازحد محبت تھی۔ اُسکے فوت (سورگ باس) ہونے پر اُن کو ازحد افسوس ہُوا۔ جس کے اظہار کئے بغیر وہ نہ رہ سکے

ایک پروفیسر صاحب کا اپنا گاؤن دینے کے لئے تیار ہونا

۱۴ر جنوری سنہ ۱۸۹۷ء اوم القاب مذکورۂ بالا

آج لچھمن[۱] داس ملا ہے۔ چونکہ (گاؤن) کسی لڑکے سے ہاتھ نہیں لگا۔ کیونکہ اکثروں نے تو بنوایا ہی نہیں ہُوا۔ اور جنہوں نے بنوایا ہُوا ہے۔ اُن سے اوروں نے پہلے ہی سے مانگ رکھا ہُوا ہے۔ اگر ہوسکے تو آپ حاکم رائے[۲] سے چاہل پیغام بھیجکر اُس کا (گاؤن) گوجرانوالے سے منگا لینا۔ اور وہاں سے جب یہاں تشریف لاؤ ساتھ لیتے آنا۔ نہیں تو میرے پروفیسر صاحب نے فرمایا تھا کہ "تم نے گاؤن تو میرا لے لینا۔ مگر وہ گاؤن ولایت کا ہے اُس میں اور یہاں کے گاؤن وغیرہ میں تھوڑا سا فرق ہے۔ وہ فرق دُرست کرانے پر تمہارے چار پانچ روپے صرف ہو جائیں گے۔ کیونکہ ایک (ہُڈ) تم کو نیا بنوانا پڑے گا" یہ تبدیلی اُن کے گاؤن میں جلسے سے ایک دِن پہلے بھی کرا سکتے ہیں ٭ . . . .

۱؎ لالہ لچھمن داس چاہل کہں گاؤں کے رہنے والے ہیں۔ گوسائیں جی کے ساتھ بڑی محبت

سنہ ۱۸۹۴ء

(اِس سال گوسائیں جی کی عُمر ساڑھے بیس سال کے قریب تھی اور ایم اے میں پڑھتے تھے)

۸ر جنوری سنہ ۱۸۹۴ء اوم القاب مذکورۂ بالا

راولپنڈی میں ایک آرٹس کالج کھُلا ہے - وہاں ایک پروفیسر ریاضی کی ضرورت ہے میرے ایک دوست لالہ گرجا پرشاد بی - اے - کا وہاں سے خط آیا ہے - کہ وُہ میرے لیئے ازحد کوشش کرے گا - مہاراج جی! آپ سنے ہر طرح سے خوش رہنا +

۱۰ر جنوری سنہ ۱۸۹۴ء اوم

القاب مذکورۂ بالا

آپکے دو خط ملے - ایک ۷ر جنوری کا لکھا ہُوا - دوسرا ۸ر جنوری کا لکھا ہُوا - آپ خرچ کی کچھ پرواہ نکریں - کوئی خطرہ نہیں - پرمیشور دیا کرے گا - آپ مجھے جلد لکھیں کہ مَیں وہ چوغہ وغیرہ بنواؤں یا کسی سے اُدھار مانگنے کی کوشش کروں - مَیں نے ایک دو سے اب تک مانگا ہے اُنھوں نے اِنکار کیا ہے - اِس سال سے پہلے ایک شخص (درزی) یونیورسٹی سے ٹھیکہ لے لیا کرتا تھا - اور اُس سے بنے بنائے چوغے (گاؤن) مِل سکتے تھے - اِس دفعہ اُس نے ٹھیکہ نہیں لیا - آپ بنوانے میں مبلغ عنہ۲۰ روپے کے قریب صرف ہوتے ہیں - اگر جلسے کے بہت قریب وہ چوغہ (گاؤن) بنوایا جائے تو خرچ زیادہ پڑے گا - کیونکہ اُس قسم کا (گاؤن) چوغہ بنانے والے اُستاد لاہور میں ایک یا دو سے زیادہ نہیں - اور اُن دنوں اُن کو کام بہت زیادہ ہوگا - اور مزدوری بہت مانگیں گے + اِس دفعہ مجھ سے بھی خرچ بہت

نہ ہو۔ پہلے یہ عادت مجھے تھی۔ مگر اب آپ کی دیا سے دُور ہوگئی ہے۔ خرچ مجھ سے بیشک زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور میں کوشش کرتا ہوں کہ کم ہو۔ خرچ دُودھ وغیرہ میں ہوتا ہے۔ میں جب کانگرس کا جلسہ دیکھنے گیا تھا تو اِس غرض سے گیا تھا کہ وہاں جو بنگال۔ مدراس۔ بمبئی۔ وسطِ ہندوستان۔ دکن وغیرہ کے اوّل درجے کے لیکچر دینے والے (بولنے والے) آئے ہوئے ہیں۔ اُنکے بولنے کے طریقے وغیرہ دیکھوں۔ نوروجی کے آنے کے دِن میں نے اِس بات کا شکریہ کیا تھا کہ لوگوں کو جوش و خروش میں دیکھ کے مجھے جوش نہ آیا۔ سو اب بھی میں آپ کے چرنوں کا شکر کرتا ہوں کہ اِن سب بولنے والوں کو سُن کر مجھے جوش نہ آیا ؛

سلہ (مطلب) خواہ آپ ماریں اور خواہ جُرم معاف کریں میرا سر اور ہاتھ تو آپ کی دہلیز پر ہیں۔ غلام کا حکم کیا ہو سکتا ہے جو آپ فرمائیں وُہی بجا لاؤں ؛

سلہ مُراد کچھ نقدی بھیجنے سے ہے ؛

گیا ہے کہ جس کا کچھ انت نہیں۔ کانگرس والوں نے گویا اس کو برہما اور وشنو کا مرتبہ دیدیا ہے۔ کئی سنہری دروازے بنائے گئے ہیں۔ اُسکی گاڑی شہر میں ابھی تک پھر رہی ہے۔ لاکھوں آدمی ساتھ جا رہے ہیں۔ اُس کے اِرد گِرد دیپ مالا ہے اور بڑے زور کے جنکار سے بج رہے ہیں۔ عام آدمیوں کے دِلوں میں بے انتہا جوش آ رہا ہے۔ اسقدر جوش کہ جس کا کچھ ٹھکانا نہیں۔ مگر میرے دِل پر ان سب باتوں سے ذرا اثر نہیں ہُوا۔ یہ بڑے شکر کی بات ہے۔

گورو جی کی خفگی اور تیرتھ رام جی کی معذرت

اوم

۳۰ دسمبر ۱۸۹۳ء

القاب مذکورہ بالا

گر کشی ور جرم بخشی دست و سر بر آستانم
بندہ را فرماں چہ باشد ہر چہ فرمائی بر آنم
(گلستان سعدی)

مہاراج جی! آپکا خط مجھے مِلا۔ نہایت خوشی ہُوئی۔ مگر پڑھ کر دِل بڑے غم میں پڑ گیا۔ کیونکہ آپ غلام پر خفا ہیں۔ آپ اب معاف فرمائیے گا۔ کیونکہ میرے جیسے ناتجربہ کاروں سے غلطیاں اکثر ہو جاتی ہیں "آدمی گِر گِر کر سوار ہوتا ہے" اور کئی دفعہ بڑے سیانے بھی چُوک جاتے ہیں "تیراک (تارُو) ڈُوبتے آئے"۔ آپ اب یہاں کب تشریف لائیں گے؟ جب تک آپ کا خوشی کا خط یا خود آپ یہاں نہ آئینگے مجھے بڑا فکر رہے گا۔ مجھے معلوم ہے کہ اِن دنوں آپ کو تنگی ہو گی۔ اِس لئے اگر آپ حکم دیں تو مَیں یہاں سے کچھ عرض کروں[۱]۔ آپ غلام پر کسی طرح خفا نہ ہونا۔ اِس سال مَیں نے ایک بھی کتاب ایسی مول نہیں لی جو میرے امتحان کے متعلق

---

[۱] مُراد کچھ نقدی بھیجنے سے ہے

سے پہلے میں مشن کالج کے پروفیسروں سے ملنے گیا تھا۔ تب انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ اگلے سال ایک لڑکے کو ولایت کا وظیفہ دینا ہے۔ اگر تم جانا چاہو تو تمہارا سب سے بڑھ کر حق ہے۔ مگر مہاراج جی! میں تو آپ کے حکم کا تابع ہوں +

اوم

۱۴ اگست سنہ ۱۸۹۳ء　　القاب مذکورۂ بالا

آپ کا ایک خط پرسوں ملا تھا۔ نہایت خوشی کا سبب ہوا۔ یہاں کی ایک عجیب بات میں آپ کو عرض کرتا ہوں کہ یہاں کسی آدمی کے پاس بھی کوئی بھینس نہیں ہے صرف گئوؤں کا دودھ ہی برتا جاتا ہے۔ جی! آپ مجھ پر ہر طرح سے خوش رہا کریں۔ میں آپ کا غلام ہوں۔ یہاں من انتر مکھ بڑا رہتا ہے +

یوگ باسشٹ کا مطالعہ

اوم

۱۸ اگست سنہ ۱۸۹۳ء　　القاب مذکورۂ بالا

آپ کا نوازشنامہ آئے دیر ہوگئی ہے۔ اور مجھے بھی خط لکھنے میں دیر ہوگئی ہے۔ معاف فرمانا۔ میں یوگ باسشٹ اکثر پڑھا کرتا ہوں +

دادا بھائی نوروجی کی آمد

اوم

۲۵ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء　　القاب مذکورۂ بالا

آپ کا نوازشنامہ کوئی نہیں ملا۔ چاچا جی کا حال آپ نے نہیں لکھا۔
آج یہاں دادا بھائی نوروجی (جو ہندوستان کا آدمی پارلیمنٹ کا ممبر ہے) تین بجے کی گاڑی میں آیا ہے۔ اتنی شان و شوکت کے ساتھ اس کا استقبال کیا

ایک غریب لڑکے سے ہمدردی

۲۷ر جولائی ۱۸۹۳ء

اوم القاب مذکورۂ بالا

آپکا نوازشنامہ کوئی صادر نہیں ہوا۔ کیا سبب ہے؟ ہمیں آج کالج سے چھٹیاں ہوگئی ہیں۔ مشن کالج بھی میں آج گیا تھا۔ وہاں کے صاحب نہایت مہربانی سے پیش آئے۔ وہاں بھی آج تعطیلیں ہوگئی ہیں۔ آج میں کالیستھ بورڈنگ ہوس میں گیا تھا۔ وہاں ایک نہایت غریب آدمی کو دیکھکر (جس نے تعطیلوں میں لاہور ٹھہرنا ہے) میرے دل میں یہ خیال آیا کہ جب میں منٹگمری جاؤں اِس آدمی کو اپنے پیچھے اپنے مکان میں چھوڑ جاؤں۔ اور جب مہینہ بھر کے بعد منٹگمری سے واپس آؤں تب اُسکو کہوں کہ بورڈنگ میں چلا جائے۔ تاکہ اُس کو بورڈنگ کے مہینے کی آدھی فیس نہ دینی پڑے۔ اور میرا مکان خالی نہ پڑا رہے۔ آگے آپ جیسا حکم دینگے ویسا کیا جائیگا۔ اگر آپ کا جواب سنیچروار سے پہلے پہلے نہ آیا تو اُس وقت جیسا مجھے خیال آئیگا میں سمجھونگا کہ یہی آپ کا حکم ہے۔ اور اُس کے مطابق چلونگا۔ کیونکہ سنیچروار کو میں نے لالہ جیالعل کے ساتھ جانا ہے۔ وہاں سے میں جلدی آجانے کی کوشش کرونگا۔

انہد شبد کا اشتیاق

۱۴ر اگست شکروار ۱۸۹۳ء

اوم القاب مذکورۂ بالا

میرا دھیان ہر وقت آپکے چرنوں میں رہتا ہے۔ آپ دیا رکھا کریں .... یہاں انہد شبد[1] بڑا ہوتا ہے۔ اور جگہ سنو گنی ہے۔ جب تعطیلوں

[1] انہد شبد سے مراد اوم ہے۔

اُنہوں نے پُوچھا کہ میرا ارادہ اِمتحان کے بعد کیا کرنے کا ہے۔ مَیں نے جواب دیا
میرا ارادہ کچھ نہیں ہے۔ جو پرمیشور کی مرضی ہوگی میں اپنا ارادہ اُس کے مُطابق
کرُونگا۔ اور یُوں اگر میری کوئی خواہش ہے تو یہ ہے کہ وُہ کام کروں جس سے
مَیں اپنی زندگی کا دَم دم پرماتما کی خدمت میں ارپن کر سکوں۔ اور پرماتما کی
خدمت لوگوں کی خدمت کرنے میں ہوتی ہے۔ اور لوگوں کی خدمت مَیں سب سے
اچھی طرح ریاضی پڑھانے کے ذریعے کر سکتا ہُوں۔ وغیرہ۔

اُنہوں نے بھی بہت سی باتیں میرے مُطابق کیں اور یہ بھی کہا کہ ہم تمہارے
حق میں جسقدر ہو سکے گا کوشش کرینگے۔ (اب یہ صاحب پنجاب یونیورسٹی کے
قائمقام رجسٹرار بھی ہو گئے ہیں)۔

اِتنے میں اُنکی کوٹھی جو کالج کے عین نزدیک ہے آن پہنچی۔ پَر وہ مجھے اُس
جگہ لائے۔ جہاں لڑکے ورزش کیا کرتے ہیں۔ اور اُنہوں نے مجھے ورزش کرتے
ہُوئے لڑکے دِکھائے۔ بعد میں اُنہوں نے پُوچھا کہ تم کون سی ورزش کیا کرتے ہو
مَیں نے چارپائی والی ورزش بیان کی۔ اُنہوں نے ایک چارپائی منگائی۔ مَیں نے
ایک سو ساٹھ دفعہ اُسے اُٹھایا اور رکھا۔ پھر اُنہوں نے اور لڑکوں سے کہا کہ چارپائی
سے ورزش کریں اُن میں سے کوئی بھی بیس۲۰ سے زیادہ دفعہ نہ کر سکا۔ اِسی طرح اَور
لڑکوں کی دوسری قِسم کی ورزشیں کچھ عرصہ تک دیکھنے کے بعد وہ سب کو سلام
کرکے اپنی کوٹھی کی طرف چلدیئے۔ اور مَیں نے ذرا آگے بڑھ کر کہا کہ جی! مَیں آپکی
مہربانی کا نہایت مشکُور ہُوں۔ پھر وہ مجھے سلام کرکے اپنی کوٹھی میں داخل ہو گئے
اور مَیں اپنے ڈیرے کی طرف چلا آیا۔

اَب مہاراج جی! یہ سب آپکی مہربانی کا نتیجہ ہے جب میں آؤنگا پنڈت
جیالعل سے مہینے کی تنخواہ لے آؤنگا۔ ....

اوم

۱۱ر جولائی ۱۸۹۳ء

القاب مذکورۂ بالا

بھائی سُندر سنگھ جو مجھ سے پڑھا کرتا تھا اور جس نے اِس دفعہ مڈل کا امتحان دیا تھا چیف کالج سے۔ اور جو فیل ہو گیا تھا۔ اُسکے پرچے دوبارہ دیکھے جانے سے وہ پاس ہو گیا۔ خوشی کی بات ہے۔

سے ۔ بھائی سندر سنگھ دائے مجیٹھا ہیں۔ اُن دنوں گوسائیں تیرتھ رام جی سے یہ گھر پر پڑھا کرتے تھے۔

مسٹر بل صاحب پرنسپل گورنمنٹ کالج سے اتفاقیہ ملاقات

اوم

۱۷ر جولائی ۱۸۹۳ء

القاب مذکورۂ بالا

آج میں دریا کی سیر کو گیا تھا۔ کشتیوں کے پُل پر پھر رہا تھا کہ مسٹر بل (گورنمنٹ کالج کے پرنسپل (بڑے صاحب) وہاں آ نکلے۔ بڑی اچھی طرح سے ملے۔ کئی قسم کی باتیں ہوئیں۔ میری عینک کی بابت۔ اور اس بات کی بابت کہ میں چھتری کیوں نہیں لگاتا کیونکہ اُس وقت ابر آیا ہوا تھا اور چھوٹی چھوٹی بوندیں پڑ رہی تھیں۔ وغیرہ وغیرہ

پھر مجھے اپنی گاڑی میں بٹھا لیا اور شہر کیطرف لائے۔ رستے میں میری پڑھائی کی بابت ذکر ہوا۔ اور مجھے کوئی سو شعر انگریزی زبان کے یاد تھے میں نے وُہ سُنائے اور ریاضی کی بابت بتایا کہ میں ایک مضمون کی چار یا پانچ کتابیں کم سے کم ضرور پڑھا کرتا ہوں۔ اور جو انگریزی زبان دانی کی کتابیں آجکل میں مطالعہ رکھتا ہوں وُہ میں نے بتائیں۔ بڑے خوش ہوئے۔ پھر اُنھوں نے میرے والدین کی بابت پُوچھا کہ آیا وُہ ذی اقتدار ہیں یا نہیں۔ میں نے جواب دیا نہیں۔ پھر

یا سبزی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی پون ہردیہ کو بڑی پریہ (پیاری) لگتی ہے۔ آکاش میں
بادل کبھی سورج کو چھپا لیتے ہیں۔ کبھی پرگٹ کر دیتے ہیں۔ نالے نالیوں سے
پانی بڑے زور سے بہ رہا ہے۔ گول باغ کے درخت پھلوں سے بھرپور ہیں۔
ٹہنیاں جھک کر زمین سے آلگی ہیں۔ یہی پرتیت (ظاہر) ہوتا ہے کہ انار۔ آڑو۔ آم
وغیرہ ابھی گرے کے گرے۔ کبوتر۔ کوّے اور چیلیں بڑی پرسنتا (خوشی)
سے ہوا کی سیر کر رہے ہیں۔ درختوں پر پنچھی (پرندے) بڑے آنند سے گائن کر رہے
ہیں۔ طرح طرح کے پھول کھلے ہوئے یہی معلوم دیتے ہیں کہ گویا میری راہ دیکھنے
کے لئے آنکھیں کھولے منتظر کھڑے تھے۔ زمین پر ہریاول کیا ہے۔ سبز مخمل
کا فرش بچھا ہے۔ سرو اور سپیدا (لمبے لمبے درخت) ابھی اشنان کرکے
سورج کی طرف دھیان کرکے اِک ٹِک کھڑے ہیں۔ گویا سندھیا اُپاسنا میں
مگن ہیں۔ آکاش کی نیلتا اور سفیدی نے عجب بہار بنائی ہے۔ مینڈک برسات
کی خوشیاں منا رہے ہیں۔ ہر ایک طرف سے خوشی کے جنکارے بج رہے ہیں
گویا زمین اور آسمان کا بیاہ ہونے والا ہے جسکی اولاد کتک (یعنے کاتک) اور
مگھر (منگسر) کے سنوگنی مہینے ہوگی۔ اس وقت مجھے آپ یاد آتے ہیں۔ چونکہ میں
آپکو یہ سب چیزیں دکھا نہیں سکتا۔ لکھ دیتا ہوں۔

اب میں ڈیرے آ پہنچا ہوں۔ آپکا خط ملا ہے۔ بڑی خوشی ہوئی ہے۔ اب میں
اپنی پڑھائی کا کام کرنے لگا ہوں۔ کیونکہ پرسوں بدھوار ہمارا امتحان ہے۔ یہ خط
چلتے چلتے پنسل کے ساتھ رستے میں لکھا گیا تھا۔ اور ڈیرے آن کر اس کارڈ پر
اسکی نقل کرتا ہوں ٭

تھا- آپنے ناحق کیوں تکلیف اُٹھائی؟ کیا آپ کی ضرورتیں میری ضرورتیں نہیں ہیں؟

اگر آپ حکم دیں تو آپ کو مَیں لالہ سوہن لعل سے یا ماسٹر جی سے یا کسی اور جگہ سے جتنے روپے درکار ہوں لیکر بھیجدوں- آپنے تکلیف کیوں اُٹھائی؟- مگر قصور میرا ہے کہ مَیں اِس سے پہلے اِس بارے میں آپ کو لکھنا بھُول گیا + اب آپ آئیں گے کب؟ منی آڈر کے بعد آپ کا ایک خط اور آیا- یہ خط بالکل بند[۱] لایا تھا- اور آئیندہ اُمید ہے کہ میرا خط غبن نہ کر لیا کریگا- یہیں چھٹیاں تو ہیں مگر کام بھی بہت ہے- اِس لئے اگر آپ ہی آجائیں تو اچھا ہوگا- ورنہ جس طرح مجھے حکم ہو مَیں حاضر ہوں +

[۱] اُس چٹھی رساں سے مراد ہے جس کے خط غبن کرنے کا ذکر ایک پہلے خط میں آچکا ہے +

جھنڈو مل کی نہایت درجے کی کشش

۲۶ر جون سنہ ۱۸۹۳ء

اوم

القاب مذکورۂ بالا

کل جس وقت آپ کو ریل پر چھوڑ کر آیا تو اُس وقت جھنڈو مل ملا- اور اُس نے آپکو پوچھا- اُس کا یہ منشاء تھا کہ اُسنے جو اپنا مکان خریدا ہُوا ہے وہ آپکے پسند کرائے اور اُس میں مجھکو رکھے- یہ مکان صرف پرسوں خالی ہُوا تھا- جھنڈو مل نہایت درجے کی کشش کرتا ہے کہ مَیں اُسکے مکان میں بغیر کرایہ دینے کے رہُوں- آگے جس طرح آپ حکم دیں اُس طرح کرُوں گا- یہ مکان جھنڈو مل کی گلی میں ہے مگر پُرانا ہے اور چنداں ہوادار بھی نہیں- دو چھتا ہے- آپ نے جواب جلدی ہی ارسال فرمانا +

ہے۔ پرسوں اور آترسوں ہمارا ریاضی کا امتحان ہے۔ انگریزی کا امتحان ہوچکا ہے۔ مہاراج جی! اگر میرا ساٹھ روپے وظیفہ لگ جائے تو پہلے تین مہینے کا وظیفہ سارا ہی آپ نے رکھنا۔ اور جو انعام ملے وہ بھی آپ ہی کی دولت۔ اور یوں تو آپ جانتے ہی ہیں کہ میں خود سارا ہی آپ کا ہوں۔ اگر میں ریاضی کے چاروں پرچے ہی سارے سارے کر آؤں۔ تب مجھے تسلی ہوگی۔ اگر آپ کی دیا ہو تو یہ بات ذرا مشکل نہیں +

ایک ہم جماعت کا خط دربارۂ نتیجہ امتحان بی اے

۱۷ اپریل ۱۸۹۳ء

بابو تیرتھ رام صاحب دام عنایتہٗ

مبارکباد دیتا ہوں۔ آپ پنجاب میں اوّل رہے ہیں۔ اور آپکے نمبر ۳۱۱ ہیں اور فرسٹ ڈویزن میں رہے ہو۔ اور آپ کو ویسے ہی دو وظیفے بھی ملیں گے۔

دوئم لچھمن داس۔ سوئیم غلام سرور۔ اور چہارم ٹوپن رام رہے ہیں + کل لڑکے ہمارے کالج سے ۲۱ اکیس کے قریب ہوئے ہیں۔ اور کل لڑکے (تمام پنجاب میں) قریب پچاس کے (پاس) ہوئے ہیں۔ بندہ ضرور آپ کو تار دیتا بندہ کا اپنا دل بہت بیکل ہے۔ اس واسطے معذور فرمائیں +

(نوٹ)۔ راقم کا نام خط میں درج نہیں ہے +

گورو جی کی ضرورت اور تکلیف کا خیال

۲۶ مئی ۱۸۹۳ء اوم القاب مذکورۂ بالا

آپکا پانچ روپیہ کا منی آڈر پہنچا۔ مگر جس حالت میں مجھ کو یہاں سے روپیہ مل سکتا

آپ نے مجھ پر دیا رکھنی + اب سے لیکر اپنے گانوں کو میں بجائے مرالیوالہ کے مُراری والہ کہا کرونگا - مُراری کے معنے پرمیشور کے ہیں +

اوم

۱۸ار فروری سنہ ۱۸۹۳ء　　القاب مذکورۂ بالا

جھنڈُومل نے مجھے دو کُرتے اور ایک پاجامہ بنوا دیا ہے - اور لالہ جوالاپرشاد کے کپڑے میں سب برت سکتا (یعنی استعمال کرسکتا) ہوں - اور سب طرح سے خیریت ہے - آپ مجھ پر دیا رکھیں +

بی - اے کے آزمایشی امتحان کا نتیجہ

اوم

۱۱ار مارچ سنہ ۱۸۹۳ء　　القاب مذکورۂ بالا

آج ہمارے رول نمبر آگئے ہیں - میرا نمبر ۸ ہے - ہمارے آزمایشی امتحان کا رزلٹ بھی نکلا ہے - مجھے پرمیشور نے سب سے نہایت بڑھ کر رکھا ہے - جسقدر نمبر کہ اوّل درجے میں رہنے کو درکار ہیں اُس سے میرے ساٹھ (۶۰) زیادہ ہیں - انگریزی میں بھی بڑا اچھا رہا ہوں اور ایک ریاضی میں ۱۵۰ میں سے ۱۴۸ ملے ہیں - مگر میں جانتا ہوں کہ یہ سب آپ ہی کی کرپا درشٹ کا نتیجہ ہے + آپنے مجھ پر دیا درشٹ رکھنی -

بی - اے - کا دوبارہ سالانہ امتحان گورو جی کی شکر گزاری

اوم

۲۱ر مارچ سنہ ۱۸۹۳ء　　القاب مذکورۂ بالا

میرا ہر دم آپکے چرنوں میں خیال رہا ہے - آپ ابھی تک نہیں آئے - بڑا فکر لگا ہوتا

پتر بعد رام جی کو جھنڈو مل کا خیال

اوم

۷ر فروری سنہ ۱۸۹۳ء

القاب مذکورۂ بالا

آج ہمارے پروفیسر[1] صاحب نے مجھے وہ کتاب دے دی ہے۔ جو میں نے اُنہیں کہی تھی۔ نیز اُنہوں نے مجھے ایک شخص (لالہ چنڈو لال صاحب) سے پڑھنے کے لئے وہ کتاب[2] دے دی ہے جو ہندوستان کے آفتاب علم ریاضی نے لکھی ہے اِس کتاب کا دیباچہ انگلینڈ کے ایک ریاضی داں نے لکھا ہے۔ اُس دیباچے میں ہمارے دیش کے پُرانے علم و ہنر کی اسقدر صفت کی ہے کہ جس کا کوئی حد و حساب نہیں۔ آپ مجھے لکھتے رہا کریں ٭

اگر آپ کو تکلیف نہ ہو تو جھنڈو مل[3] کے لئے ایک تھال بنوا چھوڑنا ٭

---

[1] مسٹر گلبرٹسن صاحب پروفیسر ریاضی سے مُراد ہے ٭

[2] یہ کتاب (maxima minima) تھی جو مشہور و معروف پروفیسر رامچندر آفتاب علم ریاضی نے لکھی ہے

[3] جھنڈو مل وُہی حلوائی ہیں جن کا ذکر پہلے آ چکا ہے ٭

جھنڈو مل کی از حد محبت

اوم

۱۲ر فروری سنہ ۱۸۹۳ء

القاب مذکورۂ بالا

ہم کل شام کے بورڈنگ میں آ گئے ہُوئے ہیں۔ صبح کو روٹی بورڈنگ میں کھایا کرُونگا۔ اور شام کو جھنڈو مل کے گھر۔ میرا صبح کو روٹی بورڈنگ میں کھانا بھی جھنڈو مل نے بڑی مُشکل سے منظور کیا ہے ٭

پروفیسر ریاضی کی مدد اور تیرتھ رام جی کی زرسے ادانا کا تازہ ثبوت

اوم

۲۳ر جنوری ۱۸۹۳ء

القاب مذکورۂ بالا

آج آپ کا نوازشنامہ کالج جاتے جاتے ملا۔ نہایت خوشی ہوئی۔ جب مَیں کالج پہنچا تو چپراسی مجھے بلا کر پروفیسر گلبرٹسن صاحب (ریاضی کے پروفیسر) کے پاس لیگیا۔ اُنہوں نے مجھے ایک بندشدہ کاغذ کی پُڑی دی اور کہا "جاؤ" اُس وقت گھنٹا بج گیا۔ اور مَیں اُس پُڑی کو جیب میں ڈال کر پڑھنے میں مشغول ہوگیا۔ مگر آج میرے پاس ایک پیسہ بھی خرچ کو نہیں تھا۔ تین گھنٹے کے بعد مَیں نے الگ جاکر اُس پُڑی کو کھولا۔ اُس میں مبلغ تیس (مںا) روپے تھے۔ مَیں اُسی وقت پروفیسر صاحب کے پاس گیا اور کہا مجھے اتنے روپے درکار نہیں ہیں۔ آپ بیس روپے واپس لے لیں۔ مگر اُنہوں نے نہ مانا ؂

اب آپ فوراً یہ خط دیکھتے ہی اگر یہاں آکر ان میں سے بیس (عںٓہ) روپے لیجائیں تو نہایت مہربانی ہو۔ اگر آپ واجب سمجھیں تو ان بیس میں سے تھوڑے سے میری بے بے (والدہ صاحبہ) کو بھیجدیں۔

ڈاک میں اِس لئے نہیں بھیجتا کہ اگر آپ خود آئیں گے تو مِل بھی تو جاؤگے اپنے پاس دس روپے اِس لئے رکھتا ہوں کہ آیندہ دو مہینے کی فیس بھی دینی ہے۔ اپنے اور خرچ کے لئے لالہ جوالا پرشاد سے لیلیا کرونگا ؂

(نوٹ) معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اِس موقعہ پر گلبرٹسن صاحب نے محض داخلۂ امتحان بی۔ اے کے لئے مبلغ تیس روپے دیئے ہیں مگر تیرتھ رام جی چونکہ اَوروں سے نقدی اُدھار لے کر داخلہ ادا کرچکے تھے اِس لئے وہ اب زائد رقم سمجھ کر واپس کرنے کو تیار ہوتے ہیں ؂

سنہ ۱۸۹۳ء

(اِس سال تیرتھ رام جی کی عُمر ساڑھے اُنیس ۱۹ برس کے قریب تھی)

اوم

۳ر جنوری سنہ ۱۸۹۳ء

القاب مذکورۂ بالا

آپکا نوازشنامہ مِلا - نہایت درجے کی خوشی ہُوئی - سردار سُندر سنگھہ کا امتحان تھوڑے دنوں تک ختم ہوجائیگا - جس ہم جماعت کو مَیں ریاضی پڑھایا کرتا ہُوں وُہ میرے پڑھانے سے نہایت خوش ہے - اور کم سے کم اتنا ضرور دے دیا کریگا کہ جس سے میری تمام ضرُورتیں (دُودھ - کرایہ وغیرہ) رفع ہوجائیں - اور چاہے کتنی کتابیں اپنی پڑھائی کے متعلّق خرید کروں +

نیز سردار سُندر سنگھہ مُجھے کہتا ہے کہ مَیں اُن کے مکان میں چل رہُوں خیر جب آپ یہاں تشریف لائیں گے تو جیسا آپ کہیں گے کیا جائیگا - مَیں نے آپ کا ذکر اس اپنے ہم جماعت سے کیا تھا - وہ آپکے دیکھنے کا مشتاق ہے +

اُستادوں کی عزّت کا خیال

اوم

۲۰ر جنوری سنہ ۱۸۹۳ء

القاب مذکورۂ بالا

کل مُجھے ہمارے واسطے لئے جاتے ہیں - مَیں نے مبلغات (تیس ۳۰) لالہ جیودھیا داس سے اب لئے ہیں - اگر آپ میری بابت کہیں ذکر کریں تو یہ خیال رکھنا کہ میرے اُستادوں کی طرف کوئی خراب اشارہ نہ ہوجائے - بلکہ اُنکی نہایت بڑی منّت ہو - مَیں اُن جیسا دُنیا میں کسی کو لائق نہیں سمجھتا +

[illegible]

بی-اے پاس کیا تھا- دُوسرا لالہ شوُرام[1]- جس کے آپ بھی واقف تھے- اور جو میرا نہایت مہربان تھا- اُنکے خاندان میں اب کوئی مرد نہیں رہا- سب رانڈ ہوگئی ہیں- پرمیشور اپنی دیا کرے- آپ نے خط جلد جلد لکھنا ؁

[1] یہ لالہ شورام وُہی ہیں جو سُپرنٹنڈنٹ مشن کالج بورڈنگ ہوس تھے اور جنکا ذکر پہلے آچکا ہے-

اوم

۲۳ر اکتوبر سنہ ۱۸۹۲ء

القاب مذکورۂ بالا

مَیں نے خط تو پہلے لکھنا تھا- مگر دیر اس لئے ہوگئی ہے کہ مَیں نے کہا کوئی ٹھیک نتیجہ نکل سے تو خط لکھوں- اب بات یہ ہے کہ بالفعل کوئی پڑھانے کا اتفاق بنتا نظر نہیں آتا- آپ مجھ پر سدا خوش رہنا- مَیں ہر حالت میں خوش ہُوں- آگے جو وقوع میں آئیگا عرض کر دُونگا-

ہمارے کالج کے پنڈت صاحب پرلے درجے کے ویدانتی ہیں- اُنکو مَیں نے اپنا نتیجہ بتایا تھا- اِس سے مجھ پر نہایت خوش ہیں ؁

تیرتھ رام جی کا ایک ہم جماعت کو پڑھانا

۱۳ر دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء

اوم

القاب مذکورۂ بالا

میرا بڑا ہی جی آپکا درشن کرنیکو چاہتا ہے- چنانچہ مَیں نے کل ارادہ کیا تھا کہ ایک رات کیلئے گوجرانوالے ہو ہی آؤں نیز اب ہماری جماعت کے ایک لڑکے[1] نے مجھ سے ریاضی پڑھنی شروع کی ہے مگر تنخواہ کی بابت نہ مَیں نے ہی کوئی بات کہی ہے نہ اُسنے ہی- پر وُہ آدمی بڑا اچھا ہے- اِحسان جاننے والا ہے- آپنے جلدی مجھے اپنا حال لکھنا- آپنے مجھ پر دیا رکھنی ؁

[1] سُنا جاتا ہے کہ یہ لڑکا جو تیرتھ رام جی کا ہم جماعت اور اُن دنوں اُن سے پڑھا کرتا تھا لالہ دوالا پرشاد اگروال ویش تھا- آجکل یہ لالہ صاحب فیروزپور میں پلیڈر ہیں ؁

بھی اُسی کے گھر کھاتا ہوں۔ بیٹھنے کے لئے اجودھیا داس کے مکان میں آجاتا ہوں ✤

اوم

۱۷ اکتوبر ۱۸۹۲ء　　القاب مذکورۂ بالا

آپکا نوازشنامہ کوئی نہیں ملا۔ اب جھنڈو مل کی گھر والی کہیں گئی ہوئی ہے۔ اِس لئے میں روٹی تنور سے کھایا کرتا ہوں۔ ابھی تک کوئی لڑکا پڑھنے والا نہیں ملا۔ جب کالج کھلیگا کسی پروفیسر کو کہونگا۔ شاید وہ کوئی اتفاق بنادے۔ آپ سب حال لکھیں ✤

لوگوں کی ڈیوٹی لینے سے تیرتھ رام جی کو پروفیسروں کا روکنا

اوم

۱۸ اکتوبر ۱۸۹۲ء　　القاب مذکورۂ بالا

میں نے پروفیسروں کو کہا تھا۔ سب کے سب کہنے لگے اب امتحان نزدیک آیا ہے۔ اب اپنا وقت ضائع نہ کر۔ اور جس طرح ہوسکے ایسا کام نہ کر تیرا وقت دس پندرہ روپے سے زیادہ عزیز ہے۔ وغیرہ۔

خیر مہاراج جی! میں ہر حالت میں خوش ہوں۔ اور آپنے مجھ پر ہر طرح راضی رہنا۔ جیسا ہوگا نباہ لونگا ✤

اب میں نہایت افسوسناک باتیں لکھنے لگا ہوں کہ دو چھٹیوں میں میرے دو دوست مر گئے ہیں۔ ایک تو خلیل الرحمان۔ اُسنے ابکی دفعہ

تیرتھ رام جی کا پرائیوٹ ٹیوشن شروع کرنا

اوم

۹ر اکتوبر ۱۸۹۲ء القاب مذکورۂ بالا

آپکا نوازشنامہ ملا۔ بڑی خوشی ہوئی۔ آج ہمارا کالج کھلا۔ مگر کسی پروفیسر کے آگے وہ ذکر کرنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ البتہ بہادر چند[1] ملا تھا۔ کہتا تھا کہ ہیرا منڈی راجہ دھیان سنگھ کی حویلی کے قریب ایک بابو لدّھا رام ایگزیکٹو انجنیر ہیں۔ اُن کے لڑکے کو اگر دو گھنٹے پڑھاؤ تو مبلغ پندرہ روپے ماہوار ملا کرینگے۔ مگر وہ کہتا تھا کہ کل ایتوار ہیں تم کو اُنکے پاس لیجاؤنگا۔ میں نے منظور کرلیا تھا۔ اب آگے دیکھئے۔ چونکہ آپ کا میری طرف خیال ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ ضرور کوئی نہ کوئی اچھا اتفاق بن جائیگا۔ ....

[1] آجکل یہ صاحب پلیڈر ہیں اور جب تیرتھ رام جی بی۔ اے میں تھے۔ یہ ایم اے میں پڑھتے تھے

جھنڈو مل جی کی قیمتی مدد

اوم

۹ر اکتوبر ۱۸۹۲ء القاب مذکورۂ بالا

میں کل یہاں پہنچ گیا تھا۔ جس مکان میں میں پہلے رہتا تھا وہ بارشوں کے سبب سے گر پڑا تھا۔ مگر میرا اسباب جھنڈو مل نے بچا لیا تھا۔ ابھی تک کوئی اور مکان نہیں ملا۔ کل رات کو جھنڈو مل کے گھر سو رہا تھا۔ اور روٹی

نہ مانا۔ پھر میں نے کہا کہ اچھا میں گلبرٹ سن صاحب جو ہمیں ریاضی پڑھاتے ہیں اور میری آدھی فیس ادا کرتے ہیں اُن کو ناحق تکلیف نہیں دینی چاہتا۔ اُن کی بجائے آدھی فیس امتحان تک مجھ سے لے لو۔ وہ کہنے لگے کہ اس بات کا فیصلہ گلبرٹ سن صاحب سے کرنا ہوگا۔ سو میں نے روپے لاکر لالہ جودھیا پرشاد کو دیدیئے ہیں۔ چاچاجی کے روپے ابھی مجھ کو نہیں ملے۔ آپ اب ضرور ہی یہاں آجاویں ÷ . . . .

تیرتھ رام جی کا زنانی جوتی پہنکر کالج میں جانا

اوم

۵ جولائی سنہ ۱۸۹۲ء القاب مذکورہ بابا

کل رات کو جب میں دودھ پینے گیا۔ تو میری جوتی کا ایک پیر شاید کسی کی ٹھوکر سے بدررو میں جاپڑا۔ جب دودھ پی کر جوتی پہننے لگا تو ایک پیر تو پہن لیا۔ دوسرا اِدھر اُدھر دیکھا۔ کہیں نہ ملا۔ حلوائی[1] دیا لے کر ساری بدررو تلاش کر آیا۔ نہ ملا۔ دو لڑکوں کو پیسا دینا کر کے کہا کہ ڈھونڈو۔ اُنکو بھی نہ ملا۔ پانی بڑے زور سے چل رہا تھا۔ شاید کہیں کا کہیں چلا گیا ہوگا۔ میرے مکان میں ایک پُرانی زنانی جوتی پڑی ہوئی تھی۔ صبح کو ایک اپنی جوتی کا پیر اور ایک وہ زنانی جوتی کا پیر پہن کر کالج میں گیا ÷ یہ میری جوتی اب نہایت پُرانی ہوگئی ہوئی تھی۔ سو آج میں نے سوا نو آنے سے ایک نئی جوتی خرید کر پہنی ہے۔ میرا آپ کی طرف بڑا خیال رہتا ہے۔ آپ میرے پر سدا خوش رہنا ÷

[1] یہ حلوائی رلیا رام ہے جو اُن دنوں لاہور میں لوہاری دروازے کے اندر چکلہ بازار میں دُکان کرتا تھا ÷

بڑا ہی ہے۔ میرے اِس مکان سے بہت نزدیک ہے۔ گلی میں ہے مگر وہاں آس پاس کوئی بڑا شور و غوغا نہیں نظر آتا ✤

یہ بارسٹر صاحب کا بھائی (لالہ دُنی چند) اُن کے کاروبار کا مختار ہے ایف۔اے میں میرا ہم جماعت تھا۔ بی۔اے کی تعلیم گورنمنٹ کالج میں پاتا رہا۔ اِس سال پاس نہیں ہُوا تھا۔ اور پھر اب تک کسی کالج میں داخل نہیں ہُوا ✤

جھنڈو مل کو مَیں نے نہیں کہا تھا کہ میرے لئے لالہ دُنی چند[1] کو کہے۔ مگر اُسنے خود ایسا کہا تھا تا کہ مُجھ کو ان دو مہینوں کا کرایہ نہ دینا پڑے ✤

جب آپ لکھیں گے تب مَیں اُس مکان میں جانے کی کوئی صلاح بناؤنگا ابھی کوئی صلاح نہیں ✤

[1] یہ لالہ دُنی چند وہی ہیں جو آجکل سر سٹر ہیں ✤

باوجود تنگدستی کے تیرتھ رام جی کی سیرچشمی (داتا)

اوم

۱۱ر جُون سنہ ۱۸۹۲ء

القاب مذکورہ بالا

آج ایک شخص نے ہمارے پرنسپل صاحب کو میرے لئے ترو نجامت ۵۳ روپے دیئے ہیں۔ صاحب نے مجکو بُلایا تھا اور کہنے لگے کہ یہ لے لو۔ مَیں نے کہا کہ کس نے دیئے ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ ہم نام نہیں بتائیں گے (مَیں خیال کرتا ہُوں شاید وُہ اپنی گرہ سے ہی دے رہے ہوں) پھر مَیں نے کہا کہ آدھے اِن میں سے آپ کالج کے کاموں میں صرف کریں اور آدھے مجُھے دیدیں۔ یہ بھی

مجھے اِن تین دنوں میں نہیں ملا۔ گو مَیں نے سُنا ہے کہ یہاں آیا ہُوا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ کل تین چار روپے کی کتابوں کے نام ایک کاغذ پر لکھکر بطور اشتہار کے کالج کی ایک دیوار پر لگا دُوں تاکہ وُہ کتابیں بِک جائیں۔ ہمارا ریاضی کا پروفیسر بیمار پڑا ہُوا تھا۔ دس بارہ دن کے بعد آج کالج میں آیا تھا ہماری جماعت کا ایک ہوشیار لڑکا تھوڑے دِنوں کے تپ کے بعد کل شام کو مر گیا۔ اور سب طرح خیریت ہے ٭

سلہ سردار نراین سنگھ جی رام نگر کے باشندے ہیں یہ اُن دِنوں تیرتھ رام جی سے ایک جماعت پیچھے تھے اور مشن کالج میں پڑھتے تھے۔ اِسی کالج سے اُنہوں نے بی۔ اے۔ پاس کیا۔ اور گورمنٹ کالج سے ایم۔ اے۔ پاس کیا تھا۔ کچھ عرصے وکالت کا پیشہ اختیار کیا۔ بعد ازاں اُسکو ناپسند کرکے خالصہ ہائی سکول امرتسر کی ہیڈ ماسٹری منظور کی ہے۔ آجکل اسی عہدے پر ممتاز ہیں ٭

اوم

۹ رجون ۱۸۹۲ء — القاب مذکورۂ بالا

جہاں مَیں روٹی کھایا کرتا ہُوں اُس گھر کے ساتھ ایک اَور گھر لالہ گنپت رائے بارسٹر کا واقع ہے۔ یہ گھر لالہ صاحب کا بالکل خالی پڑا ہُوا ہے۔ اُنکا ارادہ ہے کہ اِس گھر کو نئے سر سے تعمیر کرائیں۔ جھنڈو حلوائی نے (جس کے گھر مَیں روٹی کھایا کرتا ہُوں) بارسٹر صاحب کے بھائی کو میرے لئے کہا تھا کہ وُہ اپنا وُہ مکان مجھے (یعنی تیرتھ رام کو) اِن گرمی کے دنوں کے واسطے مُفت رہنے دیں۔ اور اُنہوں نے منظور کر لیا تھا۔ مگر مَیں نے ابھی تک وُہ مکان اندر سے نہیں دیکھا۔ باہر سے کوئی بڑا خوبصورت معلوم نہیں دیتا۔ اور نہ بہت

اَب اگر مَیں اس دفعہ پاس ہوجاتا۔ تو مجھکو یہ وظیفہ ضرور مِل جانا تھا۔ اوّل میری عُمر کی رُو سے۔ دوئم میرے ریاضی کے نمبروں کی رُو سے۔ تیسرے چال چلن کی رُو سے۔ مگر اب کیا ہوسکتا ہے۔ آپ دَیا رکھا کریں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

دو چِٹھّی رساں

اوم

۲۶ رمئی سنہ ۱۸۹۲ء — القاب مذکورۂ بالا

بات یہ ہے کہ یہاں ۲ دو چِٹھّی رساں اِس بازار میں آیا کرتے ہیں۔ ایک تو مُسلمان بُوٹا نام ہے۔ یہ شخص جو خط میرا اسے ملے مجھے فوراً دے جایا کرتا ہے دُوسرے کا نام بالکشن ہے۔ یہ شخص آلی ہے۔ جو خط اِسے ملے عین کر چھوڑتا ہے۔ مَیں نے آجتک اِس کا درشن بھی نہیں کیا۔ اَوروں کے خط بھی وُہ بہت کم دیتا ہے۔ میری مرضی ہے اُسے رِلکر سمجھاؤں ؛

آپ نے تین یا چار عجیب شخص اِس سے پہلے دیکھے ہیں۔ اب لاہور میں آن کر ایک اَور عجیب سادھو کو دیکھ جاؤ۔ یہ سادھو دریا کے کنارے اُترے ہُوئے ہیں ؛

تنگدستی کی وجہ سے کُتبِ درسی کی فروخت

اوم

۸ رجون سنہ ۱۸۹۲ء — القاب مذکورۂ بالا

سردار نراین سنگھ نہ مجھے کل مِلا تھا اور نہ آج۔ نہ کالج میں نہ مکان پر۔ پنڈت دوارکا داس جِس نے کتابیں خریدنے کی بابت مجھ سے کہا تھا۔

بی اے میں ایک نالائق طالب علم کا انگریزی کے مضمون میں اوّل رہنا

اوم

۱۴ مئی سنہ ۱۸۹۲ء القاب مذکورۂ بالا

میں آپ کو ایک عجیب بات لکھتا ہوں کہ پہلے اتنا تو آپ کو کسی قدر معلوم ہی ہے کہ اس دفعہ بی۔ اے کے امتحان میں بہت سے ہوشیار لڑکے انگریزی میں رہ گئے ہیں۔ اب جونسا لڑکا انگریزی کے مضمون میں اول رہا ہے وہ اسقدر نالائق تھا کہ انگریزی کا پروفیسر اُسے امتحان میں ہرگز بھیجنا نہیں چاہتا تھا۔ سب لوگ حیران ہیں کہ یہ اوّل کیونکر رہ گیا *

اوم

۱۹ مئی سنہ ۱۸۹۲ء القاب مذکورۂ بالا

میں نے ایک طرح اپنا سارا حال لکھکر صاحب کو دکھا دیا تھا۔ وہ پرچوں کے دوبارہ دیکھا جانے کی رائے نہیں دیتے۔ مگر صاحب نے یونیورسٹی میں میری بابت بہت کچھ کہا تھا کہ اس کو رعایت مل جانی چاہیئے۔ پر اُسکی کوئی بات مانی نہیں گئی۔ آج یونیورسٹی نے یہ اشتہار دیا ہے کہ جنھوں نے بی۔ اے یا ایم اے پاس کیا ہو اور عمر اُن کی اکیس ۲۱ سال سے زیادہ نہ ہو اور ریاضی یا سائنس کے مضمون میں ولایت کا ایم۔ اے پاس کرنا چاہتے ہوں۔ وہ عرضیاں دیں۔ جس کا حق سب سے زیادہ ہوگا۔ اُسکو کافی وظیفہ دیکر ولایت بھیجا جائیگا۔ اور جب وہ ولایت سے پاس کر کے آئے اُسکو بڑا اعلیٰ درجہ ملیگا

آج مَیں کالج میں داخل ہو گیا ہُوں ....

ہمارے کالج کا جو حلوائی ہے اُس نے مجھکو پہلے بھی کئی دفعہ بڑی پریت سے کہا تھا کہ مَیں روٹی اُس کے گھر سے کھا لیا کرُوں اور آج پھر اُس نے ہاتھ جوڑکر کہا تھا۔ مَیں نے آج اُسکو کہہ دیا ہے کہ "اچھا کھا لیا کرُوں گا" دو تین دن کھا کے دیکھُوں گا اگر مُناسب سمجھا تو پھر بھی کھاتا رہُونگا۔ نہیں تو چھوڑ دُونگا

لہ اس خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ تیرتھ رام جی اس سال بی۔اے میں اتفاقیہ فیل ہو گئے جس سے دوبارہ اِسی کلاس میں داخل ہُوئے ہیں۔ سُنا جاتا ہے کہ اگرچہ ٹوٹل نمبر (میزانِ کل) کے لحاظ سے تیرتھ رام جی یونیورسٹی میں اوّل تھے۔ مگر اتفاق سے انگریزی میں مقرّرہ نمبروں سے اُنکے قریبًا ۳ نمبر کم تھے۔ اِس سال کسی نہ کسی وجہ سے بسیار طُلبا انگریزی میں فیل ہُوئے تھے۔ جیسا کہ اُن کے ایک آیندہ کے خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سے لائق طُلبا تو فیل ہوگئے مگر کمزور لڑکے جن کی کہ خود پروفیسروں کو مُطلقًا اُمید نہ تھی پاس ہو گئے ÷

سلہ حلوائی سے مُراد وُہی جھنڈُومل (کالج کا حلوائی) ہے۔ جس کا اُوپر ذکر کیا جا چُکا ہے ÷

اوم

۹ رمئی سنہ ۱۸۹۲ء

القاب مذکورۂ بالا

آپ کا نوازشنامہ اِس ہفتہ کوئی صادر نہیں ہُوا۔ مَیں پرسوں کا اُس آدمی کے گھر روٹی کھایا کرتا ہُوں۔ بڑی پریت کی روٹی ہوتی ہے۔ جب آپ آئیں گے تب اگر آپ نے وہاں روٹی کھانا نامُناسب سمجھا تو مَیں چھوڑ دُونگا۔ مَیں خیال کرتا ہُوں کہ آپ کا ایسا سنکلپ تھا اِس لئے اِس طرح کا اتفاق بن گیا....

لہ جھنڈومل سے ہی مُراد ہے ÷

وہ جھنڈو مل تھا۔ اس نے اپنا مکان رہنے کے لئے بخش دیا۔ بڑے تپاک و پریم سے تھیوں ہی اُن کو اپنے گھر میں بلا کوئی معاوضہ لئے کھانا کھلایا۔ جب اپنا مکان نہ رہا تو انہیں اور وں سے مکان بلا کرایہ دلا دیا۔ اور ہر تکلیف اور دِقت کے رفع کرنے میں جہاں تک ہو سکا مدد دی۔ الغرض جس دِلی محبت و استقلال سے اِس شخص نے تیرتھ رام جی کی خدمت کی وہ قلم کے احاطے سے باہر ہے۔ کل دنیا کے لوگوں کو عموماً اور سوامی جی کے بھگتوں کو خصوصاً اِس ہمدرد انسان (جھنڈو مل) کا تہ دِل سے ممنون ہونا چاہئے +

بی۔ اے۔ کا سالانہ امتحان

اوم

۲۴ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء القاب مذکورہ بالا

آج میں ایک ریاضی کا امتحان دے آیا ہوں۔ ایک پرچہ بڑا مشکل آیا تھا۔ پر میں امید کرتا ہوں کہ آپ نے میرے لئے خیال کیا ہوگا۔ اب کل دوسری ریاضی کا امتحان ہے۔ مجھے اس کا نہایت سخت ڈر ہے۔ آپ نے ضرور پرارتھنا کرنی۔ پرسوں اورل ہے (یعنی زبانی امتحان) جس کا سب سے بڑا خطرہ ہے۔ کیونکہ اگر کوئی اُس میں پاس نہ ہو تو کل امتحان میں پاس نہیں ہوتا۔ شاید کل تو آپ یہاں خود ہی آجائیں

(۱) چونکہ بھگت دھنا رام جی ان دنوں بڑے سِدھ مشہور تھے اُن کا ہر ایک کلام فوراً پورا ہو جایا کرتا تھا۔ تیرتھ رام جی کو اُن کے سنکلپ سِدھی سے پوری خبر تھی۔ اِس لئے اپنے بارے میں نیک سنکلپ کرنے کے لئے اُن سے درخواست کرتے ہیں۔ اور اُن کی کُل توجہ اپنی طرف راغب کرنا چاہتے ہیں +

بی اے کلاس میں دوبارہ داخل ہونا

اوم القاب مذکورہ بالا

۱۰ مئی سنہ ۱۸۹۲ء

سنہ ۱۸۹۲ء

اِس سال تیرتھ رام جی کی عُمر ساڑھے اٹھارہ برس کے قریب تھی

چوری اور اوروں کی ہمدردی

اوم

۱۱ر فروری سنہ ۱۸۹۲ء

القاب مذکورۂ بالا

بورڈنگ میں ابھی تک جانے کا اتفاق نہیں ہُوا - شاید آج چلے جائیں - پرسوں رات کو گمٹی بازار والے مکان سے میرا نقصان ہوگیا ہے - ایک لحاف و توشک ایک تھالی - گڑوی اور گول چور تالے توڑ کر لے گئے ہیں - جو کپڑوں کا جوڑا دھونا دینے کے لئے بستر میں رکھا ہُوا تھا وہ بھی لے گئے ہیں - کتابیں سب بچ رہی ہیں لالہ جوالا[1] پرشاد اور جھنڈو[2] مل کہتے ہیں کہ ہم نئے کپڑے سِلا دیں گے - اور کہ گسائیں جی ! ذرا بھرم نہ کرو آپ کی سب ضروریات ہم بہم پہنچاتے جائیں گے -

مہاراج جی! آپ نے بھرم نہ کرنا - مجھ پر خوش رہنا ٭

آج شام کو بورڈنگ میں چلے گئے ہیں ٭

[1] لالہ جوالہ پرشاد جی اُن دنوں اُسی کالج میں پڑھتے تھے اور گھر پر تیرتھ رام جی سے ریاضی پڑھا کرتے تھے - صرف ایک جماعت اُن سے پیچھے تھے - آجکل یہ صاحب فیروزپور میں وکیل ہیں ٭ [2] یہ جھنڈو مل مشن کالج کا حلوائی تھا - اِس نے تیرتھ رام جی کے طالب علمی کے زمانے میں اُنکی تن من دھن سے اپنے بچے کی طرح پرورش و مدد کی - گوسائیں جی کے آئندہ کے کئی خطوں سے عیاں ہوگا کہ اگر کسی نے بلا جسمانی تعلق (رشتہ) ہونے کے بھی محض انسانی محبّت و ہمدردی سے اُنکی (نہایت مفلسی کی حالت میں) ہر طرح سے بے غرضانہ مدد کی تو

دُنیا کے سُکھوں سے پرماتما کی ذات کا مقابلہ

اوم

۵ دسمبر ۱۸۹۱ء

القاب مذکورۂ بالا

کل آپ کا خط ملا تھا۔ نہایت بڑی خوشی ہُوئی۔ مَیں نے کل کا آپ کی طرف لکھنے کے لئے یہ کارڈ اپنے پاس رکھا ہُوا تھا۔ مگر ایک سوال مُشکل نکالنے میں مشغول تھا۔ لکھنے کی فرصت نہیں ملی۔ کل کا باقی کالج کا کام بھی ابھی تک اور کوئی نہیں کیا۔ اب آٹھ پہر کے بعد وہ سوال نکلا ہے۔ اب اَور کام کرُونگا . . . . پرماتما کی ذات عجائبات کا مجموعہ ہے۔ دُنیا کے سُکھ ایسے ہیں جیسے اُس رات کے پرند کا سایہ جس کو کبھی کسی نے دیکھا نہیں۔ مگر اُس کے آنے کی آواز ہی صرف سُنی ہے ٭

سلہ بھگت دھنا رام جی سے معلوم ہُوا کہ ہر رات وُہ مقررّہ وقت پر ایک پرندکے اُڑنے کی آواز سُنا کرتے تھے۔ بتر تھ رام جی اور کئی دیگر اشخاص بھی ہر رات مقررّہ وقت پر آن کر اُس آواز کو سُنتے تھے مگر وہ پرندہ بہت کوشش اور تردّد پر بھی کسی کی آنکھ کو دکھائی نہیں دیتا تھا۔ گو ہر ایک کو اُسکے اُڑنے کی آواز ضرور سُنائی دیتی تھی۔ اُس پرندہ کے ساتھ گوسائیں جی نے دُنیا کی خوشی کی مُشابہت دی ہے ٭

تاپ تلی سے صحت

اوم

القاب مذکورۂ بالا

ہمارے کالج کے ڈاکٹر صاحب نے مجھے ایک انگریزی دوائی دلوائی تھی اب کچھ تو ورزش کیوجہ سے اور کچھ اُس دوائی کے اثر سے میری تلی بالکل رفع ہو گئی ہے پیشور کی اور آپکی بڑی مہربانی ہُوئی ہے آپ پیار رکھا کریں . . . . کام بہت بڑا ہوتا ہے اور محنت مانگتا ہے۔ آپ مہربانی کی نظر رکھا کریں کہ مَیں محنت کرتا جاؤں اور سدا بڑی اچھی طرح سارا کام کرُوں ٭

سخت محنت دماغ کو نقصان دہ

اوم

۱۴ر جولائی سنہ ۱۸۹۱ء

القاب مذکورۂ بالا

یہاں نہایت درجے کی گرمی پڑتی ہے اور میں (جس کی طبیعت آگے ہی گرمی والی ہے) بہت ہی تنگ ہوں۔ میرا دماغ کام نہیں کر سکتا۔ چنانچہ آج بہت ہی کم پڑھ سکا ہوں میرا چت اب یہ چاہتا ہے کہ چھٹیاں لیکر ۲۵ر جولائی سے پہلے ہی آپ کے پاس آجاؤں اور کچھ آرام کروں۔ اگر میرا دماغ ٹھیک ہو گیا۔ تب تو نہیں آؤنگا اور اگر نہ ہوا۔ تو آپ لکھو کہ میرا آنا واجب ہے کہ نہیں۔ اگر واجب ہو تو آؤں۔ نہیں تو نہ آؤں ❖

دماغ کی کمزوری کی وجہ یہ بھی ہے کہ پچھلے دنوں میں سخت محنت کرنی پڑی تھی۔ آپ میرے پر دیا رکھا کریں ❖

تیرتھ رام جی کی از حد گورو سیوا و بھگتی

اوم

۲ر اکتوبر سنہ ۱۸۹۱ء

القاب مذکورۂ بالا

پرمیشور کے واسطے ایک خط لکھو۔ آپنے درخت کو اب تک پالا ہے اور پانی دیا ہے۔ اب یک بیک اُس درخت کا خیال چھوڑنا نہیں چاہئے۔ آپ گو مجھے چاہیں یا نہ چاہیں۔ میں تو آپ کا غلام ہوں۔ مگر اتنا ضرور چاہتا ہوں کہ آپ (اگر زیادہ نہیں تو) اتنا خیال تو میری طرف بھی رکھا کریں۔ جتنا کہ اپنے پانی بھرنے والے مہرے یا کسی خدمتگار کی طرف رکھتے ہیں ❖

آیا۔ ایک روپیہ توڑوانے کے لئے صندوق سے باہر رکھا (اپنی بیٹھنے والی جگہ پر) میرا کمرے کا ساتھی دینا ناتھ ابھی نہیں آیا تھا۔ مگر ایک دو لڑکے اور بورڈنگ میں آئے ہوئے تھے۔ میں روٹی کھانے باورچیخانہ میں گیا۔ مگر روپیہ باہر ہی پڑا رہا۔ اور کمرے کا تالا (جندرا) بھی مارا نہیں۔ روٹی کھا کر آیا تو روپیہ نہیں تھا۔ دینا ناتھ نے بہت پوچھا پاچھا۔ پر ملا نہیں۔ نہیں معلوم کس نے لیا۔ شاید نوکر نے لیا۔ یا کسی طالب علم نے ہی اٹھا لیا ہو۔ کل سے مجھے ایک بڑا صندوق مل گیا ہے اس سے بڑا سکھ ہے ✣

چار پانچ دن کی مجھے روز نکسیر آتی تھی۔ مگر کل رات کو تو اتنی آئی کہ تقریباً بیہوش ہو گیا۔ آج کالج میں بھی نہیں گیا۔ کیونکہ اُس وقت دماغ میں ضعف بہت تھا۔ مگر سات بجے صبح سے لیکر اب تک طبیعت نہایت درست رہی ہے۔ لڑکے سب میرے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں اور خصوصاً دینا ناتھ بڑی ٹہل کرتا ہے۔ آج میں نے بادام اور چار مغز گھٹوا کر پئے ہیں۔ اِس وقت سب طرح سے آرام ہے۔ آپ دیا رکھا کریں۔ مجھے خط لکھتے رہا کریں ✣

گرم چیزوں سے پرہیز

اوم

۲۶ جون سنہ ۱۸۹۱ء

القاب مذکورۂ بالا

میں نے جو لفافہ لکھا ہے اُس میں ایک بات لکھنی بھول گیا تھا کہ لالہ شوِرام بورڈنگ کے مہتمم کو بڑا آپ پر وشواش ہو گیا ہے۔ ہم دونوں سونے سے پہلے بھجن کیا کرتے ہیں۔ میں نے آپکی باتیں سنائی تھیں۔ بڑا خوش ہوا۔ میں اب گرم چیزوں سے مطلق پرہیز کرتا ہوں ✣

وہ حساب کر کے کہنے لگا کہ تقریباً ایک روپیہ یہاں زیادہ لگے گا۔ اُس میں کچھ بڑی تکلیف نہیں ہے۔ اگر روٹی اچھی مل جائے تو تم نے اور خرچ کم کر دینا + نیز اگر اِس میں تکلیف ہی تو صرف نو مہینے امتحان تک۔ اور پھر یہ بھی کہنے لگا کہ اوّل تو ہم زیادہ خرچ نہیں ہونے دینگے۔ اور یہ بھی کہا کہ یہاں تمہیں زیادہ کتابوں کے خریدنے کی ضرورت نہیں پڑیگی۔ کیونکہ تم اوروں سے لے سکتے ہو۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ اگر یہاں تکلیف ہو تو چھٹیوں کے بعد چلے جانا ؀

؎۱ لالہ ستیورام اُس وقت کالج بورڈنگ کے سپرنٹنڈنٹ تھے ؀

تیرتھ رام جی کا چھتری کبھی استعمال نہ کرنا

اوم

۲۱ر جون سنہ ۱۸۹۱ء

القاب مذکورۂ بالا

آج آپ کا ایک اور مہربانی نامہ ملا۔ بڑی خوشی ہوئی۔ چھتری کی مجھے کچھ ضرورت نہیں ہے + مجھے اِس بات کا خیال نہیں آیا تھا کہ ہماری کالج کی فیس اور روٹی کا خرچ دینے کے دن بہت نزدیک آ گئے ہیں۔ مگر اب خیال آیا ہے۔ اِس لئے اگر آپ جلدی روپے بھیجدیں تو اچھی بات ہے ؀

زمانہ طالبعلمی میں تیرتھ رام جی کا ہم جماعتیوں کو پڑھانا

اوم

۲۵ر جون سنہ ۱۸۹۱ء

القاب مذکورۂ بالا

ہمارا ریاضی کا پروفیسر بیمار تھا اِس لئے ایک گھنٹہ روز اُس کی جگہ میں پڑھاتا رہا ہوں + کل مجھے (یعنی ریاضی والوں کو) پہلے چھٹی ہو گئی تھی۔ میں کالج بورڈنگ

تو پچھلی عمر میں ترقی کرنا مشکل ہو جاتا ہے ۔

میں نے ڈاکٹر صاحب کو وہ بات کہی تھی جو میں نے پچھلے خط میں آپ کو لکھی تھی ۔ وہ کہنے لگے ۔ اوّل تو تمہارے من میں ذرا سا بھی فرق آئے ہی گا نہیں ۔ اور اگر آئے بھی تو پہلے دو تین دن تکلیف ہو گی ۔ پھر تمہارا من پڑھنے میں اچھا لگ جانے لگ پڑے گا ۔ اور بیرونی فائدے تو بیشک وہاں سب ہیں ۔

غرض یہ کہ میرا اب بورڈنگ میں نہ جانا کسی صورت نظر نہیں آتا ۔ اب یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ بورڈنگ میں جا کر من آگے سے زیادہ لگے ۔ کیونکہ اب وہاں نہ جانے کی کوشش کرنا عبث ہے ۔ اس لئے اِس ویر یا سنکروار کو میں وہاں جانے کا ارادہ رکھتا ہوں ۔ آپ اس ویروار سے پہلے یہاں ایک دن ہو جائیں تو بڑی مہربانی ہو آپ اپنے غلام پر کسی طرح سے گلہ نہ کرنا ۔ میں ہر طرح سے آپ کا تابعدار رہوں ۔

---

(۱) ڈاکٹر آر بیسن سے مراد ہے ۔

اوم

۲۵ مئی سنہ ۱۸۹۱ء القاب مذکورۂ بالا

آج میں نے سب باتیں دریافت کی ہیں ۔

(۱) گرمیوں کی چھٹیوں میں ہم کو کرایہ وغیرہ دینا کچھ نہیں پڑتا ۔

(۲) جتنے دن ہم روٹی کھائیں ۔ اتنے دنوں کا حساب دینا پڑتا ہے ۔ اور اگر کوئی مہمان ہو تو جتنے دن وہ کھائے اتنے دن ہمارے حساب میں زیادہ گنے جاتے ہیں ۔

(۳) بورڈنگ کی فیس (یعنی کرایہ) ۹ر پہلی تاریخ سے لیکر بیسویں تاریخ تک چاہیے کب دیدیں ۔ مگر روٹی کا خرچ دنوں کے حساب سے گن کر مہینے کے آخر میں دیا جاتا ہے

(۴) میں نے لالہ شو رام کو کہا تھا کہ اتنا خرچ میرے والدین نہیں دے سکتے

اوم

۲۳ مئی سنہ ۱۸۹۱ء

القاب مذکورۂ بالا

میں آج بھی بورڈنگ نہیں گیا- اب اگلے ویروار یا شکروار پر بات جا پڑی ہے کیونکہ تب تک پہلی تاریخ بھی قریب آ جائیگی- مگر ایک وسیلہ نظر آتا ہے- جس طرح سے میں وہاں نہ جا سکوں کہ وہ الگ کوٹھڑی بورڈنگ والی جو میں نے آپ کو لکھی تھی وہ ملنی اب مشکل ہے- اور میں کہوں کہ جب تک وہ کوٹھڑی نہ ملے میں نہیں آتا کیونکہ یک لخت بالکل اکیلا پڑھنے کی عادت کو ہٹا دینا میرے حق میں بڑا مضر ہوگا-

اوم

۲۴ مئی سنہ ۱۸۹۱ء

القاب مذکورۂ بالا

آج کالج سے میں آیا- تو جونہیں مکان کا دروازہ کھولا- ایک سانپ کوڈیوں والا میری طرف پڑا- جو سانپ میں نے پہلے دیکھا تھا جب پہلے مکان میں آیا ہی تھا اُس سے یہ سانپ آدھا تھا- شاید اُس کا بچہ ہو+ میں نے آدمیوں کو بُلایا- اُنہوں نے مار دیا +

کالج کے سب لوگ میرے بورڈنگ میں نہ جانے کے سخت برخلاف ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر اب تم یہ عادت نہ ڈالوگے کہ لوگوں کے بیچ میں بھی پڑھ سکو اور ہر جگہ من کو اِکاگر کر سکو تو تمہیں پھر کبھی بھی یہ عادت نہ پڑیگی + جیسا جو آدمی تیرنا چاہے اور پانی میں نہ جائے تو اُسے کبھی تیرنا نہیں آتا +

اور عُمر میں جب آدمی بڑا ہو جاتا ہے تو اُسے علیحدہ مکان اور وقت ملنا بڑا مشکل ہوتا ہے- کیونکہ کبھی کوئی دوست ملنے آ جاتا ہے- کبھی کوئی رشتہ دار وغیرہ وغیرہ- اِس لیئے اگر آدمی کو لوگوں کے بیچ میں بھی پڑھنے کی عادت نہو

کسی اور کمرے میں رہے تو بڑی اچھی بات ہو۔ تین روپے اور ۹ آنے ہر مہینے دینے پڑتے ہیں۔ روٹی۔ مکان۔ پانی۔ جوتا وغیرہ سب خرچ کی بابت ۔

مہاراج جی! میں جانتا ہوں کہ سب اپنے مَن کے آدھین ہے۔ اگر ہم چاہیں تو مَن کو چاہے کہاں ایکاگر کر لیں۔ گو بڑی کوشش اور محنت درکار ہوتی ہے جتنا ہم مَن کو زیادہ ایکاگر کریں گے اُتنا ہی زیادہ فائدہ ہوگا۔ چاہے کہاں ہوں جیساکہ بورڈنگ کے لڑکے بھی تو کئی دفعہ اوّل اور دوئم رہتے ہیں ۔

میں آپ سے مدد مانگتا ہوں کہ میں مَن کو وہاں اس جگہ سے زیادہ ایکاگر کر سکوں۔ آپ نے مجھکو آگے سے زیادہ غلام سمجھنا۔ آپ اب یہاں کب آئیں گے آپ اگر وہاں بورڈنگ میں میرے پاس آکر رہیں تو کسی قسم کا ڈر نہیں ہے۔ کیونکہ اور لڑکوں کے رشتہ دار بھی تو سدا آتے جاتے رہتے ہیں ۔

اب جونکہ وہاں جانا ضروری ہوگیا ہے اور بہت جلدی۔ اِس لئے میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ اس ویروار یا شکروار وہاں چلا جاؤں۔ میں آپ کی رضامندی اور خوشی اور مہربانی مانگتا ہوں۔ کیونکہ میں سب کی جگہ آپ ہی کو سمجھتا ہوں اور میرا بڑا بھروسہ آپ ہی پر ہے ۔

بارہ آنے کی چار کتابیں انگریزی کی بڑی مفید لی تھیں۔ اب میرے پاس خرچ بالکل ختم ہوگیا ہے۔ خیر لالہ اجودھیا داس سے لے لونگا۔ آپ نے اِس خط کا جواب فوراً کالج میں روانہ کرنا۔ اور مجھے خط لکھنے میں کبھی وِلمب (دیری) نہ کرنا۔ میرے پر نوازش کی نظر رکھنا ۔

اگر آپ کی رائے میں میرا وہاں نہ جانا مناسب ہو تو لکھو کہ ان کو کیا جواب دوں۔

میں نے کہا کہ سُنا تو ہے۔ مگر پہلے میں اپنے گھر لکھکر اپنے والدین (مُراد جس سے آپکی تھی، کی آگیا دا اجازت) لینا چاہتا ہُوں۔ وہ ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ "پرنسپل کا حکم ہر حالت میں ماننا پڑیگا" پھر جب کالج بند ہوگیا یعنی دِن کی پڑھائی ختم کر چکے تو پرنسپل صاحب نے کہا کہ "تیرے فائدے کے لئے میں نے یہ حکم دیا ہے"

اب اِس ساری بات کی اصل میں لکھتا ہُوں۔

ایک دن جب ہمیں چھُٹی تھی تو میں اپنے ڈیرے بیٹھ کر پڑھ رہا تھا۔ تقریباً ہمارے کالج کے سارے لڑکے (بورڈنگ والے۔ اور نہ بورڈنگ والے) میرے مکان کے سامنے سے گزرے۔ وُہ چلے تو اور جگہ تھے۔ مگر مجھے ساتھ لے جانا چاہتے تھے اُنہوں نے میرا مکان دیکھا۔ اور مجھ سے سارا حال پُوچھا (میرے ساتھ سارے لڑکے سلوک کرتے ہیں) میرے کی روٹی اور مکان کا کالج سے فاصلہ۔ اور مکان کا ہوادار نہ ہونا وغیرہ وغیرہ سب باتیں دیکھ کر کہنے لگے "ہم تمہارے اِس مکان میں رہنے پر راضی نہیں ہیں۔ ہماری رائے میں یہی سبب ہے کہ تم بار بار بیمار ہوجاتے ہو۔ اور پھر بیماری کی حالت میں تمہارا یہاں خبر لینے والا ابھی کوئی نہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ تم بورڈنگ میں چلے آؤ۔ وہاں آپکے پڑھنے میں بالکل کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ وغیرہ وغیرہ" میں تو چُپکا ہو رہا مگر وہ کہنے لگے کہ ہم پرنسپل صاحب کو کہدینگے۔ سو اُنہوں نے کہدیا۔ اور پرنسپل صاحب نے مجھے حکم دیدیا۔

اب مہاراج جی! آپ دیکھتے ہیں میرا کسی قسم کا قصور نہیں ہے۔ اب وہاں جانا پڑا ہے۔ آپ مجھ پر ذرا غصہ نکرنا۔ میں آپ کا غلام ہوں۔ مجھ پر دیا دِرشٹی رکھیں آپکے بس میں سب کچھ ہے۔ بورڈنگ میں ایک کوٹھڑی سب سے الگ ہے۔ وہ ہماری جماعت کے ایک لڑکے نے لی ہُوئی ہے۔ مگر وہ لڑکا ابھی یہاں نہیں ہے اگر وہ لڑکا مان جائے کہ وہ کوٹھڑی مجھکو دیدے۔ اور آپ اور لڑکوں کے ساتھ

جس طرح آپ کہیں گے مَیں اُسی طرح حکم بجا لاؤں گا۔ اِس ہیرا منڈی کے مکان میں بالفعل تو کوئی نقص ہرگز نہیں۔ آپ دیا رکھا کریں ٭

نئی چارپائی پر خوشی

اوم

۱۱ مئی ۱۸۹۱ء القاب مذکورۂ بالا

میری چارپائی اب بالکل ہی ٹوٹ گئی تھی۔ دو دن تو گویا زمین پر ہی سوتا رہا کل مَیں پانچ آنے کا وان مول لے آیا تھا۔ آج منجی نئی اُنالی ہے۔ پانچ پیسے اُسکے خرچ آئے ہیں ٭ مَیں اب نئی اُنی ہوئی منجی کو دیکھ کر بڑا خوش ہوا ہوں + آج ہمیں چھٹی تھی۔ کرایہ کا روپیہ کل باواجی کو دیدیا تھا۔ اب میری طبیعت اچھی ہے۔

تیرتھ رام جی کے کالج بورڈنگ میں جانے کی تجویز

اوم

۱۹ مئی ۱۸۹۱ء القاب مذکورۂ بالا

آج کالج میں آپ کا خط ملا تھا۔ بڑی خوشی ہوئی۔ اگر آپ آجاتے تو بڑی ہی اچھی بات ہوتی۔ کیونکہ مجھے ویسا تردّد نہ ہوتا جو اس وقت کسی قدر ہو رہا ہے ٭

اور اس وقت تردّد یہ ہے کہ جب آج صبح ۵½ بجے مَیں کالج پہنچ گیا۔ تو اُسی وقت بورڈنگ کے سارے لڑکے مجھے آن کر کہنے لگ پڑے۔ کہ "اب آپ کو (مجھ کو) بورڈنگ میں ضرور رہنا پڑیگا۔ اب پرنسپل صاحب کا حکم ہو گیا ہے"۔ پھر جب دو تین گھنٹے گزرے تو کالج کے ڈاکٹر صاحب[1] مجھے ملے اور کہنے لگے "تُو نے پرنسپل صاحب کا حکم سنا ہے کہ نہیں؟

[1] ڈاکٹر آرسن صاحب سے مُراد ہے جو اس وقت مشن کالج میں دسائینس کے پروفیسر تھے ٭

تیرتھ رام جی کے گھر میں چوری

اوم

۷ راپریل سنہ ۱۸۹۱ء

القاب مذکورۂ بالا

آج صبح چھ بجے میں ذرا مہاراجہ[1] صاحب کی سمادھ تک پھرنے گیا تھا۔ زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ لگے ہونگے۔ واپس آیا تو مکان کا جندرہ بالکل گم ہُوا اور دروازہ نصف کھُلا تھا۔ اندر گیا تو اندر کی کوٹھڑی جو پوڑیوں کے نیچے ہے کھُلی پڑی تھی مگر شکر ہے پرمیشور کا کہ میری کتابیں اور کپڑے اُسی طرح پڑے ہیں۔ گو گڑوی گلاس اور پتیلا نہیں ہیں۔ ایک ٹوپی چور کی یہاں رہ گئی ہے۔ آپ دیا رکھا کریں۔

[1] مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سمادھ سے مُراد ہے ٭

اوم

۹ مئی سنہ ۱۸۹۱ء

القاب مذکورۂ بالا

آج لالہ اجودھیاداس نے مجھے کہا تھا کہ میں نے تمہارے لیئے دو مکان دیکھے ہیں۔ ایک تو میں نے پہلے ہی ناپسند کیا تھا کیونکہ اُس میں حاکم رائے آریا سماجی چابل کا بھی رہتا ہے + دُوسرا اُس نے مجھے دکھایا تھا۔ اُس میں اوّل تو اتنے سکھ نہیں ہیں جبقدر اس مکان میں ہیں۔ دُوسرے یہ بات کہ اُس مکان کا مالک مُلاقی صرّاف (جو اجودھیاداس کے سامنے رہتا ہے) مجھ سے کرایہ کچھ نہیں لینا چاہتا مگر میرے سے اپنے بھتیجے کو (جو اُس مکان میں آگے ہی رہتا ہے) پڑھوایا چاہتا ہے یعنی ایک روپیہ کے بدلے پچیس۲۵ روپیہ کا کام لینا چاہتا ہے۔ اور ساری عمر کا احسان علیحدہ رکھنا چاہتا ہے + اِس لئے یہ مکان بھی میرے ناپسند ہے۔

پرنسپل صاحب کا روزانہ ورزش کے لئے لڑکا مقرر کرنا

ادم

[illegible] فروری ۱۸۸۱ء

القاب مذکورۂ بالا

.... آج ماسٹر جی نے مجھے تاب تلی کی اور گولیاں بھیجی
دیں۔ دو تین دنوں کو پرنسپل صاحب نے مجھ پر ایک لڑکا [illegible] دینے کو مقرر کیا ہے
کہ وہ مجھے ہر روز چھٹی کے بعد آدھ گھنٹہ ورزش کے بغیر آلوں کے آسنے دیا کرے کیونکہ
میں ان دنوں بہت ہی کمزور اور بیمار سا ہو رہا تھا۔

سلہ یہ ورزش بغیر آلات کے ہیں جو پنجاب میں اول رائج تھا۔

یونیورسٹی میں ریاضی کے نمبروں میں کمی کی تجویز

ادم

[illegible] اپریل ۱۸۸۱ء

القاب مذکورۂ بالا

مہاراج جی! اب پنجاب یونیورسٹی میں یہ تجویز ہو رہی ہے کہ ریاضی کے نمبر ۱۵۰
سے ۱۳۰ کئے جائیں۔ اور کئی اور مضمون جن کے نمبر بالفعل ۱۰۰ یا ۱۲۰ ہیں اُن مضمونوں
کے نمبر بھی ۱۳۰ کئے جائیں یعنی اور کئی مضمونوں کو بھی ریاضی کے برابر مرتبہ دیا جائے
یہ بات بہت بری ہے۔ یہ تو گویا محنت اور نامحنت کی تمیز کو اٹھا دینا ہے۔ ہمارا ریاضی
کا پروفیسر کہتا تھا کہ میں اس کے برخلاف کوشش کروں گا۔ آگے دیکھئے کیا ہوتا
ہے۔ آپ خط لکھتے رہا کریں۔

دُنیا کے لوگ کیسے ہوتے ہیں؟

اوم

یکم فروری ۱۸۹۱ء

القاب مذکورۂ بالا

آج آپ کا ایک خط مِلا۔ بڑی خوشی ہوئی۔ جب بھائی صاحب[1] گوجرانوالہ میں آئیں۔ آپ نے ضرور ضرور منع کر دینا کہ کسی بُرے کام میں دخل نہ دیں اور نہ اپنے تعلّقات بڑھانے کی کوشش کریں۔ ورنہ سخت پچھتانا پڑے گا۔ ریچھ کو پکڑ لینا آسان ہے مگر اُس سے چھٹنا مشکل ہے۔ دُنیا کے لوگ کبھی کسی کے نہیں ہوتے۔ صرف اپنی غرض ہی مدِ نظر رکھتے ہیں + سو ہنا سوہنا دانہ دیکھ کر جال میں نہ پھنس جانا۔ اور بھائی صاحب کو کہنا کہ مجھے کوئی خط کیوں نہیں لکھا؟ .. ..

[1] بھائی صاحب سے مُراد تیرتھ رام جی کے اپنے بڑے بھائی گُسائیں گورو داس جی سے ہے۔

اوم
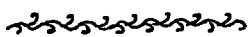
۹ر فروری ۱۸۹۱ء

القاب مذکورۂ بالا

آج آپ کا خط ملا۔ بڑی خوشی ہوئی۔ آج ماسٹر جی کا خط بھی آیا تھا۔ اُنہوں نے ایک ڈکشنری کی ضرورت جتلائی ہے جو سوا روپے کو آ سکتی ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ اِس اتوار کو اُنہیں ڈکشنری لے کر بھیج دوں۔ سوا روپیہ کسی سے اُدھار لے لوں۔ اور اِس موقعہ پر میں اُن سے کچھ مانگنا بھی مُناسب نہیں سمجھتا +

ہمارے کالج کے ڈاکٹر صاحب نے مجھے اِس ہفتہ ایک لیکچر نقل کرنے کو دیا ہے۔ اِس ہفتے ہمارا ریاضی کا امتحان ہے۔ اگلے ہفتے انگریزی کا۔

آپ مجھے خط لکھتے رہا کریں اور دیدار دکھا کریں۔ میں آپ کا غلام ہوں +

سنہ ۱۸۹۱

(اِس سال تیرتھ رام جی کی عمر ساڑھے سترہ برس کے قریب تھی)

زبان فارسی کے موقوف ہونے پر خوشی

اوم

۱۲ر جنوری سنہ ۱۸۹۱ء

القاب مذکورۂ بالا

آج میں کالج گیا تھا۔ فیس کی بابت کچھ نہیں سُنا۔ ہماری فارسی موقوف ہوگئی ہے یہ پرمیشور نے بڑی دیا کی ہے۔ آپ اپنے حال سے اطلاع بخشتے رہا کریں میں راضی ہوں

فیس کی معافی میں پرنسپل صاحب کا اشارہ

اوم

۱۸ر جنوری سنہ ۱۸۹۱ء

القاب مذکورۂ بالا

آج مجھے ہمارے کالج کے ڈاکٹر صاحب ملے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے پرنسپل صاحب سے کہا تھا۔ اور پرنسپل صاحب یہ کہتے ہیں کہ اگر تیرتھ رام جماعت میں ہوشیار رہے۔ اور سب طرح سے اچھا برتاؤ کرے۔ یعنی کبھی غیر حاضر نہ ہو یا کوئی اور بات ایسی نہ کرے تو ہم تیرتھ رام سے فیس نہ لینگے۔ مگر ایک شرط اور ہے کہ مجھے (یعنی تیرتھ رام کو) اُن کا کام بھی کرنا پڑے گا۔ مثلاً اِس ہفتے کچھ لکچر لکھنے پڑیں گے۔ آپ دیا دِرِشٹ رکھا کریں۔ آپ کا خط ابھی تک کوئی نہیں آیا۔ سارا حال لکھو ❖

اوم

۱۶ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء

القاب مذکورۂ بالا

کل میں اور بھائی صاحب اور اجودھیا داس اُن مہاتماؤں[1] کے درشن کو چھجو بھگت کے چُبارے گئے تھے۔ درشن ہُوئے۔ گیتا کا سولھواں ادھیا تھوڑا سا اُن کی بانی سے سُنا۔ آپ کا متّھا ٹیکنا کہا اور ذکر چھیڑا۔ بڑے خوش ہُوئے۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ ہم جاڑا لاہور ہی میں بسر کرنے کا سنکلپ رکھتے ہیں۔ اور پھر جب موج آئے گی گوجرانوالہ میں آئینگے۔ اب چار بجے کالج سے آکر خط لکھا ہے۔ ہمارا پرسوں ریاضی کا اور اترسوں انگریزی کا امتحان ہے۔ میری تاپ تلّی دُور نہیں ہُوئی۔ بلکہ بڑھی ہے۔ آپ دیا رکھا کریں ؛

---

[1] یہ مہاتما سوم پرکاش اُداسی سادھو ہیں۔ یہ سوبھاؤ کے بڑے آزاد (خلاصے) ہیں۔ انکو اپنی پراربدہ (نصیبے) پر کمال درجے کا یقین و بھروسا ہے۔ ہروقت مست اور بے فکر رہتے ہیں۔ اور دہی کھانے کے بڑے ہی شائق ہیں۔ زیادہ تر پشاور کی طرف گھومتے رہتے ہیں۔ بھگت جی نے تیرتھ رام جی کو اُن کے درشن کرنے کے لیئے تاکید کی تھی۔ جس درشن کا اثر انہوں نے اپنے خط میں ظاہر کیا ہے ؛

فیس کی معافی کے بارہ میں تشویش

اوم

۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء

القاب مذکورۂ بالا

آج میں کالج گیا تھا۔ وہاں اور تو سب طرح سے خیر گزری۔ مگر میری فیس کے بالکل معاف ہونے میں کچھ شک پڑ گیا ہے۔ کیونکہ جو[1] ریاضی پروفیسر میری آدھی فیس اپنی گرہ سے دیتا تھا اب اُس نے بند کر دی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں صرف آدھی فیس معاف کرنے کا اختیار ہے اور اُس پروفیسر نے اپنی گرہ سے اس لئے دینا بند کر دیا ہے کہ وہ کہتا ہے کوئی کام ایسا نہیں جو تجھ سے کالج میں کروا سکوں۔ اور مُفت میں میں دیتا نہیں۔ مگر اگر کوئی کام میرے متعلق نکل پڑا تو میری فیس معاف رہے گی ⁂

[1] یہاں ریاضی کے پروفیسر مسٹر گلبرٹسن صاحب سے مُراد ہے جو آدھی فیس تیرتھ رام جی کی ادا کیا کرتے تھے

اوم

۱۴ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء

القاب مذکورۂ بالا

کل شام کو آپ کا مہربانی نامہ ملا تھا۔ بڑی خوشی ہوئی۔ ابھی میری فیس کی بابت کچھ پتہ نہیں ملا۔ کیونکہ بڑا صاحب بیمار پڑ گیا ہے۔ مجھے آپ پر تو اُمید آگے ہی ہے۔ چاہے آپ ہمیں میری فیس بالکل معاف رہنے دیں اور چاہے کوئی اور سبیل روپے کی میرے لئے بنا دیں۔ آپ نظرِ عنایت مجھ پر رکھا کریں۔ جس طرح آپ واجب سمجھتے ہیں بیشک کر دیں ⁂ ....

کے وردھ ہو"۔ ہے پتا جی! مَیں اپنی طرف سے تو بڑا ہی چاہتا ہُوں کہ سدا ہی آپ کی مرضی کے انوسار چلُوں۔ مگر اگر کبھی کوئی چُوک ہو جائے تو آپ معاف کریں۔ اور مجھے اُس پر اطلاع دیں تا کہ پھر اُس سے اور بھی بچنے کی کوشش کروں + ...

تیرتھ رام جی ہیں اپنی بیماری کے اسباب خود جان لینے کا ملکہ

۲۹ اکتوبر ۱۸۹۰ء اوم

القاب مذکورۂ بالا

کل ایک بجے سے پہلے کالج میں مجھے بخار شروع ہو گیا تھا۔ اُس وقت مَیں گھر چلا آیا۔ بڑی ہی تکلیف سے لوہاری دروازے تک پہنچا۔ وہاں یکے پر چڑھ کر گھر آیا۔ یہاں پانچ چھ دفعہ قے آئی اور ایک دفعہ پاخانہ۔ مگر کم ہمتی بہت بڑھ گئی۔ آخر نیند پڑ گئی۔ اور رات کے بارہ بجے جا کر ہوش آئی۔ تب کا ابھی تک جاگ رہا ہُوں۔ اب طبیعت اچھی ہے۔ یہ تین دن کالج میں جانے سے جو مجھے تپ چڑھا تو اِس کی وجہ مَیں یہ سمجھتا ہُوں کہ وہاں بارہ بجے کے قریب مجھے پاخانہ اور قے آنے والی معلوم ہوتی تھی۔ مگر مَیں وہاں پڑھائی میں مشغول رہا اور اِن کی فکر نہ کی۔ خیر اب مَیں ایسا نہیں کرونگا اور میری اُوپر کی وجہ اگر سچ ہے تو آیندہ مجھے صحت رہے گی۔ مَیں آپ کا غلام ہُوں آپ میری تقصیر معاف کرنا + ...

ایک بڑی بات لکھتا ہُوں کہ ہمارے ریاضی کے پروفیسر نے کہا ہے کہ دس بارہ دِن کو مَیں دو نئی کتابیں شروع کراؤں گا۔ تب تک تم کتابوں کو مہیا کر لو۔ مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ وہ کتابیں میرے پاس نہیں ہیں۔ اور اُن کی قیمت بھی بہت بڑی ہے۔ یعنی سترہ روپے کے قریب + سو اب کیا پنڈت رگھناتھ مل کو لکھدُوں کہ روپے بھیجدیں؟ کیونکہ اُنہوں نے کہا ہُوا ہے + یا (کیا) کوئی اور سبیل کرنی چاہیئے؟ جواب ضروری بواپسی ڈاک بھیجنا +

کی رکھتا ہے۔ جس وقت کہ وہ سپاہی میدانِ جنگ میں پادشاہ کے لیئے دشمن سے لڑ رہے ہوں۔ آپنے کبھی کوئی اَور خیال میرے بارے میں نہ لانا۔ مَیں آپکا غلام ہُوں +

مَیں یہ جانتا ہُوں کہ محنت بڑی اچھی چیز ہے (مگر مَیں محنت اِس طرح پر نہیں کرنے والا کہ بیمار ہو جاؤں) مگر محنت کرنے پر اقدام کرنے میں آپ کی ضرورت ہے۔ آپ مجھے مدد دیں کہ مَیں محنت کرُوں۔ آپکی مدد کے بغیر محنت بھی نہیں ہو سکتی ہے۔ پرماتما! میرا من محنت پر زیادہ لگے۔ مَیں نہایت درجے کی محنت کرُوں۔ کیونکہ میرے ارادوں کو پُورا کرنے والے آپ ہیں (ساتویں آٹھویں چُھٹی کے بعد مَیں گوجرانوالہ آؤں گا۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد پھر لاہور میں اگر آجاؤں تو بڑی اچھی بات ہو۔)

آپ نے اِس طُول کلام سے خفا نہ ہو جانا۔ اس سے اصل غرض صرف یہی تھی کہ کسی طرح آپ خفا نہ ہو جائیں۔ رگھناتھ سرن کو یہ کہدینا کہ اگر اچھا ہونا چاہتا ہے تو یُوں کرے کہ کتاب کو زبانی یاد کرے۔ اس بات میں اتنے فائدے ہیں کہ مَیں کسی طرح بیان نہیں کر سکتا۔ مجھے تیرہ برس کے تجربہ کے بعد یہ بات معلوم ہُوئی ہے۔ یہ بات نہایت ہی اچھی ہے۔ مَیں اسکی تشریح پھر بیان کرُوں گا۔ جب گوجرانوالہ آؤں گا یہ بات ایسی ہے کہ اِس سے بالکل اُستادوں کی ضرورت نہیں رہتی۔ سوائے سکول کے ماسٹر کے +

۱۳ر اگست ۱۸۹۰ء اوم القاب مذکورۂ بالا

آپ کا ایک مہربانی نامہ لالہ دیوی[1] دیال کے ہاتھوں کا لکھا ہُوا مِلا۔ نہایت ہی خوشی ہُوئی ہُوئی ہے پرماتما مجھ سے کبھی کوئی ایسی بات صادر نہ ہو جو آپکی مرضی

(نوٹ) اِس سال تیرتھ رام جی کی عُمر صرف ساڑھے سولہ برس کے قریب تھی۔ اور بی۔ اے کلاس میں داخل ہُوئے ابھی صرف اڑھائی ماہ ہُوئے تھے۔ اور یہ مدلّل اور فلسفانہ خط اُنکی لیاقت و قابلیت پر بخوبی روشنی ڈالتا ہے۔ اور رکن دین شیخ رکن الدین صاحب ایم اے سے مراد ہے جو آجکل منٹگمری میں ڈسٹرکٹ جج کے عُہدے پر ممتاز ہیں

(۲) لالہ دیوی دیال جی تیرتھ رام جی کے گورو بھائی تھے یعنی وہ بھی بھگت دھنا رام جی کی سنگت کیا کرتے تھے

ذہن جسکو کہتے ہیں وہ بھی محنت کرنے سے بڑھ جاتا ہے - پھر یہ کہ بفرضِ محال اگر کوئی آدمی محنت کیئے بغیر کسی امتحان میں اچھا رہ بھی جائے تو اُسکو مزا پڑھنے کا ہرگز نہیں آئیگا - وہ آدمی بہت بُرا ہے - وہ اُس آدمی کی طرح ہے جس نے آپ کو ایک دفعہ کہا تھا کہ مجھے ایک سی حرفی بنا دو اور بیچ میں میرا نام رکھنا - اب گو اُسنے لوگوں میں تو مشہور کر دیا کہ سی حرفی میری ہے - مگر آپ جانتے ہیں کہ اُس تصنیف میں جو مزا آپ کو آتا ہوگا اُس شخص کو ہرگز ہرگز نہیں آسکتا یا - وہ اُس آدمی کی طرح ہے کہ جسکو اور کی ماری مرائی (کمائی ہوئی) ملجائے - اب گو اس کے پاس دولت تو ہے مگر وہ دولت سے حظ نہیں اُٹھا سکے گا - فوراً دولت کو اُجاڑ دے گا - مگر جس نے محنت سے کمائی ہے وہی نفع اُٹھائیگا +

آپ میرے والد سمان (مانند) ہیں - اور والدین کو ایسا نہیں ہونا چاہیئے جیسا کہ وہ گوجرانوالہ کا پاندھا - جس کی بات آپ نے ایک دفعہ سُنائی تھی کہ اُس نے اپنے بڑے ہونہار بچے کو پاٹ شالہ سے پڑھنے سے محروم رکھا - صرف اِس لیئے کہ اُس کو اپنے بچے سے محبت کمال درجے کی تھی +

مگر آپ تو بڑے ہی اچھے ہیں - آپ کو تو اِس بارے میں اُس پاندھے سے مشابہت ترکال ہی نہیں دی جا سکتی - آپ کی اور اُسکی تو روشنی اور اندھیرے کی مثال ہے - شاید آپکے دِل میں یہ باتیں نہیں گذری ہونگی جو میں نے اُوپر لکھی ہیں تب آپنے یہ کہا کہ لاہور میں مت رہنا + اب دو برس کی بات ہے زیادہ عرصہ بھی نہیں اب محنت نکروں تو اور کب وقت آئیگا محنت کے لیئے + آپ مجھے دو برس چھٹی دو - پھر ساری عُمر آپکے سنگ ہوں - آپنے یہ سمجھ چھوڑنا کہ ہمارا بیٹا ولایت گیا ہُوا ہے - جب آئیگا پھر ہمارا ہے - اور میرا خیال جب اِس طرف (پڑھنے کی طرف) زیادہ ہو تو آپنے میری ظاہر (ضرورتوں کی اِس طرح خبر رکھنی جس طرح کہ ایک بادشاہ اپنے سپاہیوں

پایا جاتا ہے کیونکہ وہاں عام لوگوں کے میل جول سے طبیعت کی مٹی خراب ہو جاتی ہے
اب اگر کوئی پوچھے کہ لاہور میں بھی تو میل جول ہوتا ہے تو اُس کا جواب
یہ ہے کہ لاہور میں جو آدمی ملتا ہے اُسکے ساتھ اوپرے دل سے ایک بات کیجاتی ہے
جس میں من کا دھیان اُسکی طرف نہیں جاتا۔ مگر اور جگہ جو آدمی ملے وہاں مجبوراً اُسکی
طرف توجہ دلی کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ اُس سے جو ملاقات ہوتی ہے وہ کتنے عرصے
کے بعد وقوع میں آئی ہوتی ہے۔ نیز لاہور کے بغیر اور جگہ میں اپنے قریبی رشتہ
داروں سے ملاقات ہوتی ہے جنکی طرف بہت بڑا دھیان کرنا ضروری ہوتا ہے +
دیگر لاہور میں جو ملاقات ہوتی ہے تو اکثر اپنے ہم جلسوں پڑھنے والوں سے ہوتی
ہے جو زیادہ ہارج نہیں ہوتی۔

اب اگر یہ سوال کیا جائے کہ کیا اور بھی کوئی لڑکا ہے جو چھٹیوں میں لاہور رہیگا
تو سُنیئے:۔ رکن دین جو پنجاب میں اس دفعہ اوّل رہا تھا بالکل ایک دن بھی ساری
چھٹیوں میں اپنے گاؤں میں نہیں جائیگا۔ وہ خود کہتا ہے وہ دس بارہ دن اب وہاں
سے ہو آیا ہے مگر چھٹیوں میں ہرگز نہ جائیگا۔ آپ معلوم کرلیں +

دُنیا میں کوئی شخص ہُشیار ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ محنت نہ کرے۔ جو
ہُشیار ہیں وہ سب بڑی محنت کرتے ہیں تب ہُشیار ہیں۔ اگر ہمکو اُنکی محنت معلوم نہ ہو
تو وہ خفیہ طور پر ضرور کرتے ہونگے۔ یا وہ پہلے کر چکے ہونگے۔ یہ بات بڑی تحقیق کی گئی ہے
یہ بھی سچ ہے کہ کئی لڑکے چھٹیوں میں گھر جائینگے اور پھر بھی ہوشیار ہیں۔ مگر
وہاں اور بات ہو اُنکے گھروں میں یا اُن جگھوں میں جہاں وہ جائیں گے ایسے اسباب
(جمع سبب) نہیں ہوتے کہ جو اُنکے منوں کو پڑھنے سے روکیں + وہ بیاہے ہوئے نہیں
ہوتے۔ یا اور بات ہوتی ہے۔ یا اُنکے من بڑے پختہ ہوئے ہوئے ہوتے ہیں — جو
ظاہری چیزوں کی طرف نہیں لگتے۔ مگر میرا من پختہ نہیں یہ بڑا خراب ہے +

ی پختہ طور پر مجھ کو معلوم ہو کہ یہ بات میرے حق میں اچھی ہے (مگر جو میرے حق میں اچھی
گی وہ آپکے حق میں مجھ سے بھی زیادہ اچھی ہو گی - آپکے حق میں ہرگز ہرگز بُری نہیں
سکتی) تو ضرور ہی آپ کی بھی اُس بات میں وُہی رائے ہو گی جو میری ضمیر کی - یا
س پختہ ذریعے کی جس سے کہ وہ بات معلوم ہُوئی ہے - اور آپ اُس معاملہ میں
نہ کہیں گے کہ اُس نے ہماری حکم عدولی کی ہے - بلکہ یہ کہیں گے کہ اِس نے ہماری
ل تابعداری کی ہے - پھر یہ کہ میں چاہے کسی جگہ ہُوں - آپ کا غلام ہُوں -

. اب بات یہ ہے کہ آپنے لکھا تھا کہ چھٹیوں میں گوجرانوالہ آجانا - سو یہ بات ہے کہ
ؤنگا تو میں ضرور ہی بہر حال - مگر یہ بات نہیں ہو سکتی کہ کُل چھٹیاں وہاں ہی
زاروں + میرا ضمیر کہتا ہے کہ لاہور میں زیادہ رہ - یہ بات ضمیر کی سمجھ کر میں نے
یادہ سوچا نہیں - مگر پھر بھی دو ایک دلیلیں لکھتا ہُوں - (میں بڑا افسوس کرتا ہُوں
مجھے اِن بیفائدہ دلیلوں پر وقت ضائع کرنا پڑتا ہے - مگر میں اِس لیئے وقت اِن پر
ع کرنے پر مجبور ہوتا ہُوں کہ کہیں آپ کچھ اَور سمجھ کر خفا نہ ہو بیٹھیں - اگر مجھے اِس
ت کا خطرہ نہ ہو کہ آپ خفا ہو جائیں گے تو میں اِن دلیلوں پر وقت نہ ہی ضائع
رُوں - کیا ہی اچھا ہو اگر آپ مجھ کو اپنا غلام سمجھ کر میرے صدقِ مقال (قول) میں
نک نہ لایا کریں) +

اِس بات کو میں نے اب سمجھا ہے کہ لاہور کے بغیر کسی اَور جگہ رہنے میں
نہ صرف اِس بات کا نقص ہوتا ہے کہ وہاں ایکانت مکان نہیں ملتا - بلکہ ایک
بت ہی بڑا اور نقص ہوتا ہے - وہ یہ کہ وہاں طبیعت ایسی نہیں رہتی کہ کسی سوکھشم
ام کو کر سکے - وہاں دِیرگھ درِشٹی (باریک بینی) جاتی رہتی ہے - اِسکی وجہ یہ ہے
نفس جو کہ نہ جسم ہے اور نہ جسمانی وہ مُدرکاتِ جسمانی کے حصول سے اور مادی چیزوں
کے سنگ سے ضعیف اور ناقص ہو جاتا ہے - اور "لاہور کے بغیر اور سب جگہ یہ نقص

میں جب چھوٹا تھا تو شعر وغیرہ پڑھنے سے فوراً معلوم کر لیتا تھا کہ فلانا شعر اسی وزن پر ہے جیسا کہ کوئی اور فلانا۔ اور فلانا شعر اور وزن پر ہے۔ مگر یہ نہیں جانتا تھا کہ کیا وزن ہے اور فرق کوئی سے دو شعروں میں کس بات میں ہے۔ گو اتنا معلوم ہوتا تھا کہ کچھ فرق ضرور ہے۔ یعنی اپنی بات کے ثابت کرنے میں دلیل نہیں دے سکتا تھا۔ حالانکہ بات بالکل سچ ہوتی تھی۔ جیسا کہ صرف اب دس برس کی پڑھائی کے بعد شعر کے بارے میں دلیل دینے کے لائق ہوا ہوں اور جانتا ہوں کہ یہ دلیل بھی اس وقت دی جا سکتی تھی۔ گو میں دلیل سے بے خبر تھا۔ یعنی دلیل تھی ضرور۔ گو میں نہیں جانتا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ سچا آدمی ہر وقت دلیل نہیں دے سکتا۔ بعض موقعوں پر اسکی بات کو بے دلیل بھی ماننا چاہیئے۔ بشرطیکہ اتنا ہمکو یقین ہو کہ وہ آدمی دیدہ دانستہ برا کام نہیں کرنے والا۔ اور اگر وہ ایسا کام کر رہا ہے کہ جس میں وہ دلیل نہیں دے سکتا تو وہ اپنی ضمیر کے انوسار چل رہا ہوگا۔

وارشٹانٹ یہ ہے (مثال بالا کا مصداق یہ ہے) کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آپ کا تہِ دل سے غلام ہوں۔ اور جو کام میں کرتا ہوں گو ظاہر طور پر اس میں دلیل نہ دے سکوں مگر اصل میں وہ کام ایسا ہوتا ہے کہ جیسا مجھ کو اتنے برس کی پڑھائی کا تجربہ بتاتا ہے کہ یہ کام اچھا ہے اور اس کام کے کرنے میں بہتری ہوگی۔ اس لیئے آپ یہ نہ خیال کر بیٹھیں کہ چونکہ یہ دلیل نہیں دے سکتا اس لیئے اس کو کوئی اور غرض ملحوظ ہے۔ یا ہم سے عاقی (تنگ) ہو گیا ہے۔ یہ بات ہرگز نہیں۔ میں آپ کو کس طرح یقین دلاؤں کہ میں آپ کا غلام ہوں *

پھر یہ کہ چونکہ میں جانتا ہوں کہ آپکی جو رائے میرے معاملے میں ہوتی ہے اسکی علتِ غائی یہ ہوتی ہے کہ مجھ کو آنند ہو۔ حالانکہ ظاہری علّت یا غرض کچھ پڑی معلوم ہو+ اس لیئے میں خیال کرتا ہوں کہ اگر میرے ضمیر کے ذریعے سے یا کسی اور نہایت

ابتک ہاسنی سے میں ستر روپے منگا چکا ہوں اور تینتیس اور منگانے ہیں۔ وہ اس لئے
نہیں منگائے تھے کہ اُنکی جو کتابیں خریدنی تھیں وہ کتابیں ہندوستان سے نہیں
مل سکتی تھیں۔ مگر اب ہند کے کتب فروشوں کے پاس تھوڑے دنوں تک وہ کتابیں
ولایت سے آجاتی ہیں۔ اور میری جماعت کے سب لڑکے اُن کتابوں کو چھٹیوں سے
پہلے خرید لیں گے۔ اِس لیئے کہ چھٹیوں میں اُنہیں اپنے گھر دیکھیں۔ اِس لیئے میں
بھی واجب سمجھتا ہوں کہ روپے منگالوں اور جو ہیں کتابیں آئیں خرید لوں۔ اُن کتابوں
پر کچھ تیس روپے سے کم لگیگا۔ قریب بیس کے لگیں گے۔ باقی کے روپے آپ کی
دولت ہیں۔ تھوڑے سے مجھے بھی دیدینے + آپ بتائیں کہ روپے ابھی منگاؤں یا نہ فقط

لاہور میں تعطیلات بسر کرنیکے بارہ میں تیرتھ رام جی کا نہایت مدلل ونصیحت آمیز خط

۱۹ جولائی ۱۸۹۰ء

اوم

القاب مذکورۂ بالا

ہمیں چھٹیاں یکم اگست سے ہونگی۔ آج ۱۹ جولائی ہے۔ میں آپ کا سدا تابع
ہوں۔ آپ کوئی اور خیال کبھی نکریں۔ جس کام میں کوئی آدمی مصروف ہو اُسے کچھ عرصہ
کے بعد ایک ملکہ ذہن میں آجاتا ہے۔ جس سے اُسکو بغیر سوچے اُس کام کے متعلق جو
اچھی بات ہو وہ سوجھ جاتی ہے۔ اور اُس اچھی بات کے اچھا ہونے کی جو دلیلیں
ہیں اُن دلیلوں کا اثر اُسکے من میں ہوجاتا ہے۔ چاہے وہ دلیلیں خود اُسکے من
میں نہ آئیں۔ اور زیادہ موقعوں پر وہ دلیلیں من میں نہیں آتیں۔ کیونکہ دلیلوں کا
نکالنا اور بات ہی۔ یہ بات فلاسفروں کے متعلق ہے۔ اور سب لوگ فلاسفر نہیں ہوتے
اور وہ قوت جس سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ فلانا کام اچھا ہے۔ مگر اُس کام کے اچھا
ہونے میں دلیل من میں نہیں آتی۔ اُس قوت کا نام ضمیر (Conscience) ہی۔

اس سے دو تین دن پہلے کو ہونگی . . . . ہیں پرمیشور سے یا آپ سے
پرارتھنا کرتا ہوں کہ کسی طرح تعطیلوں میں ہیں بڑی ہی محنت کروں کسی طرح سے
وقت ضائع نہ ہو۔ اور میری محنت یتھارتھ (ٹھیک ٹھیک) طریقے پر ہو اور پرمیشور اسکو
برکت دے۔ کیونکہ ہیں اپنے آپ کو بڑا ہی نالائق سمجھتا ہوں۔ اور درحقیقت ہوں بھی
بڑا ہی نالائق۔ اس لیئے جو میرا ارادہ ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ کسی طرح محنت
زیادہ کروں۔ اور کوئی غرض نہیں۔ اور ہیں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے ایسے ارادے
ہیں ضرور مدد دینگے۔ میرے حال پر ضرور ترس کرو۔ ہیں بڑا نالائق ہوں۔ ہیں چاہے
یہاں رہوں۔ چاہے وہاں رہوں۔ آپکا تو داس ہوں۔ اس وقت جو میرا ارادہ
ہے وہ ہیں لکھ دیتا ہوں۔ اور اگر یہ بدل گیا تو بھی لکھوں گا۔ ارادہ پڑا ہو۔ آپ نے
یہ خیال نہ کرنا کہ ہمارے برخلاف ہے۔ کیونکہ میرے ہر ایک ارادے سے اصل
غرض یہ ہوتی ہے کہ آپ کے ساتھ سلوک اور بھی بڑھے۔ میری غرض اسکے الٹ
کبھی نہیں ہوتی۔ اب ارادہ یہ ہے:۔ کہ پہلے کچھ دن قریب سات یا آٹھ روز کے تو بالکل
ہی لاہور رہوں۔ اور ان دنوں میں اپنا پچھلا پڑھا ہوا صاف کروں (بشرطیکہ ہانسی
نہ جانا پڑ جائے) بعد ازاں گجرانوالہ کچھ دن رہ کر دیکھوں کہ پڑھا جاتا ہے یا نہیں۔ پانچ
چار روز ویرو کے رہنے کا بھی ارادہ ہے اور کچھ دن مرالیوالہ + نیز ہانسی جانے کا بھی
ارادہ ہے کیونکہ ماسٹر نے لکھا تھا۔ اور اگر وہاں ایکانت جگہ مل جائے تو وہاں ہی
شاید زیادہ دن یعنی قریب مہینے کے رہ پڑوں۔ اور پچھلی چھٹیاں پھر لاہور میں
آنکر کاٹوں + مگر ہیں آپ سے یہی مانگتا ہوں کہ میرا وقت کسی طرح ضائع نہ ہو۔
رگھناتھ سرن× کے لیئے میں نے ایک نہایت ہی عمدہ بات سوچی ہوئی ہے۔ جس سے
وہ اچھا بھی ہو جائے اور استاد کی بھی اسے ضرورت کم پڑے۔ اب اور بات لکھتا ہوں

× رگھناتھ سرن بھگت دھنا رام جی مہاراج کی بھوا کا لڑکا تھا +

پنڈت رگھناتھ مل کے دس روپے بھیجے ہوئے مجھے ملے ہیں۔ مگر یہ بڑے جلدی لگ جائیں گے۔ کتابوں پر بڑا خرچ آتا ہے۔ میں فضول خرچی بالکل نہیں کرتا۔ جس دن آپکے آگے کلفیاں کھائی تھیں اُس دن کی ہیں نے سدا کے لیئے کوئی کلفی کھانی بالکل چھوڑ دی ہے۔ آپ دیا رکھا کریں۔ ....

گورو جی کی خفگی کے فرو کرنے کا از حد خیال

۱۲ر جولائی ۱۸۹۰ء اوم القاب مذکورۂ بالا

آپ لکھ تو دیا کریں کہ ہم اس بات پر خفا ہیں (جب خفگی کا سبب معلوم نہ ہو اور صرف اتنا ہی معلوم ہو کہ خفا ہیں) تو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ میں آپ کو بار بار جتاتا ہوں کہ اگر کوئی ایسی بات مجھ سے ہوئی ہے تو دیدہ دانستہ بالکل نہیں ہوئی ہوگی۔ اُس کا سبب میری بیوقوفی ہوگی۔ آپ معاف کر دیں۔ کیا وہ خط جس میں میں نے باوا جواہر داس کی بابت کچھ لکھا تھا آپ کی خفگی کا باعث ہے؟ اگر ایسا ہے تو آپ خفا نہ ہوں۔ کیونکہ وہ سارا خط اجودھیا داس کی زبانی تھا۔ مجھ کو اُس میں کچھ دخل نہیں۔ چاہے آپ کوئی بات کہیں مجھ کو آپ پر ذرا اعتراض نہیں۔ اِس لیئے اب تو ایک خط لکھو۔ اور آیندہ اِس طرح ذرا ذرا سی بات پر خفا ہو جانا ذرا کم کر دیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔ جب میں کہنے سے مان جاتا ہوں تو خفا کیوں ہونا۔ جب سونٹے سے کام چل جائے تو ڈانگ کی کیا ضرورت ہے +

زمانۂ طالبعلمی میں کشمکش

۱۳ر جولائی ۱۸۹۰ء اوم القاب مذکورۂ بالا

آپ کا ایک خط ملا۔ بڑی خوشی ہوئی۔ ہمیں تعطیلیں یکم اگست یا

خط کے بھاری ہو جانے کے بیتے (یعنی سبب) بس کرتا ہوں۔ اور یقین کرتا ہوں کہ آپ اتنے سے ہی میرے حال پر مطلع ہو جائیں گے اور تلطف نامہ لکھیں گے۔ فقط

مذہبی مسائل میں دلچسپی

۴ جولائی ۱۸۹۰ء اوم

القاب مذکورۂ بالا

ابھی پنڈت رگھناتھ مل نے روپے نہیں بھیجے۔ مہاراج جی! آپ ایک دو پیسے والے لفافے میں لکھیں کہ آپ جب لاہور میں آئے تھے تو باوا جواہر داس[×] کے ساتھ آپ کا کیا سمباد (مباحثہ) ہوا تھا۔ کیونکہ اُسنے یہاں یہ مشہور کر رکھا ہے۔ کہ بھگت جی نے اِس بات کے سدھ کرنے میں میرے ساتھ بحث کی تھی۔ کہ "جو آدمی مرتا ہے (چاہے وہ کون ہو) اُسکو اپنے پاپ پُن کا پھل کچھ نہیں ملتا۔ چاہے وہ بھلے کرم کرے چاہے بُرے۔ وہ مُکت ہو جاتا ہے"۔ کیا آپنے سچ مچ اِس بات کے سدھ کرنے میں اُسکے ساتھ بحث کی تھی؟ مگر میں اُمید کرتا ہوں کہ باوا جی نے آپ کی گفتگو کا مطلب بالکل نہیں سمجھا ہو گا۔ اِس لیئے اُنہوں نے جھوٹ مُوٹ یہ بات مشہور کر دی ہے۔ اور مجھے اجودھیا داس نے کہا ہے کہ باوہ جی نے یہ بات مشہور کی ہوئی ہے[+]

کُلفی نہ کھانے کا عہد

۸ جولائی ۱۸۹۰ء اوم

القاب مذکورۂ بالا

آپ کا نوازشنامہ کوئی صادر نہیں ہُوا۔ کیا وجہ ہے۔ آپ ضرور خط لکھیں۔ آج

× باوہ جواہر داس جی ایک اُداسی سادھو تھے جو اکثر کرکے ضلع گوجرانوالہ میں گھومتے رہتے تھے اور گاہے گاہے لاہور آجایا کرتے تھے +

+ بھگت جی مہاراج کی گفتگو سے ابھی معلوم ہُوا ہے کہ اُنہوں نے عوام کے بارہ میں ایسا ذکر باوہ جی سے ہیں کیا تھا صرف اتنا کہا تھا کہ گیانی کو کسی کرم کا لیپ (آلودگی) نہیں ہوتا اور چاہ وہ کسی ذات کا کیوں نہ ہو وہ مر کر مکت ہو جاتا ہے

نہ کرسکوں مگر من سے آپکا بڑا تابعدار ہوں۔

جو لڑکے گھروں سے پڑھنے آتے ہیں وہ اپنے والدین کو خط تک بھی بہت کم لکھتے ہیں۔ انکا زیادہ اُن والدین کی طرف خیال ہونا تو درکنار۔ مگر اُن کے والدین کبھی یہ خیال نہیں کرتے کہ ہمارا بیٹا سرکش ہوگیا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں ہمارا ہی کام کر رہا ہے

اگر آپ کہیں کہ زیادہ ظاہر طور پر ایک دوسرے کی طرف خیال نہ کرنے سے محبت کم ہوجاتی ہے۔ تو یہ بات میرے معاملے میں بالکل نہیں۔ کیونکہ میں تو من میں آپ کا خیال بڑا ہی کرتا رہتا ہوں۔ ہر ایک مشکل جگہ میں آپ یاد رہتے ہیں اور یہ ایک قسم کا اندرونی ملاپ ہوتا ہے (گو ظاہر طور پر آپ کو معلوم نہ ہو) نیز میرا آپکا معاملہ باپ بیٹے کا ہے جسکے ٹوٹنے کا قیامت کے دن بھی اندیشہ نہیں ہوتا۔

آپ اور کچھ خیال نکریں میرا من تو سدا صاف ہے۔

پھر یہ بات کہ جو کام ناجائز آدمی سے ہوتا ہے اُسکی دو وجہیں ہوسکتی ہیں۔

اول۔ بیوقوفی۔ یا نادانی۔ دوم۔ اُسکے من کا صاف نہ ہونا۔

جب میرے سے کوئی حرکت ناجائز صادر ہو تو آپ دیکھیں کہ اُسکی کیا وجہ ہے اگر پہلی وجہ ہو (صرف جو وجہ میرے ناجائز کاموں میں سدا ہوتی ہے) تو آپ اِسکو دوسری وجہ سمجھ کر میرے پر خفا نہ ہو بیٹھیں۔ بلکہ چاہیئے کہ اگر کسی سے کوئی ناجائز حرکت بسبب نادانی صادر ہو تو اُس کو اُس آدمی کی نادانی سمجھا دیں۔ اور اُسکو یہ نہ کہیں کہ تیرا من صاف نہیں ہے اور تو بُرے چت والا ہے۔ تیرا ہماری طرف چت خراب ہے۔

اب اگر کوئی اور وجہ آپکی خفگی کی ہے تو وہ ضرور لکھدیں۔ کیونکہ جب تک آدمی کو بات نہ بتائی جائے وہ کیا جانے کہ کوئی کیوں خفا ہے۔ یہ ضرور مہربانی کرنی کہ اپنے من کا غصہ ایک خط میں ظاہر کرکے بھیجنا۔ اور میری بیوقوفی پر مجھے اطلاع دینی۔ آپ ضرور میری بابت بُرا خیال جو آپکے دل میں ہے ہٹا دیں۔

اگر کسی ظاہرداری کے کام میں کوتاہی ہُوئی تو اُسکی وجہ ایسی ہے۔
مثلاً اگر مَیں پڑھنے میں کوشش کرُوں اور اُس پڑھنے میں صرف اپنی ہی غرض ملحوظ ہو اور آپ کی طرف سے اُتنا چت ہٹا لُوں تو بیشک بہت ہی بُری بات ہے۔ مگر میری ایسی حالت نہیں ہے۔ مَیں اگر محنت کرتا ہُوں تو میرے دل میں (مَیں بالکل سچ کہہ رہا ہُوں۔ آپنے کوئی اور خیال نکرنا) کسیقدر اپنا پاس بھی مطلوب ہوتا ہے مگر زیادہ تر یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ پڑھنا آپ کا کام ہے۔ اگر مَیں اچھا پڑھُوں تو گویا آپ کی زیادہ تابعداری کی ہے اور آپکی زیادہ خدمت بجا لایا ہُوں۔ اور آپکے ورُدھ انش مانز بھی کوئی کام نہیں کر رہا۔ اب اگر پڑھنے کی طرف زیادہ خیال کرُوں اور کسی ظاہرداری کے کام میں اگر کوتاہی ہو جائے (مگر سچ کہتا ہُوں کہ میرا من بالکل پہلے کی طرح ہے۔ بلکہ پہلے سے بھی بہت اچھی طرح آپ کا تابعدار ہے) تو گو ظاہر بین نظر کو میری کوتاہی نظر آتی ہے مگر چشمِ دُور بین صاف دیکھ رہی ہے کہ مَیں پہلے کی نسبت بھی آپ کی خدمت زیادہ بجا لا رہا ہوں۔ گو اب معلوم ہو رہا ہے کہ میرا خیال آپ کی طرف کم ہے۔ مگر یہ ظاہر طور پر میرا اب کم خیال آپ کی طرف معلوم ہونا انجام میں مجھکو اس لائق کر دیگا کہ آپکی خدمت لاکھ مرتبہ اچھی کرُوں۔ بشرطیکہ آپ میری ظاہر حرکات پر خفا نہ ہو جائیں اور میری محنت (جو کہ آپکا کام ہے) کے پھل ہونے میں مدد دیں۔ کیونکہ انجام میں مَیں آپ کی مدد کا بڑا محتاج ہُوں۔ مثل مشہور ہے "ہمتِ مرداں مددِ خدا" جسکے معنے مَیں یہ کرتا ہُوں کہ خدا کی مدد درکار ہوتی ہے مَردوں کی کوشش کی۔ میرا یہ پڑھنا آپ کا بہت بڑا کام ہے۔ اور ظاہرداری کے کاموں کو بھلے آدمی اتنا بڑا کام نہیں سمجھتے۔ اِس لئے آپ کا بہت بڑا کام کرنے میں یعنی پڑھنے میں اگر آپکے کسی چھوٹے کام (ظاہرداری کے) میں کوتاہی ہو جائے تو معاف کر دیں۔
پھر یہ کہ کئی آدمی ہوتے ہیں جو من سے زیادہ خدمت کر سکتے ہیں۔ اور کئی ظاہر کی چیزوں سے زیادہ خدمت کر سکتے ہیں۔ مگر مَیں گو ظاہر کی کسی چیز سے آپ کی خدمت

لکھدی تھی۔ اُسنے میری عینکوں کا اپنے صندوق کی عینکوں کے ساتھ ملاحظہ کیا تو وہی عینکیں نکلیں جو لکھی تھیں۔ میں نے اُن سے کہا کہ میں ان سے اچھی طرح پڑھ کیوں نہیں سکتا۔ وہ کہنے لگا کہ یہ پڑھنے کے لئے نہیں ہیں دور سے دیکھنے کے لئے ہیں اور تجھے ابھی پڑھنے کے لئے عینک نہیں خریدنی چاہیئے۔ اور مہاراج جی! ان سے میں دور سے اچھی طرح دیکھ سکتا ہوں۔ کالج کا بورڈ اچھا نظر آتا ہے۔ ہمارے کالج کا صاحب بھی کہنے لگا کہ جس طرح تجھے وہ ڈاکٹر کہے اسی طرح کر۔ اس لئے میں نے ابھی عینکیں واپس نہیں کیں۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

ظاہرداری پر باطنی حالت کو فوقیت

۲۴ جون سنہ ۱۸۹۱ء ۱۳ القاب مذکورۂ بالا

مہاراج جی! آپ مجھ پر خفا ہیں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اس خفگی کی وجہ سوائے اسکے (کہ آپنے میرے دل کو نہیں دیکھا اور صرف ظاہرداری کی باتوں کو دیکھکر ہی میری بابت بُرے قیاس کر بیٹھے ہیں) اور کوئی نہیں ہے۔ اگر آپ میرے دل کو دیکھیں تو میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ خفا نہ ہوں۔

آپنے یہ نہ خیال کرنا کہ اگر میری طرف سے ظاہرداری کے کسی معاملہ میں کوتاہی ہو گئی ہے تو اس کی وجہ (میرے دل کا عقیدہ آپ کی طرف سے ہٹ جانا) ہے۔ یہ بات ہرگز نہیں ہے کیونکہ میں ہر کام میں آپ کی مدد کا محتاج ہوں اور اپنے من میں سدا آپ کا خیال رکھتا ہوں۔ اول تو پڑھنے وغیرہ۔ یا کسی اور بھلے کام کی طرف چت لگنے میں آپکی مدد درکار ہے۔ پھر اُس کام کے لئے تیاری کرنے میں سامان بہم پہنچانے میں آپ کی مدد درکار ہے پھر اگر اُس کام میں محنت کی جائے تو محنت کے سپھل ہونے میں آپکی مدد درکار ہے۔ غرض ہر کام میں آپ کی مدد ضروری ہے۔

کی بھی زحمت کم ہوتی ہے آگے جس طرح آپ کہیں گے اسی طرح کروں گا ؎

تیرتھ رام جی پر کالج کے کام کا بوجھ

۴ر جون ۱۸۹۵ء
اوم
القاب مذکورۂ بالا

آپ نے آنا میں دیر کیوں کی ہے؟ میری طرف سے کچھ فرق نہیں ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ آج کل مجھے بڑا ہی کام ہوتا ہے۔ اس لیے میں نہیں آسکا۔ اب تک نام کو تو دو چھٹیاں ملی ہیں مگر کام اتنا ہے کہ دو ہفتوں میں بھی ختم مشکل سے ہو سکتا ہے۔ شاید پارا سورا کا کام کرنا پڑتا ہے۔ آپ نے کوئی اور خیال من میں نہ لانا۔ میں آپ کا غلام ہوں۔ آپ اب آ جائیں ؎

تیرتھ رام جی کو عینک کی ضرورت

۱۰ر جون ۱۸۹۵ء
اوم
القاب مذکورۂ بالا

پچھلے اتوار میں اپنے صاحب کی چٹھی لے کر آنکھیں دکھانے گیا تھا۔ پھر آنکھیں دیکھنے والے صاحب نے مجھے ایک خط لکھ دیا تھا وہ خط میں نے بمبئی بھیجا ہے۔ وہاں سے مجھے پانچ روپے کی عینکیں جو میرے لائق ہوں آئیں گی۔ اس ہفتے ہمارا امتحان ہے ریاضی کا۔ یہاں مینہ بڑا برسا ہے۔ اس لیے کل سے میرے منہ کا ذائقہ ذرا کم کڑوا ہے اور بھوک بھی قدرے زیادہ ہے۔

تیرتھ رام جی کی دور کی نظر کمزور

۲۵ر جون ۱۸۹۵ء
اوم
القاب مذکورۂ بالا

میں اس ڈاکٹر کے پاس گیا تھا جس نے مجھے عینکوں کے لیے بمبئی عرضی

پچاس کے ساتھ رکھدوں مگر پچاس روپے تو وہاں پڑے ہوئے تھے لیکن وہ سات روپے بالکل نہ نکلے - اُس وقت تو میں نے صندوق بند کر کے تالا لگا دیا مگر پھر شام کو میں نے کہا کہ پھر دیکھوں - جونہی کوٹھڑی کا دروازہ کھولا تو ایک کالے موٹے سانپ کی دُم بڑے صدمے سے میرے اُوپر آن پڑی - میں ڈر کر باہر بھاگ آیا اور ایک آدمی سے تالا کوٹھڑی کو لگوا کر کوٹھے پر جا بیٹھا - آج صندوق کو کوٹھڑی کے اندر سے نکلوایا ہے اور باہر کے کمرے میں رکھا ہے - مگر ذرا ذرا حصہ صندوق کا کتابیں باہر نکالکر دیکھا ہے - پھر بھی اُن سات روپوں کا پتہ بالکل نہیں ملا - مہاراج جی! میں نے صندوق کو اور کوٹھڑی کو یعنی دونوں کو کبھی تالا لگائے بغیر نہیں چھوڑا - یہ بڑے ہی اشچریہ کی بات ہوئی ہے - مہاراج جی! جس سانپ کا میں نے ذکر کیا ہے اُس کے علاوہ ایک یا دو اور سانپ بھی ساتھ کے طویلے میں ضرور رہتے ہیں کیونکہ اُس مکان میں میں سانپوں کے چلنے کی رگڑ کے نشان بہ کثرت پاتا ہوں - آپ دیا رکھا کریں - اور مجھکو بھلا نہ دیں -

گو اس مکان میں سانپ تو ضرور ہیں مگر روز روز کی تبدیلیٔ مکان میں بھی کمال دقت ہوتی ہے اِس لئے میں ابھی اس مکان سے اُپرام نہیں ہوا - (یعنی اُکتایا نہیں) - آپ دیا رکھا کریں - میں آپکا غلام ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

فرض کا خیال

۱۲ / مئی سنہ ۱۸۹۰ء　　　　اوم　　　　القاب مذکورۂ بالا

کل آپ کا ایک پتر ملا تھا - بڑی خوشی ہوئی - کتابوں کی بابت تو کل میں نے آپ کو لکھ ہی دیا تھا - آنے کی بابت یہ بات ہے کہ مجھے آپکے حکم سے تو ذرا انکار نہیں مگر کام اسقدر بڑا ہوتا ہے کہ اگر میں اپنے فرض میں کوتاہی نہ کروں تو سر کھجلانے

آپ کی طبیعت میں کچھ فرق ہے یا اور کیا حادثہ واقع ہو گیا۔ ایک مستقل ارادے کے برابر کوئی چیز دنیا میں نہیں ٭

اوم
۱۲ اردسمبر ۱۸۹۸ء		القاب مذکورۂ بالا

آج شام کی گاڑی میں چاچا جی کا چلے جانے کا ارادہ ہے۔ آج ماسٹر[2] (ماؤسا) جی نے پچاس روپے بھیجد ئیے ہیں۔ آج میں کتابوں[1] کے پتے لکھ دیتا ہوں۔ آپ خط لکھتے رہا کریں۔

اوم
۱۴ ارمئی ۱۸۹۸ء		القاب مذکورہ بالا

آپ کا پترآئے بڑی ہی دیر ہو گئی ہے آپ جلدی دیا کریں۔
جب میں اِس مکان میں آیا تھا اور سب اسباب تو باہر کے کمرے میں رکھا تھا۔ مگر صندوق اندر کی کوٹھڑی میں رکھا تھا۔ اُس صندوق میں پچاس روپیہ گھنا تھ مل والے اور سات روپیہ جو وظیفے[3] کے ملے تھے رکھے تھے۔ پچاس روپے چاچا جی اپنے ہاتھ سے رکھ گئے تھے اور سات روپیہ میں نے اُن سے پہلے ایک کاغذ میں بند کر کے آپ رکھے تھے۔ کل میں نے کہا کہ وہ سات روپیہ کاغذ سے نکال کر اُن

---

[1] اس ماہ تیرتھ رام جی بی۔ اے۔ میں داخل ہوئے ہیں اسلئے بی۔ اے کلاس کی نئی کتابوں سے اُنکی یہاں مراد ہے۔
[2] پنڈت رگھناتھ مل جی تیرتھ رام جی کے ماسٹر (ماؤسا) تھے یہ ہانسی حصار وغیرہ اضلاع میں اسسٹنٹ سرجن کے عہدے پر ممتاز تھے۔ جب تیرتھ رام جی نے انٹرنس پاس کیا تو والدین بوجہ مفلسی کے اُنکو آگے پڑھانا نہیں چاہتے تھے۔ بلکہ کسی دفتر میں ملازم ہونے پر اصرار کرتے تھے لیکن تیرتھ رام جی کی مرضی ملازمت کرنے پر ہرگز نہ تھی وہ آگے کالج میں پڑھنا چاہتے تھے۔ اور اس نیک ارادے کے پُورا کرنے میں چند آدمیوں نے ایسی ہر طرح کی مدد سے اُن کی حوصلہ افزائی کی جن کے ذکر آئندہ خطوں میں آئیں گے۔ تیرتھ رام جی کے اِن نیک دل مددگاروں میں سے ایک پنڈت رگھناتھ مل جی تھے۔ جنہوں نے اِن کو موقعہ بموقعہ از حد ضرورت کے وقت روپے سے خوراک سے غرضیکہ جس طرح سے بھی بن سکا۔ مدد دی ٭
[3] یہ گوجرانوالہ کی میونسپل کمیٹی والے وظیفے سے مراد ہے ٭

تھا۔ آپ دیا کریں۔ میں آپ کا غلام ہوں۔ یہ خط لکھ چکنے کے بعد آپ کا ایک خط ملا۔ بڑی خوشی ہوئی۔

۱۷ اپریل ۱۹۰۸ء اوم القاب مذکورہ بالا

پرسوں کا حال تو کل میں نے آپ کو لکھدیا تھا۔ کل مجھے یوں تو بالکل آرام رہا تھا۔ مگر کسی قدر ٹانگوں میں درد تھا۔ کھانا کھائے مجھے اب چار ٹائم (مرتبہ) ہو گئے ہیں بھوک نہیں لگتی۔ مگر کل رات کو صرف ایک چپاتی کا ٹکڑا* کا کھانڈ کے ساتھ کھایا تھا۔ مجھے کتنے دنوں کا پاخانہ قبض کے ساتھ آتا تھا۔ اِس لئے کل رات کو میں نے آدھ سیر دودھ بھی پیا تھا۔ اور آج صبح کو اجوھیا داس سے چھ گولیاں لیکر کھائی تھیں۔ اِس لئے مجھے صبح کے اب دس بجے کے قریب تک آٹھ نو دست صرف پانی کے آچکے ہیں اور دو دفعہ پانی کی قے بھی آئی ہے۔ پیاس لگتی تھی۔ اِس لئے اب حکیم سے پوچھ کر مصری کا شربت پیا ہے مگر شربت پینے سے کوئی گھنٹہ بھر پہلے کا دست کوئی نہیں آیا۔ صبح جب اُٹھا تو مُنہ کا ذائقہ بڑا خراب تھا۔ مگر اب شربت پینے کے بعد سے ذائقہ اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اُمید ہے کہ اب دست و قے بالکل بند ہو چکے ہیں۔ امتحان کا نتیجہ ابھی نہیں نکلا۔ آپ دیا رکھا کریں۔ میں آپ کا غلام ہوں۔ آپ ہی کا آسرا ہے۔

ایک مستقل ارادے کے برابر کوئی چیز دنیا میں نہیں

۴ مئی ۱۹۰۸ء اوم القاب مذکورہ بالا

آج آپکا بڑا ہی انتظار تھا۔ مگر آپ نہیں آئے۔ من کو بڑا رنج ہوا ہے اگر آپ نے نہیں آنا تھا تو خط ہی لکھدیتے۔ سو آپ نے وہ بھی نہیں کیا۔ دل میں خیال گزر رہے ہیں۔ کہ کیا وجہ جو آج نہیں آئے۔ شاید چاچا جی (والد صاحب) نہیں ملے۔ یا شاید اُن کی یا

* روٹی کا ایک چوتھائی ٹکڑہ۔

امتحانِ ایف اے

۲۰ مارچ ۱۸۹۰ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

آج ہمارا فارسی کا امتحان ہوگیا ہے۔ پرسوں ریاضی (جسے میتھے میٹکس بھی کہتے ہیں) کا امتحان ہوگا۔ ریاضی سب سے بھاری مضمون ہے اور سب سے سخت مضمون ہے آپ دیا رکھیں۔ آپ کی مدد کے بغیر کچھ ہو نہیں سکتا۔

۲۳ مارچ ۱۸۹۰ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

...... آج کے پرچے بڑے سخت آئے تھے۔ پرسوں ہمارے سائنس کی پریکھیا (امتحان) ہے جو کہ ہا کٹھن (نہایت مشکل) مضمون ہے ٭

۲۵ مارچ ۱۸۹۰ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

آج ہمارا سائنس کا امتحان ہوا۔ عموماً سارے سوال ہی کتاب سے باہر تھے پرسوں انگریزی و سائنس کا اورل ہوگا۔ سائنس کا اورل سب سے مشکل ہوتا ہے کیونکہ اگر کوئی اُس میں نہ پاس ہو تو سارے سائنس میں فیل گنا جاتا ہے۔ انگریزی کا اورل بھی مشکل ہی ہُوا کرتا ہے۔ آپ ضرور میرا خیال رکھا کریں۔

تیرتھ رام جی کو سخت تپ

۱۶ اپریل ۱۸۹۰ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

ابھی ہمارا نتیجہ نہیں نکلا۔ شاید آج یا کل نکل جائے۔ کل منگل وار میں سخت بیمار ہوگیا تھا۔ دس بجے دن کو سخت تپ چڑھ گیا اور سر درد۔ اور کمر درد۔ اُسکے علاوہ تھے۔ نہ میرے پاس کوئی آدمی تھا نہ آدمی کی ذات تھی۔ یہ شدتِ تپ رات کے بارہ بجے کے قریب تک رہی۔ اب آرام ہے۔ رات کے گیارہ بجے کے بعد لالہ مہیش داس[1] نے منہ دکھلایا

(۱) لالہ جودھیا داس جی کے یہ لالہ صاحب بہنوئی ہیں اور لاہور میں اُن دنوں کسی وکیل کے ایجنٹ تھے

خراب سیرت ہمسایہ سے از حد پرہیز

۸ مارچ ۱۸۹۰ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

...... آج دو بجے ہمارے ساتھ کا مکان کنجریوں نے لے لیا ہے - اور وہ آج ہی اِس مکان میں آنا چاہتی ہیں - اِس لیئے بالفعل ہم آج ہی کوئی اور مکان کرایہ پر لے لینگے - پھر جب آپ آئیں گے تو کوئی اور اچھا مکان تجویز کر لینگے - ....

مَیں آپ کا نوکر ہوں - آپ ضرور بڑی جلدی دیا کریں - آپ مجھ پر خفا کیوں ہیں؟ مَیں آپ کا داس ہوں ؂

پرمیشور کا دیا اور شانت سروپ گن

۱۰ مارچ ۱۸۹۰ء

اوم

القاب مذکورہ بالا

نہ تو آپ ہی آتے ہیں اور نہ پتر ہی بھیجتے ہیں - نہیں معلوم مَیں نے کیا اپرادھ کیا ہے جو میری طرف سے آپ کا دِل اِس طرح کھچ گیا ہے - پرمیشور کے گنوں میں سے دیا سروپ اور شانت سروپ ہونا ایک بڑا بھاری گن ہے - پھر آپ میری بھولوں سے درگزر کیوں نہیں کرتے؟ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو میری بابت کوئی بُری بات پرماتما کی درگاہ سے معلوم ہوئی ہے - اِس لیئے آپ میرے ساتھ اب بولتے نہیں تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ تیرتھ رام بھگت جی کا تھا - اور پھر اپنی مُراد کو نہ پہنچا - مگر مہاراج جی! آپ لوگوں کا خیال نہ کریں میرا تو یہ حال ہے ؎

گر بخوانی ایں در ہست وار برانی ایں در ہست * جائے دیگر من ندانم ایں سر ہست و ایں در ست×

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند * آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

جو ہم بھولیں وچن اُچارے * کھشما کرو اپرادھ ہمارے

× (مطلب) اگر آپ بُلائیں تو یہی دروازہ ہے اور اگر آپ ہٹائیں تو یہی دروازہ ہے - اور جگہ مَیں نہیں جانتا - یہی سر ہے اور یہی دروازہ ہے ؂

۱۴ر فروری ۱۸۹۰ء القاب مذکورۂ بالا

میں آپکے چرنوں میں سب کچھ ارپن کرتا ہوں۔ آپ دیا رکھا کریں۔ کل تک میں نے یہ سمجھا ہوا تھا کہ امتحان میں داخل ہونا یا نہ ہونا میرے اختیار میں ہے۔ مگر یہ بات نہیں نکلی۔ آج صاحب نے تقریبًا سب سے پہلے مجھ سے نام فارم پر لکھوالیا ہے۔ اور جب فارم پر نام لکھا گیا تو داخلہ ضرور دینا پڑیگا۔ اور امتحان میں ضرور جانا پڑے گا۔ اِس لیئے میں آج لالہ بھگوانداس سے روپے کل داخلہ دینے کیواسطے لے آیا ہوں۔ آپ آپنے ضرور دیا کرنی۔ میرے گناہوں کو معاف فرمانا۔ مجھ پر دیا رکھنی۔ میں آپ کا داس ہوں ٭

اوم

۱۵ر فروری ۱۸۹۰ء القاب مذکورہ بالا

. . . . . . آج چار بجے کالج سے آتی دفعہ میں اُس جگہ گیا تھا جہاں پر ریزلٹ (نتیجۂ امتحان) لگتا ہے۔ پر اُس وقت نہیں لگا تھا۔ پھر ڈیرے آکر مکندلال* کو بھیجا۔ یہ کوئی پانچ بجے کے قریب وہاں پہنچا۔ ریزلٹ لگ گیا ہوا تھا۔ مگر لڑکوں نے گوجرانوالہ گجرات۔ وزیرآباد۔ سیالکوٹ۔ وغیرہ لڑکوں کے نام بالکل پھاڑ دیئے ہوئے تھے ان جگہوں کے نام کسی بیوقوف حاسد لڑکے نے اِس لیئے پھاڑ دیئے تھے کہ وہاں کے بڑے (یعنی بہت) لڑکے پاس ہوئے تھے۔ کئی کہتے تھے کہ گوجرانوالہ کے سارے کے سارے لڑکے یعنی ۹۶ کُل کے کُل پاس ہو گئے ہیں۔ مگر میں بڑا ہی افسوس کرتا ہوں کہ میں آپ کو معتبر خبر نہیں دے سکا۔ مکندلال روز ایک دفعہ وہاں یونیورسٹی ہال میں ہو آیا کرتا تھا۔ مگر اُس کی سب کوشش بیفائدہ گئی۔ بڑا افسوس ہے۔ آپ مجھ پر دیا رکھا کریں۔ آپ کا داس ہوں ٭

* مکندلال تیرہ رام جی کے سالہ کا لڑکا تھا اور اپنے گاؤں دیروکے سے لاہور آکر آپکے پاس رہا اور پڑھا تھا

سنہ ۱۸۹۰

(اس سال تیرتھ رام جی کی عمر ساڑھے سولہ سال کے قریب تھی)

محنت و ہوشیاری کے گھمنڈ کا ابھاؤ

۱۱ر فروری سنہ ۱۸۹۰ء

القاب مذکورہ بالا

ہمارے داخلے (۱) دینے کے واسطے ویروار کا دن اور شکروار کا دن مقرر ہوئے ہیں۔ اِن دونوں میں سے چاہے کسی دن داخلے کالج میں داخل کردیں۔ مَیں نے ابھی لالہ بھگوانداس سے روپے نہیں لیے

اب مہاراج جی! مجھے بڑی فکر لگی ہوئی ہے۔ کیونکہ مجھے اپنے آپ پر بالکل ذرا بھی بھروسا نہیں۔ مَیں بڑا نالائق ہوں۔ اگر میرا وظیفہ اچھے نہ لگا تو میرے دل کو بڑا صدمہ ہوگا۔

آپ بالکل جیشور ہیں۔ سب کچھ کرسکتے ہیں۔ سب کچھ جانتے ہیں۔ غرض آپ کی صفت میرے لکھنے کی محتاج نہیں۔

اب بات یہ ہے کہ ابھی تو وقت ہے۔ اگر آپ کی رائے میں مجھے اس سال داخلہ بھیجدینا واجب ہو تو مَیں بھیجدیتا ہوں۔ نہیں تو اگلے سال امتحان دیدوں گا۔ مَیں آپ کا نوکر ہوں۔ آپ نے جواب جلدی لکھنا اور سوچ کر لکھنا۔ مجھے اپنی محنت یا ہوشیاری پر تو کچھ بھروسہ نہیں۔ مگر ہاں آپ اگر مدد دیں تو مجھے سب کچھ امید ہوسکتی ہے۔ مجھے اس سال وظیفہ مِل سکتا ہے۔

اتنی مدت ہوئی آپ کا خط کوئی نہیں آیا۔ کیا وجہ ہے؟ اب مجھے آپ نے بھلا دیا ہے جب کسی کے بُرے دن آتے ہیں تو ایسا ہی ہوتا ہے۔

(۱) امتحان ایف اے کے داخلہ سے مراد ہے۔

سبکے پر عمل کرونگا۔ اور وہ کرایہ اپنے پاس سے دیگا۔ اور تھوڑا عرصہ رہکر اُس کا چلا آنیکا ارادہ ہے۔ اور میرے پاس وہ پڑھنے کے لئے رہنا چاہتا ہے۔ آپنے جلدی لکھنا کہ میں اُسے لاؤں یا نہ لاؤں ٭

۲۲ جولائی ۱۸۸۹ء اوم القاب مذکورہ بالا

میں آپ کا نوکر ہوں۔ میرے قصوروں کو معاف فرمایا کریں۔ آپکے دو پتر ملے بڑی ہی خوشی ملی۔ میں نیرج نابھہ کو ہرگز ساتھہ نہ لاؤں گا۔ میں آپکا تابعدار ہوں ٭

تیرتھہ رام جی کی ادھینتا (عجز و انکساری)

۲۳ جولائی ۱۸۸۹ء اوم القاب مذکورہ بالا

آپکے دو پتر آج اور ملے۔ میں بڑا ہی پاپی اور اپرادھی ہوں۔ آپ میرے من کو شدھ کریں۔ کیونکہ سب کچھ آپ ہی کرنے والے ہیں۔ میرے پتا بھی آپ ہیں۔ بھائی بھی اور سب سمبندھی بھی آپ ہی ہیں۔ مجھ پر رحم کیا کرو کیونکہ ع از خرداں خطا و از بزرگاں عطا۔ چلی آتی ہے۔ آدمی سے قصور بھی ہو جاتے ہیں۔ میں آپ کا داس ہوں۔ جس طرح کہو گے اُسی طرح کروں گا ٭

۲۴ جولائی ۱۸۸۹ء القاب مذکورۂ بالا

آپ کا ایک اور خط آج مجھے ملا۔ میں تو آپکے اشارے کو بھی حد سے بڑھ کر جانتا ہوں۔ آپ مجھے بار بار کیوں تاکید کرتے ہیں۔ میں نے تو اب نیرج نابھہ سے بولنا بھی چھوڑ دیا ہے۔ مجھ پر آپ خفا کیوں ہوتے ہیں؟ میرا آپ کے بغیر کوئی ٹھکانا نہیں مجھ پر دیا کی نگاہ کرو۔ مجھ پر اگر آپ راضی ہونگے تو بھی میں آپ کا ہوں۔ اور اگر رنج (رنجیدہ) ہونگے تو بھی میں آپکے چرنوں میں پڑا رہوں گا۔ مجھ پر رحم کرو ٭

طرف رہتا ہے۔ . . . .

شُدھ کرو میرے من کو (پربھو جی)

پاپی من مم پُرکٹ نہ روکے۔ دھیر دھرو نہیں چھن کو + شُدھ کرو

تیرتھ رام جی کی گورو بھگتی

اوم

۲۰ر جون سنہ ۱۸۸۹ء

القاب مذکورۂ بالا

آپ کا ایک کارڈ بڑے عرصہ کے بعد ملا بڑی خوشی ہوئی۔ . . . .

کل کا لالہ اجودھیا داس[1] کے پاس باوا بالک ناتھ[2] آیا ہوا ہے۔ کچھ دنوں سے لالہ اجودھیا داس کی طبیعت بدل گئی ہوئی تھی۔ وہ ایک بھائی سوجان سنگھ کے چیلے کے مکر لگا ہوا تھا۔ اور اُس آدمی نے اُسے یہ کہا ہوا تھا کہ میں تجھکو ساکھشات پرمیشور دکھلاتا ہوں۔ اور اس بات سے لالہ اجودھیا داس اُسکے مکر لگا ہوا تھا۔ مگر اب میں نے لالہ جی کا دل اُس طرف سے بالکل ہٹا دیا ہے اور آپکے چرنوں میں دردھ ہو گیا ہے۔

مہاراج جی! میں آپکو ہاتھ جوڑکر عرض کرتا ہوں کہ آپ اِس ہفتہ ضرور یہاں تشریف لائیں۔

اوم

۱۹ر جولائی سنہ ۱۸۸۹ء

القاب مذکورہ بالا

ہمیں اِس ہفتہ (اُمید ہے) چھٹیاں ہونگی اور نیرج ناتھ[3] میرے ساتھ ہمارے گاؤں میں جانا بڑا چاہتا ہے آپ اگر مجھے کہیں تو میں اُسکو لاؤنگا۔ نہیں تو نہ لاؤنگا۔ میں آپکے

(۱) ضلع گوجرانوالہ میں ایک قصبہ تیرہاں جیڈیالہ کے نام سے مشہور ہے وہاں کے لالہ اجودھیا داس جی باشندے ہیں جب تیرتھ رام جی لاہور میں پڑھتے تھے اُن دنوں میں یہ لالہ جی لاہور میں راجہ ہرنس سنگھ والی شیخوپورہ کے وکیل تھے۔ تیرتھ رام جی کے ساتھ بڑی محبت رکھتے تھے۔ آجکل یہ اپنے گاؤں میں مقیم ہیں۔ اور نہایت نیک سبھاگی اور ستیہ ورت ہیں۔ یہ بھی تیرتھ رام جی کی طرح اپنے گورو (بھگت جی) میں سردھا و بھگتی رکھتے تھے اُنکے پاس تیرتھ رام جی کو بہت رہنے کا اتفاق ہوا۔ (۲) یہ بھائی گوجرانوالہ میں بڑے مست و مجذوب تھے۔ (۳) ایک برہمن لڑکا تھا تیرتھ رام جی کے پاس رسوئی کا کام کرتا تھا اور اُن سے پڑھا بھی کرتا تھا۔

کُسنگ سے پرہیز

۲۱ اپریل ۱۸۸۹ء   القاب مذکورہ بالا

میں آپ کو سب کچھ ارپن کرتا ہوں۔ آپ دیا رکھا کریں۔
بیشک کُسنگ آدمی کا ناش کر دیتا ہے۔ آپ مجھے جس طرح کہیں میں اسی طرح کروں گا۔ کہو تو اس لڑکے کو آج ہی جواب دے دوں اور کہو تو ابھی کچھ عرصہ تک نہ جواب دوں۔ آپ اگر جلدی درشن دیں تو مجھے بڑی خوشی ہو۔ اور آپ کی سی حرفیاں بڑی خوشخط آپ کے واسطے لکھائی ہوئیں یہاں پڑی ہیں۔(۱)

پرارتھنا کا بھاؤ

सत्यं ज्ञान मनन्तं(ब्रह्म) आनन्दामृत शान्ति निकेतन, मंगलमय शिवरूपम्, अद्वैतम् अतुलम् परमेशम्, शुद्धम् अपाप विद्धम्॥

ام

۲۹ مئی ۱۸۸۹ء   ستیم(۲) گیان منتم برہم۔ آنند آمرت شانتی نکیتن۔ منگل مے شِوروپم۔ ادویتم۔ اُتلم۔ پرمیشم۔ شُدھم۔ اپاپ ودھم۔

میں آپ کو سب کچھ ارپن کرتا ہوں آپ دیا رکھا کریں۔ آپ کا بنر کوئی نہیں ملا۔ چت اس

---

(۱) چونکہ ہر ایک خط کے آخر میں عموماً ایک ہی قسم کے الفاظ (آپ کا داس تیرتھ رام) گوسائیں جی نے استعمال کیے ہیں لہٰذا ہم نے عموماً خطوں میں یہ عبارت حذف کی ہے تاکہ کتاب بے فائدہ طوالت نہ پکڑے۔

(۲) اس سے پہلے تقریباً ہر ایک خط میں تیرتھ رام جی نے اپنے گورو کو مختلف القاب خطاب سے مخاطب فرمایا تھا۔ مگر اس سے لیکر ۱۸۹۹ء تک کے خطوط میں مندرجہ بالا خطاب القاب ہی وہ ہر ایک خط کے شروع میں استعمال کرتے رہے ہیں۔ اس لیے آئندہ ہر ایک خط کے اول بجائے مفصل خطاب والقاب لکھنے کے محض القاب مذکورہ بالا لکھا ہے۔ خواہ وہ خط خواہ اردو میں لکھا گیا ہو مگر خطاب مذکورہ بالا ہر ایک خط میں انہوں نے سنسکرت حروف میں ہی درج فرمایا ہے۔ اور یہاں اردو دانوں کی خاطر اسے اردو حروف میں دے دیا ہے۔

سنہ ۱۸۸۹ء[1]

(اس سال کے تمام خطوط بھاشا میں ہیں مگر برائے سہولیت اردو داں اردو حروف میں لیے گئے ہیں)

اوم

شری مہاراج سچدانند سروپ سرب شکتی مان نتیہ۔ اننت۔ وبھو۔ اکھنڈ۔ شدھ۔ بدھ
ایک رس۔ اکھنڈ۔ آد پرکھ۔ انتر واچ جی۔

میں آپ کو نمسکار کرتا ہوں۔ آپ کا مہربانی نامہ کل ملا تھا۔ مجھے کھانسی[2] نے تنگ کر رکھا ہے
دوا بھی بڑے کیے ہیں اور روٹی کھاتے بھی پانچواں ڈونگ (مرتبہ) ہے اور ایک ہی جگہ
بیٹھا بھی نہیں رہتا کیونکہ روز کالج جاتا ہوں اور بھوک کا نام تک نہیں لگتا۔
وظیفہ نہیں ملا۔ آپ دیا درشٹی رکھا کریں۔ میں آپ کا داس ہوں۔

تیرتھ رام جی کو وظیفہ ملنا

۱۹ مارچ سنہ ۱۸۸۹ء

القاب مذکورہ بالا

میں آپ کو سب کچھ ارپن کرتا ہوں۔ میں یہاں پہنچ گیا ہوں۔ مجھے وظیفہ[3] مل گیا ہے
آپ دیا رکھا کریں۔ . . . .

(۱) تیرتھ رام جی کی عمر اس سال ساڑھے ۱۵ برس کے قریب تھی۔

(۲) اس خط نیز کئی ایک خطوط سے واضح ہوتا ہے کہ گوسائیں جی کی صحت جسمانی اوائل عمر میں ٹھیک نہیں تھی۔ بلکہ تمام زمانہ طالب علمی وہ مختلف امراض جسمانی میں مبتلا رہے۔ اور جو کچھ کامیابی ان کو حاصل ہوئی وہ باوجود اس مسلسل بیماری کے تھی۔

(۳) سنہ ۱۸۸۹ء میں مسکلیف ہائیوڑن ہوئے سوہ جاکا نیت لین ہی کو بیدھ نہ ہوسکے چونکہ سوامی جی کا ستلب شدہ تھا اور جو بھی نہیں کا تھا۔ اس لیے آئے کا وظیفہ ان ہی کے حصہ میں آیا۔

۔۔۔۔ آپکے درشنوں کو جی بڑا چاہتا ہے۔ آپ خوشی رکھا کریں۔ ہمارا امتحان اب صرف کل منگلوار ہی کو ہوگا۔ میری طبیعت کا یہ حال ہو کہ اگر ایک دن سوچتیا دپا خانہ آتا ہے تو تین دن بالکل نہیں آتا؀

(مطلب گنجان ہونے کے سبب خط فارسی میں لکھا گیا)

۲۸ نومبر ۱۸۸۸ء

جناب مہاراج ست چد انند سروپ پورن برہم سرب شکتی مان جی

میں آپکے چرنوں کو سب کچھ ارپن کرتا ہوں۔ آپکے دو خط ایک میری طرف اور دوسرا لالا اجودھیا داس کی طرف مجھے آج منگل وار سلے نہایت خوشی حاصل ہوئی۔ ہمارا امتحان آج ختم ہو گیا ہے۔ وہ لڑکا[1] جمعیت رائے جسے کمیٹی سے وظیفہ ملا تھا اب پڑھنا چھوڑ بیٹھا ہے۔ اور سنا گیا ہے کہ کمیٹی کا سیکرٹری بھی ماسٹر چندو لال[2] ہو گیا ہے اس لئے میں آپ کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ آپ لالہ سرداری مل وغیرہ کے ذریعے لالہ شنکرداس وغیرہ کے آگے میری فکر رکھیں اور وظیفہ کا میرا حق بھی ہے کیونکہ جن لڑکوں کو سرکار سے وظیفہ ملا تھا میرا ہی نام امتحان میں اُنکے پیچھے آتا ہے۔ میں اِس سنیچر کو آپ کی قدمبوسی حاصل کروں گا۔ آپ مجھ پر دیا درشٹی رکھا کریں۔ میں آپ کا غلام ہوں۔ فقط۔ زیادہ حدِ ادب؀

---

(۱) سنا جاتا ہے اور کچھ کچھ خط سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس لڑکے (جمعیت رائے) کو میونسپل کمیٹی گوجرانوالہ سے رعایتاً وظیفہ ملا تھا اور کالج میں داخل ہونے کے بعد وہ نکما و سست پایا گیا اور اپنی پڑھائی سے حسب منشا غیر و کی دلجمعی نہ کر سکا تو اس کے وظیفے کے برخلاف کالج سے رپورٹ بھیجی گئی۔ جس پر اس نے کالج میں پڑھنا چھوڑ دیا۔ حقیقتاً پہلے بھی حق وظیفے کا تیرتھ رام جی کا تھا۔ جیسا کہ خط سے واضح ہو رہا ہے۔ مگر اب اس لڑکے کے کالج چھوڑنے سے وہ میونسپل کمیٹی سے مقررشدہ وظیفہ ایف۔ اے میں گوسائیں جی کو مل گیا۔

(۲) ماسٹر چندو لال اُن دنوں گوجرانوالہ ہائی سکول میں سکینڈ ماسٹر تھے۔ بعد ازاں یہ میونسپل کمیٹی گوجرانوالہ کے سیکرٹری مقرر ہو گئے۔ چونکہ انہیں تیرتھ رام جی کی لیاقت و تعلیم سے کوئی واقفیت بھی اسلئے گوسائیں جی نے اپنے خط میں اُن کا اشارہ فرمایا ہے؀

تیرتھ رام جی کا سنسکرت سیکھنا

اوم

۲۵ نومبر ۱۸۸۸ء　　شری مہاراج سچدانند سروپ سرب بیاپک سرب گھٹ پورن سرب شکتی مان جی

مَیں آپکے چرنوں میں اپنے آپ کو ارپن کرتا ہوں۔ میں اور دو تین اور لڑکوں نے ایف اے۔ کے امتحان کے لیئے کالج کے پنڈت جی سے سنسکرت شروع کی ہے۔ کُل دو تین پوتھیاں (کتابیں) ہیں اگر تب تک تیار ہو گئی تو امتحان میں لے لونگا۔ اگر نہ ہوئی تو نہ لونگا۔ پُرشارتھ کروں تو کچھ بات ہی نہیں۔ پر مَیں آپ کی آگیا (اجازت) بِنا کچھ نہیں کرنا چاہتا۔ کیول آپکی آگیا (اجازت) کا بھُوکا ہوں اور آپ کی کرپا درِشٹی کا چاہنے والا۔ مجھے اُتر (جواب) ضرور بھیجنا ✤

تیرتھ رام جی کو وظیفہ کی لگن

اوم

۱۴ نومبر ۱۸۸۸ء　　شری مہاراج سچدانند سروپ۔ پورن۔ برہم۔ سروگیہ۔ وبھوتت جی

مَیں آپکے چرنوں کو سب کچھ ارپن کرتا ہوں۔ آپکی پتر کا پہنچی۔ بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ اب ہمارا امتحان سہ ماہی اِس سوموار کو ہونیوالا ہے۔ آپکی دَیا درکار ہے آپنے چاہا تو وظیفہ[1] ملجائیگا ✤

تیرتھ رام جی کی جسمانی حالت

اوم

۲۶ نومبر ۱۸۸۸ء　　شری[2] مہاراج سچدانند سروپ پورن برہم سرب شکتی مان سروگیہ جی

مَیں آپکے چرنوں کو سب کچھ ارپن کرتا ہوں۔ آپ کی کوئی پتر کا نہیں آئی۔ ۔ ۔ ۔

(۱) اِس وظیفہ سے مراد میونسپل کمیٹی گوجرانوالہ کا وظیفہ ہے جو وہاں کی میونسپل بورڈ نے اُس لڑکے کے لیئے مقرر کیا ہوا تھا کہ جو اُسکے ہائی سکول سے ہونہار ولایق نکلے اور جس کے نمبر امتحانِ انٹرنس میں اُتنے نکلیں جو سرکاری وظیفہ خوار لڑکے کے ٹوٹل نمبروں کے قریب قریب برابر ہوں۔

(۲) اکتوبر سے لیکر نومبر تک کے خط ہندی بھاشا میں لکھے ہوئے تھے اُردو والوں کی سہولیت کے لیئے اُنہیں اُردو حرفوں میں بدلا گیا

میں سوموار کے دن مشن کالج میں داخل ہو گیا اور ایک مکان وچھووالی میں ایک روپیہ مہینہ کرایہ پر لیا ہے اس مکان کا مالک مہتاب رلے مقرب ہے۔ اِس لیئے مجھے خط اسکی معرفت لکھا کرو۔ اور میرا وظیفہ نہیں لگا۔ اور نہ ہی میں اوّل درجے میں پاس ہوا ہوں۔ میرا نمبر پنجاب میں اڑتیسواں ہے۔ یہاں مشن کالج میں ساڑھے چار روپے فیس ہے۔ فقط۔ زیادہ آداب۔
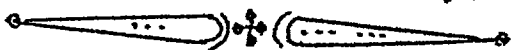
(خطوط سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اس چھوٹی عمر میں ہی تیرتھ رام جی کسے ایکانت اور آزادی پسند تھے)

۱۰ رجون ۱۸۸۸ء جناب مہاراج شری بھگت جی صاحب دام عنایتہٗ

مشتھا ٹیکمنہ۔ عرض ہے کہ دو تین دن ہوئے آپ کا مہربانی نامہ پہنچا جس میں میرے سماودھ[1] میں نجانے کا سبب پوچھا ہوا ہے۔ سو سب سے بھاری وجہ تو یہ ہے کہ وہاں ایکانت جگہ اور آزادی نہیں جو یہاں پر ہے۔ اور بھی کئی باتیں ہیں جو آپ کے روبرو بتائی جاویں گی۔ اور مجھ پر نظرِ عنایت رکھا کرو۔ فقط

نیازمند تیرتھ رام۔ ایف اے کلاس مشن کالج لاہور۔

تیرتھ رام جی کا بھاشہ سیکھنا

۱۹ اکتوبر ۱۸۸۸ء

شری مہاراج بھگت جی صاحب

میں آپکو بار بار پرنام کرتا ہوں۔ آپکی پتر کا نے کرت کرت[2] کر دیا۔ پرماتما اب اس کارج کو سمپورن[3] کرے۔ اب میں بھاشہ لکھ پڑھ سکتا ہوں۔ آپ کرپا درشٹی رکھا کرو۔

(۱) سماودھ سے مراد مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سمادھ سے ہے جو لاہور میں قلعہ کے نزدیک بنی ہوئی ہے۔ اِس میں چند کمرے عوام کی رہائش کے لیئے خالی تھے اور بہت تھوڑے کرایہ پر ملتے تھے۔ گوروجی مہاراج کی طرف سے وہاں رہنے کے لیئے ہدایت ملی تھی۔ مگر وہ جگہ لوگوں کے ہجوم سے اکثر بھری رہنے کی وجہ سے ایکانت بالکل نہیں رہتی تھی۔ لہذا مذکورہ بالا جواب گوروجی کو دیا گیا۔

(۲) خوش۔ محظوظ۔ (۳) پورا کرے۔

تیرتھ رام جی کا امتحان انٹرنس

۲۰ ر مارچ ۱۸۸۸ء

جناب مہاراج برگزیدۂ ساہد واں و چیدۂ عارفاں جیو

بعد دست بستہ آداب کے عرض ہے کہ آج سوموار کے دن ہمارا انگریزی کا امتحان ہُوا ہے۔ پرچے نہ تو بہت مشکل تھے نہ بہت سہل اچھا جو آپ کرینگے ہو جائیگا۔ دیگر ہمارا امتحان ۲۹ ر مارچ کو ختم ہو گا جبکہ منگل یا بدھ وار ہو گا۔ آپ کی دیا درکار ہے مہربانی کر کے اچھا خیال رکھنا اور عنایت کی نگاہ رکھنی۔ یہ بندہ آپ کا غلام ہے۔ فقط

اوم

۲۴ ر مارچ ۱۸۸۸ء

جناب مہاراج سنگورو جی برگزیدۂ ساہد واں و چیدۂ عارفاں

بعد دست بستہ نمسکار کے واضح رائے عالی ہو کہ آج ہم۔ انگریزی۔ فارسی۔ اردو کے امتحانوں سے فارغ ہو چکے ہیں۔ اب تواریخ، جغرافیہ۔ ریاضی یعنی حساب۔ الجبرا وغیرہ اور علوم طبیعات وغیرہ باقی ہیں۔ جو بہت مشکل ہیں۔ آپ کی مہربانی درکار ہے۔ دیا کی نظر رکھنی۔ میں آپ کا غلام ہوں۔ مہربانی کر کے یہ خیال کرنا کہ جیسا میں چاہتا ہوں اُس جیسے پرچے کر آؤں۔ فقط۔

غلام تیرتھ رام از لاہور

تیرتھ رام جی کے امتحانِ انٹرنس کا نتیجہ

۱۰ ر مئی ۱۸۸۸ء

جناب سنگورو جی مہاراج بھگت صاحب! مجھ پر خوش رہو۔

نوٹ۔ اِس سال انٹرنس کے امتحان دینے کے لئے تیرتھ رام جی لاہور گئے اور وہاں سے اپنے روزانہ حالات گورو جی کو اطلاع دیتے رہے مگر جائے غور یہ امر ہے کہ اتنی چھوٹی سی عمر میں تیرتھ رام جی کو اپنے گورو مہاراج پر اسقدر وشواش و کامل بھروسہ تھا کہ ہر ایک کام کی تکمیل اپنے گورو جی کی کرپا و دیا کے آسرے (انحصار) رکھتے تھے۔ اور کوئی کام بھی بنا اُنکے حکم و اشارے کے ہرگز نہ کرتے۔

رام تیرتھ

(خطوطِ رام)

سنہ ۱۸۸۶ء و ۱۸۸۸ء

(تیرتھ رام جی کی عمر سنہ ۱۸۸۶ء میں ۱۲½ سال کے قریب تھی اور ان دنوں وہ گوجرانوالہ ہائی سکول کی جماعتِ مڈل میں پڑھتے تھے۔ یہاں یہ امر غور طلب ہو کہ اتنی چھوٹی سی عمر میں بھی سوامی جی کو اپنے گورو جی کے ساتھ کیسی بھگتی و عزت تھی ؛)

از ویروکے ۔ ۲۴ مئی سنہ ۱۸۸۶ء [1] رہنمائے سالکاں وپیشوائے عارفاں سلامت

آپ کا نوازش نامہ مجھے بدوکی کے میلے سے ایک دن پہلے ملا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ "میلے کو آویں گے" اس واسطے میں بھی میلہ کو گیا مگر مجھے درشن نہ ہوئے۔ اور یہاں لفافے نہیں ملتے اس واسطے خط میں دیر ہوئی۔ اور آج صرف اس کارڈ کی خاطر وزیرآباد آیا ہوں۔ اور میں تو یہاں سے حضور کا قدمبوس ہو جاتا۔ مگر ہمیشہ کسی نہ کسی سبب سے رُک گیا۔ اور میں یہاں بڑا اُداس رہتا ہوں۔ . . . .

اور اگر کوئی قصور سرزد ہوا ہو تو معاف فرمائیں ؛

(نوٹ [1]) ویروکے گاؤں میں تیرتھ رام جی کے سسرال گھر تھے۔ وزیرآباد سے قریباً بیس میل کے فاصلہ پر یہ گاؤں واقع ہے۔ شادی چونکہ بہت ہی چھوٹی عمر میں ہوئی تھی تیرتھ رام جی اُس وقت ابھی پرائمری میں پڑھتے تھے جبکہ وِیاہے گئے تھے۔ اِس لیئے کسی ضروری کار کے لئے اُنھیں گوجرانوالہ سے وہاں جانا پڑا۔ مگر جائے غور ہے کہ وہاں پہنچکر بھی گورو جی کی بھگتی نے دِل میں اسقدر جوش مارا کہ محض اُنکو خط لکھنے کی خاطر تیرتھ رام جی اپنے سسرال گھر سے چلکر اتنی دُور آئے اور اپنے دِل کی حالت سے گورو جی کو آگاہ کیا ؛

"نارائن" اِن کا تہ دل سے دھنباد (شکریہ ادا) کرتا ہے۔ کہ اِن کی بدولت "رام" جیسے مہاتما کی قلمی زندگی محفوظ رہی اور لوگوں تک پہنچ سکی۔ اور نیز انہیں ازحد خوش قسمت سمجھتا ہے۔ کیونکہ "رام" جیسے شُدھ آتما اور دُنیا کو ہلا دینے والے مست پُرش کی اوائلِ عُمر میں اُسکے گورو ہونے کا فخر کسی بڑے ہی بھاگیہ وان (اقبال مند) کے حصّہ میں آتا ہے۔ اِس لیئے دھن ہیں بھگت جی کہ جن کو سوامی رام جیسے مہاتما کی تعلیم و تربیت کرنے کا شروع شروع میں حصہ ملا۔ اور دھن ہیں رام کہ جنکی بدولت لکھوکھا انسان ترگئے۔ لکھوکھا پژمُردہ دل بشّاش و مسرور ہوئے اور بھگت جی کا اقبال و نصیبہ اور بھی دوبالا ہوگیا +

"نارائن"
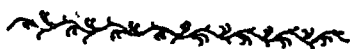
عالم اور مالکِ کُل ہو گئے اور بھگت جی جیسے لاکھوں اُن کی مستی پروالہ و شیدا ہو کر اُسکے مُرید و عاشق ہو گئے۔ مگر اُستاد جی (بھگت جی) مہاراج اپنی تنگ کوٹھڑی تعلقات میں ایسے مقید ہوئے کہ اپنی رِدّھی سِدّھی کی کُرسی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے اور بجائے اخلاقی و رُوحانی ترقی کرنے کے بدرجہا تنزل کر گئے۔

اگرچہ بھگت جی پہلے کی طرح ترقی کرنا چھوڑ بیٹھے اور کئی لحاظوں سے بہ نسبت سابق کے تنزل کر گئے اور شُہرت بھی اس وجہ سے اُن کی کم ہو گئی۔ تاہم اب بھی موجودہ حالت لاکھوں نامزد سادھوؤں اور کروڑوں گرہستیوں سے بدرجہا بہتر ہے اگرچہ وہ پہلے کی طرح اُدارچِت مست و شانت نہیں رہے۔ تاہم اب بھی جو صابرو شانت اور لاپرواہ حالت اُن کے دِل کی پائی جاتی ہے بہت کم مہاتماؤں میں نظر آتی ہے۔ بوجہ بال برہمچاری ہونے کے وہ کروڑوں دُنیاداروں سے زیادہ قابلِ تعظیم و تکریم ہیں۔ لیکن اُن کی تیز فہمی صبر و شانتی اور سادگی اب بھی ایسی ہیں کہ نارائن کے دِل کو متعجب کئے بغیر نہیں چھوڑتیں۔ اِسی وجہ سے بہت نامزد پنڈتوں اور مہاتماؤں سے بدرجہا زیادہ رُتبہ نارائن اُنکو دے رہا ہے اور تہِ دل سے اُن کی تعظیم و تکریم کرتا ہے۔ اور بسبب سوامی رام جی کے تو وہ ہر ایک کے پُوجنیہ اور خاص کر رام بھگتوں کے تو قابلِ تعظیم ہیں +

آجکل بھگت جی گوجرانوالہ میں متصل پُرانی منڈی رہتے ہیں۔ عُمر قریب قریب ستّر برس کے ہے۔ اب بھی طاقت میں آجکل کے نوجوانوں سے اگر زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں ہیں خوب چلتے پھرتے ہیں۔ کُل زندگی میں صرف دو دفعہ ہی شاید گھوڑے پر چڑھے ہوں۔ کُل کام گھر وغیرہ کا خود کرتے ہیں۔ ہمّت میں کسی طرح سے کم نہیں ہیں اگرچہ اُدارتا میں دِن بدن بہت فرق پڑتا جا رہا ہے +

کچھ اور ہی ہو جاتا ہے اور اگرچہ اُستاد کا گھمنڈ بوجہ تعلیم میں ترقی نہ کرنے کے کم نہیں ہوتا (خواہ وہ لوئر پرائمری سے پاس شُدہ لڑکا ایم۔اے پاس بھی کیوں نہ ہو جائے) لیکن لڑکے کے قلب کی حالت بوجہ ترقیٔ علم کے بالکل بدل جاتی ہے۔ اور اگر ایسا کوئی ایم۔اے پاس لڑکا اتفاق سے انسپکٹر مدارس کی ملازمت پر ممتاز ہو جائے اور اپنے پرانے اُستادوں کے امتحانِ پڑھائی کی خاطر اُسے اُن پہلی لوئر جماعتوں میں جانا پڑے تو اُنہی مولوی صاحبان یعنی سابقہ اُستادوں کو اُس اپنے سابقہ نامزد شاگرد کے آگے سر جھکانا پڑتا ہے۔ اور خواہ انسپکٹر صاحب کو وہ اپنے دل میں ابھی تک اپنا طفلِ مکتب ہی گردانتے ہوں اور اپنی اُستادی کے گھمنڈ میں پھولے نہ سماتے ہوں تاہم عملاً اور حقیقتاً وہ سب کے سب سابقہ مُرشد اس اپنے نامزد شاگرد کے آگے طفلِ مکتب ہوتے ہیں۔ اور اُس کے ماتحت وادنیٰ ملازم ٹھیرتے ہیں۔ بعینہ یہی حال بھگت جی اور گوسائیں تیرتھ رام جی کے متعلق دیکھا جاتا ہے۔ جب تیرتھ رام جی مذہبی تعلیم میں طفلِ مکتب تھے تو اُس وقت بالکل نرالی وعجیب عادات۔ اور ردّھی سدّھی والا پُرش اُنھیں کابل مہاتما اور بھگوان کا اوتار نظر آتا تھا۔ اِسی سبب سے وہ بھگت دھنا رام جی کو اپنا مُرشدِ کابل سمجھتے اور ساکھشات بھگوان کے اوتار کی طرح اُنکی تعظیم وتکریم کرتے تھے۔ مگر جوں جوں ہونہار رام نے دماغی و روحانی تعلیم میں ترقی پائی اور ترقی کرتے کرتے روحانی تعلیم کا ایم۔اے پاس کر لیا (یعنی نجانند (سرورِ ذات) میں مست آزاد ہو کر سنیاسی بھی ہو گئے)۔ اور بھگت جی مہاراج اپنی اُسی ادنیٰ ردّھی سدّھی کی کرسی پر ہی تھمے رہے اور بال برہمچاری ہوتے ہوئے بھی کام کرودھ۔ لوبھ۔ موہ پر قابو نہ پایا۔ بلکہ رشتہ داروں کی سینکڑوں خواہشات کے چنگال میں آکر ایک تنگ کوٹھڑی تعلقات میں ہی جکڑے رہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ شاگرد مہاراج تو آزادِ مطلق و مست ہو گئے۔ شاہنشاہِ

بھیجی جاتی تھی جسے گوسائیں جی "عرض کروں گا" کے جملہ سے اپنے خط میں اشارہ کرتے تھے وہ بھیجنی بھی قطعی بند ہو گئی۔ اور جب بھگت جی نے اس تمام کا سبب دریافت فرمایا تو رام جی مارچ ۱۸۹۹ء میں انکی خدمت میں یوں لکھتے ہیں کہ:۔

"عرض یوں ہے کہ یہاں کسی طرح کا قیاس نہیں دوڑایا گیا۔ ستر سے بھلی ایک دو کم روپے مہینے کے ملے اس میں سے کوڑی تو جمع کرنی نہیں۔ جو جو ضروریات سامنے آئیں بھگت گئیں۔ باقی ضروریات کو جواب دینا پڑا۔ کل بارہ روپے گھر بھیجے گئے جہاں آٹھ آدمی کھانے والے ہیں۔ گرہستی عورتوں۔ بچوں اور بوڑھوں کو زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور نہایت حاجتمند ہوتے ہیں بہ نسبت سادھوؤں کے۔ جنکے لیے شہد کی مکھیوں کی طرح اینک پھولوں پر سے مدھوکڑی لانا بھوشن ہے۔ اور جو ہو رہا ہے نہایت بجا اور درست ہو رہا ہے"

اب معاملہ بالکل برعکس ہو گیا۔ بجائے گوسائیں جی کو نصیحتیں یا اُپدیش ملنے کے خود بھگت جی کو ملنے لگے۔ یعنی جو ندی کہ ذرا سی خشک اور ذرا پانی کی دھارا لیے پہلے تیرتھ رام جی کی طرف بہتی تھی وہ اب بے انتہا نصیحتوں کے جل سے لبالب ہو کر اُلٹی بھگت جی کے رُخ بہنے لگی۔ بموجب مثل پنجابی "ہیٹھلے اوپر اور اوپرلے ہیٹھ ہو گئے"

س گورو جو کہ تھا وہ تو گڑ ہی رہا
و لے اس کا چیلہ شکر ہو گیا

جیسے مکتب میں جو طفل کہ ابھی داخل ہی ہوئے ہوتے ہیں انکو لوئر پرائمری کے استاد بڑے بھاری عالم و فاضل بلکہ فرشتہ نظر آتے ہیں۔ لیکن جب ان میں ہونہار طلبا تعلیم میں ترقی کرتے کرتے ہائی سکول یا کالج تک پہنچ جاتے ہیں تو پھر انکو اپنے پہلے لوئر پرائمری کے استادوں کی لیاقت و تعلیم سے بخوبی خبر ہو جاتی ہے۔ گو ان سلام یا بندگی تو کچھ مدت تک ویسی ہی چلی جاتی ہے مگر دلی امتیاز کا رنگ ڈھنگ

گوسائیں جی کے اندر تب تک ہی جاگزین رہا۔ جب تک کہ اُنکے قلب میں خود مستی نے اپنا رنگ نہیں جمایا تھا۔ جب مُرشد کے ازحد عشق (اتینت گورُو بھکتی) سے قلب دُھل کر تیرتھ رام جی کے اندر اپنے ذاتی آنند کا بحر جوش مارنے لگا تو پھر کہاں کا گورُو اور کہاں کا چیلہ۔ کہاں ایشور اور کہاں ایشور کا اوتار سب کے سب دُم دبائے اپنے اپنے گھونسلے میں چھُپ گئے۔ اور چھُپے بھی ایسے کہ بالکل عنقا ہو گئے۔ یہ تمام سلسلہ، ترقیٔ قلب سوامی جی کے قلمی خطوط سے بخوبی مترشح ہو رہا ہے اور پڑھنے والے کو بخوبی یقین دلا رہا ہے کہ جب تیرتھ رام جی کا دل ذاتی آنند میں سیر ہو کر غوطہ مارنے لگا تو پھر روزمرّہ بھگت جی کو خط لکھنے بند ہو گئے۔ اور گاہے گاہے اگر بھگت جی کے خط کے جواب میں کچھ لکھا بھی جاتا تو وہ بطور اُپدیش کے ہوتا تھا۔ گورو شِشّ کے بھاؤ سے یا بھگت جی سے کسی طرح کے اُپدیش یا حکم کی توقع رکھ کر ہرگز تحریر نہ ہوتا تھا۔ اوّل تو خط لکھنے ہی بند ہو گئے۔ دوئم اگر بھگت جی کے بہت خطوط کے جواب میں رام کچھ لکھتے بھی تو بہت مختصر و نصیحتوں سے بھرا ہُوا۔ مثلاً نومبر ۱۸۹۷ء میں جب بھگت جی نے تیرتھ رام جی سے شاید لگاتار خط نہ لکھنے یا ہر ایک خط کا جواب نہ بھیجنے کا سبب دریافت فرمایا تو آپ اُنکے جواب میں یُوں رقم انداز ہوتے ہیں:۔

"...... گو مَیں نے اتنے دن خط نہیں لکھا مگر سوائے آپ کے سرُوپ میں رہنے کے کوئی کام بھی نہیں کیا۔ جب اپنا آپ ہو گئے تو خط کس کو لکھیں"؟

اِس تاریخ کے بعد تیرتھ رام جی کے اندر تیاگ و ویراگ کی اُمنگیں جوش مارنے لگیں اور دِلی سینّاس اُن پر طاری ہو گیا۔ اِسکے بعد جو خط بھگت جی کو لکھے گئے۔ اُن میں یا تو بھگت جی کی دلیلوں اور سوالوں کے زبردست جواب ہیں اور یا دِل پر چوٹ لگانے والی پریم بھری نصیحتیں۔ مگر کسی طرح کی دُنیوی غرض و تعلق اُن میں نہیں۔ علاوہ اسکے جو یا ہواری رقم بطور مدد گاہے گاہے بھگت جی کی خدمت میں

کے پھر درشن ہوئے جنکی ہدایت سے آن پر پہلے سمادھی طاری ہوئی تھی۔ ابتو بھگت جی انکے ساتھ ہو لیئے۔ اور انکے ہمرکاب جنگلوں میں جاکر خوب ایکانت ابھیاس کرنے لگے۔
زیادہ تر ابھیاس بھگت جی کو انہد شبد کا رہتا تھا۔ جب جنگلوں میں مہاتما موصوف کی سنگت دیر تک کی اور ایکانت ابھیاس خوب کیا تو انھیں کلام ومن کی چند سدھیاں حاصل ہو گئیں۔ یعنی جسکو جو کچھ وہ کہتے یا جسکے بارہ میں جیسا بھی خیال کرتے وہ فوراً پورا ہو جاتا تھا۔ اور جب کسی کو کوئی سراپ (شاپ) دیتے وہ بھی فوراً اپھل لے آتا تھا۔ بعد ازاں بھگت جی جنگل کو چھوڑ اپنے دُنیوی گھر (گجرانوالہ) میں آگئے اور رفتہ رفتہ ان سدھیوں کے سبب اپنے قصبہ میں شہرت پانے لگے ؛
اغلباً انہی ایام میں گوسائیں تیرتھ رام جی کو انکے والد صاحب گوجرانوالہ ہائی سکول کی سپیشل کلاس میں پڑھنے کے لیئے اپنے پرم متر بھگت دھنا رام جی کی زیرنگرانی چھوڑ گئے بھگت جی کی انوکھی و نرالی عادات اور کلام کی سدھیوں نے بھولے بھالے بالک تیرتھ رام جی کے دل پر کچھ عجیب اثر ڈالا۔ بھگت جی سے وہ ایسا ڈرنے لگے جیسے کوئی آستک پُرش پرمیشور سے ڈرتا ہے۔ اور روزمرہ بھگت جی کے کلام کی سدھی۔ اور دیگر خوبیاں دیکھکر بالک تیرتھ رام جی کے دل میں یہ خیال جم گیا کہ بھگت جی ساکھشات ایشور کا اوتار ہیں ؛
بھگت جی اگرچہ عوام کی نظر میں قوم کے اڑوڑہ اور ادنٰے پیشہ کرنے والے ٹھٹھیرے تھے مگر تیرتھ رام جی کے دل کو وہ بڑے عارف کامل اور بھگوان کا ساکھشات اوتار محسوس ہوتے تھے۔ جو نوٹ در بارۂ لائف بھگت دھنا رام جی گوسائیں تیرتھ رام جی نے اپنی نوٹ بک میں درج فرمائے ہیں اُن سے صاف صاف عیاں ہو رہا ہے کہ گوسائیں جی اپنے ایام خانہ داری میں بھگت جی کو محض اپنا گورو ہی نہیں مانتے تھے بلکہ ساکھشات ایشور کا اوتار بھی انھیں محسوس کرتے تھے۔ اور یہ گوروشش بھاؤ

لوگ ابھی تک بھگت جی کو خدا کے نام سے پکارتے ہیں ۔

اس طرح بات چیت میں تو وہ ہر ایک کو خدا کے نام سے پکارتے یا خود بھی کہلاتے تھے مگر باطنی آنکھ پوری پوری نہیں کھلی تھی یعنی بھید کا پورا پورا انکشاف ابھی تک نہیں ہوا تھا۔ اس لیئے اُنکے دل میں ہر دم بے قراری سی لگی رہتی تھی۔ اور جب پنڈ داد نخاں میں دیر تک رہنے پر بھی کسی سے اُنکی بے قراری دور نہ ہوئی تو پھر وہ اُس قصبہ کو چھوڑ کر شانتی اور آنند کی تلاش میں گوجرانوالہ آئے۔ اور یہاں اُنکو چند مہاتماؤں کے درشن ہوئے۔ بھگت جی کو بڑا مضطرب اور بے قرار دیکھکر ایک مہاتما نے دریافت فرمایا۔ کہ "اے پیارے! تم حیران و پریشان کیوں اور کس سبب ہو؟ بھگت جی نے عرض کی کہ "مہاراج! دنیوی سکھ کے تو سب سادھن (وسیلے) حاصل ہیں۔ مگر دل پھر بھی بیقرار و اشانت (مضطرب) ہوئے جاتا ہے"۔ مہاتما نے جواب دیا کہ "من کو تم اپنے ساکھشی آتما (شاہد ذات) میں مقیم (استھت) کرو"۔ اُسی وقت بھگت جی نے من کو اپنی ذات کے دھیان میں لگایا۔ اور حسب بھگت جی کے بیان کے من اُنکا اِس دھیان میں ایسا محو ہو گیا کہ تین چار گھنٹے تک اُن کو کسی طرح کی سُدھ بُدھ (ہوش) نہ رہی۔ جب چار گھنٹے کے بعد من دھیان سے اُترا تو مہاتما جی کو روبرو موجود نہ پایا۔ جب بھگت جی نے برابر کے دوکانداروں سے پوچھا تو جواب ملا کہ "آپ تو چار گھنٹے کے بعد ہوش میں آئے ہیں اور مہاتما تو صرف تھوڑی دیر بیٹھکر چلے گئے تھے۔ ہم حیران ہیں کہ آپ اتنی دیر تک کیسے محو و مستغرق (ایکاگر چت) بیٹھے رہے"۔ یہ جواب سُن کر بھگت جی خوش ہوئے اور مہاتما کے چلے جانے کا ذرا افسوس تک نہ کیا۔ بلکہ یہ خیال دل میں بیٹھانے لگے کہ "چلو من کے ایکاگر کرنے کا عمل تو مجھ کو آگیا ہے۔ اب اور کسی بات کی ہمیں پرواہ نہیں" تب سے بھگت جی یکسو دلی کے بڑے شائق ہو گئے۔ اور ہر روز باقاعدہ ابھیاس میں بیٹھنے لگے ۔ اِس طرح ابھیاس کرتے اُنھیں تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ اُن مہاتما جی

اوائل عمر میں بھگت جی کو کتھا سُننے کا بھی شوق تھا۔ جہاں کہیں کتھا ہوتی وہاں اپنے ہمجولیوں سمیت جاتے اور جب اُنکے ساتھی کتھا کے وقت بات چیت کرتے یا غُل مچاتے تو آپ اُنکو خاموش کر دیتے تھے۔ بہت غور سے آپ کتھا سُنتے اور دوسروں کو بھی دل لگا کر سُننے کی ہدایت کرتے۔ غرض اُن کا میلانِ طبع شروع ہی سے دھرم کے کاموں کی طرف تھا۔ اور پریم و بھگتی کی کتھا سے اُنکے دل پر اسقدر اثر ہوتا تھا کہ ایک دفعہ راس منڈل میں سداماں بھگت کی بے پروائی اور اُس پر کرشن مہاراج کی ادھینتا کو دیکھکر اُنکی آنکھوں میں پریم کے آنسو بھر آئے ؞

اِسی طرح جب ایک طرف سے جِسمانی مضبوطی اور دُوسری طرف سے یکسو دلی ترقی پانے لگی تو بھگت جی میں شعر خوانی کا مادہ بھی نمودار ہونے لگا۔ جب ذراسی محویت طاری ہوتی تو اُنکی زبان سے بے ساختہ اشعار نکلنے لگتے۔ اِنہیں ایام میں اُنکی قلم سے دو سی حرفیاں نکلیں جیکے بارے میں سوامی رام جی مہاراج اپنی قلم سے یُوں رقمطراز ہیں۔ "اگرچہ اِن سی حرفیوں کے اشعار میں خوش راگ وزن کے خواص (metre و Bright muse) وغیرہ بافراط نہیں تاہم زیادہ تعریف کے قابل بات یہ ہے کہ اِن میں (labour) محنت کا نام تک بھی خرچ نہیں ہوا۔ جیسا کہ اور شاعروں کے باب میں دیکھا جاتا ہے۔ مثلاً فردوسی کے حال میں کہ باوجود تیس برس میں صرف ساٹھ ہزار شعر بنانے کے کہ جن کا تخمینہ صرف ۵ یا ۶ شعر ہی روزانہ ہوتا ہے۔ پھر بھی اُن میں یہ خُوبیاں نہیں پائی جاتیں" ؞

تقریباً اِنہیں دنوں میں بھگت جی کو یوگ باششٹ کی کتھا سُننے کا اتفاق ہُوا جس سے اُنھیں اوّل ہی اوّل یہ پتہ لگا کہ آدمی سب کچھ کر سکتا ہے اور یہ کہ حقیقت میں برہم رُوپ ہے۔ اِس رمز کو پاتے ہی بھگت جی ہر ایک کو کبھی سُندر۔ کبھی خدا کبھی برہم کے نام سے پُکارتے اور لوگ بھی انہیں ناموں سے اُنکو بُلاتے تھے۔ تب کے واقف

اپنے شوق کی وجہ سے اِس قصبہ میں بھی کُشتی کی ورزش کا رواج ڈال دیا اور اس کام کے لیئے ایک بڑا اکھاڑا بنوا ڈالا۔ اِس اکھاڑے میں ہر روز آپ بھی ورزش کرتے اور کئی دیگر نوجوانوں کو بھی خُوب ورزش کرواتے تھے۔ اِنکی دیکھا دیکھی اِن کے اکھاڑے کی طرز پر اُس قصبہ میں کئی اور اکھاڑے بھی بن گئے۔ تھوڑے عرصے کے بعد انہیں ایک بڑے شہ زور پہلوان سے لڑنے کا سابقہ پڑا گو یہ پہلوان بھگت جی سے دُگنا قدآور اور موٹا تازہ تھا۔ تاہم میدانِ جنگ (اکھاڑے) میں بھگت جی نے اُسے خُوب پچھاڑا۔ اور ایک گھنٹے کے اندر اُسے چت کر دیا۔ یہ تعجب انگیز کامیابی بھگت جی کو اپنے جسمانی بل سے نہیں ہوئی تھی بلکہ جیسا اُنہوں نے خود فرمایا تھا۔ یہ سب پرماتما پر پُورا یقین و بھروسا رکھنے کا نتیجہ تھا ٭

اِس نوجوانی کے عالم میں بھگت جی جیسے کہ مضبوط و پہلوان تھے ویسے ہی بڑے دلیر اور فیاض بھی تھے۔ جو کچھ کماتے وہ کچھ خود کھاتے اور بہت سی رقم سادھو مہاتماؤں کی سیوا میں خرچ کر دیتے تھے۔ اور ارادے یا ہٹھ کے بھی اتنے پکے تھے کہ جو من میں ٹھان لیتے اُسے ضرور نبھا کر دکھا دیتے تھے۔ اِس پختہ ارادے کی مدد سے اُنہوں نے ایسی ایسی عجیب عادات ڈال لیں کہ جو دوسرے کو متحیر کیئے بغیر نہ رہتیں ٭

مثلاً کتنی مدت تک پاخانے جاتے پیشاب ہرگز نہ کرتے تھے۔ ایسے ہی کھانا کھاتے تو پانی مطلق نہ پیتے تھے۔ ایک دفعہ ایسی عادت ڈالی کہ دن بھر بیٹھے ہی رہے اور پھر ایسی خاموشی سادھی کہ بالکل چُپ رہے۔ کبھی موسم سرما میں بالکل کپڑے نہ پہنے بلکہ برہنہ زندگی بسر کرنے لگے۔ اور کبھی موسم گرما میں کپڑوں کے بوجھ سے لاد لیا۔ الغرض نہایت ہی عجیب و غریب عادات ڈالیں۔ جن سے اُنکے ارادے کی مضبوطی کا کافی ثبوت ملتا ہے ٭

اِنہیں دنوں میں گوجرانوالہ کے ایک اور دولتمند پادھہ رتن نے بھی اپنے بیٹے کے کہنے پر بھگت جی کو ناحق مارا تھا جس کا ثمرہ اُنھیں بھی یہ ملا کہ پادھہ جی کا اکلوتا بیٹا دمبر بدیال ہیضہ کی بیماری سے رحلت کر گیا۔ اور باقی خاندان کا بھی وہی حال ہُوا جو باشی پاندھہ کے خاندان کا ہُوا تھا۔

پاندھے سے اُٹھنے یعنی مکتب چھوڑنے کے بعد بھگت جی کو اُنکے والد صاحب نے ٹھٹھیرے کا کام سیکھنے کے لیئے ایک واقف تجربہ کار ٹھٹھیرے کے سپرد کیا۔ تھوڑے عرصہ کے اندر ہی بھگت جی نے اُس کام سے عمدہ واقفیت حاصل کر لی۔ اور اپنی روزی کمانے کے لائق ہو گئے۔ اُنہیں ایام میں بھگت جی کو ورزش و کُشتی کا بہت شوق تھا۔ شام کو جب اپنے کام سے فُرصت پاتے جھٹ اکھاڑے میں پہنچ جاتے اور وہاں خُوب ورزش ہر طرح کی کرتے تھے۔ جو روپیہ یا سوا روپیہ روزانہ کمانے وہ تقریبًا تمام ہی پہلوانی میں صرف کر دیتے تھے۔ اِس طرح جب وہ سِن بلوغ کو پہنچے یعنی جب قریب اُنیس ۱۹ برس کے ہُوئے تو ایک دفعہ بیساکھی کے میلے پر کٹاس راج تیرتھ کی یاترا کرنے گئے یہ تیرتھ بھارت ورش کی آنکھ کہلاتا ہے۔ اور پنڈدادن خاں سے تقریبًا پندرہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ بیساکھی کے دن ہندوؤں کا میلا یہاں بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے اور اس میلہ پر مہاتما سادھو لوگ بھی بکثرت آتے ہیں۔ یہ تیرتھ یاترا ختم کر کے جب بھگت جی کٹاس راج سے پنڈدادن خاں کو واپس آئے تو اُن کا دِل وہاں ہی قیام کرنے کو چاہنے لگا۔ اور ٹھٹھیرے کا کام بکثرت دیکھکر وہاں اسی پیشہ کی ایک دُکان کھول لی اور مستقل رہائش اختیار کر لی۔

اِس قصبہ میں کُشتی کی ورزش کا رواج ابھی تک نہ تھا۔ صرف مُگدریاں و مگدر وغیرہ سے لوگ ورزش کیا کرتے تھے۔ بھگت جی فنِ کُشتی میں ماہر تو تھے ہی

زبانی پوچھنے کے لیئے روک لیا کرتا تھا۔ اور جو لڑکا اُسکے سوال کا پہلے جواب دیتا اُسے فوراً رخصت مل جاتی اور باقیماندہ طلبا بعدازاں باری باری رخصت پاتے تھے۔ ہر دفعہ بھگت جی ہی سوالوں کے جواب دینے میں اوّل رہتے اور سب طلبا سے پہلے رخصت پایا کرتے تھے۔ گویا اپنے سب ہم جماعتوں میں اوّل تھے ❊

ایک دفعہ باہمی سازش سے لڑکوں نے بھگت جی پر کوئی جھوٹی تہمت لگانی چاہی تاکہ وہ سب سے پہلے گھر جانے نہ پائیں۔ چنانچہ ایک لڑکے نے اُنکی شکایت کی۔ اور باقی سب لڑکوں نے اُسکی تصدیق کی۔ اِس پر پادہ جی نے دُوسرے لڑکے سے بھگت جی کے پانچ چپت لگوائے جنکے نشان بہت دیر تک اُنکے بدن پر رہے۔ پادھہ جی کا نام "باشی پادھہ" تھا۔ چونکہ یہ سب سزا بھگت جی کو ناحق اور بلا ٹھیک تحقیقات ملی تھی اِس لیئے وہ بڑے پژمردہ دِل گھر پہنچے۔ اور گھر میں قدم رکھتے ہی روکر اپنے والد صاحب سے یوں مخاطب ہوئے "دیکھو! باشی پادھہ جی نے بغیر کسی قصور کے ناحق سخت طمانچے میری پیٹھ پر دُوسروں سے لگوائے ہیں اِس لیئے میں آیندہ پاندھے (مکتب) کبھی نہیں جاؤں گا۔ اگر آپ میرا اس پاندھے جانا بند کر دینگے تو میں گھر میں رہوں گا۔ ورنہ ہمیشہ کے لیئے گھر سے باہر نکل جاؤنگا" اِس پر والد صاحب نے اُنکی دِل جمعی کی اور اقرار کیا کہ "ہم تمہارا پاندھے جانا بالکل روک دینگے۔ تم گھر سے باہر کہیں مت جاؤ" چنانچہ اُسوقت سے بھگت جی کا پاندھے جانا بالکل موقوف ہو گیا۔

مکتب جانا تو بند ہو گیا۔ مگر جیسا کہ بھگت جی کا بیان ہے اُس ناحق سزا دینے کا پھل پادھہ جی کو یہ ملا کہ اُن کا بڑا لڑکا فوراً مرضِ چیچک میں مُبتلا ہو کر مر گیا۔ اور بعدازاں پادھہ کے باقی لڑکے بھی یکے بعد دیگرے اِسی بیماری سے فوت ہو گئے۔ پھر اُن کی پیاری بیوی بھی پرلوک سدھاریں اور بیوی کے تھوڑے عرصہ بعد آپ بھی رحلت کر گئے۔ غرضیکہ دو ماہ کے اندر اندر ہی پادھے جی کا کُل خاندان تباہ ہو گیا ❊

جو اُنکی زمانۂ طالب علمی کی مشکلات و دقتوں کا سامنا کرنے اور اُنکو حل کرنے میں بڑی مدد دینگے۔ سوامی رام کی اُردو تصانیف کے شائع کرنے کے متعلق یہ بھی عرض کرنا مناسب نہ ہوگا۔ کہ ان کُل اَمول پُستکوں کے چھپوانے کے لیئے چند پیارے رام بھگتوں نے ایک فنڈ قائم کیا ہے جسکے منتظم ماسٹر امیر چند صاحب پبلشر انگریزی کلیاتِ رام قرار پائے ہیں۔ ابتک مفصلہ ذیل اصحاب نے مندرجہ ذیل رقوم سے مدد فرمائی ہے۔

(۱) لالہ رام رگھبیر لال صاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس فیض آباد۔ . . . . یکصد

(۲) لالہ برجپال سرن صاحب بی۔اے۔ } پسرانِ سا[illegible] رام رتن صاحب رئیس مراد آباد — یکصد

(۳) لالہ رگھونندن پرشاد صاحب۔ . } — یکصد

(۴) لالہ برہمانند صاحب اگروال سکنہ گھنور۔ ریاست پٹیالہ . . . . یکصد

(۵) لالہ شیر سنگھ صاحب پسر دیوان سری رام صاحب ایم۔اے مرحوم وزیر اعظم ریاست [illegible] یکصد

(۶) پنڈت برہمانند جی قانونگوئے کلّو ۵۰

(۷) لالہ گوردھیان سنگھ مینیجر ریاست کھیتڑی ۵۰

(۸) متفرق و گپت دان . . . . باقی [illegible] ۱۴۳

اور آئندہ جو اصحاب جسقدر مدد دینا چاہیں وہ بھی ماسٹر صاحب موصوف کے پاس بھیجکر ممنون فرمائیں کیونکہ ان رام پیاروں کا ارادہ سوامی جی کی مکمل سوانح عُمری معہ تمام اُردو تصانیف و تقاریر و نظم وغیرہ کے نہایت صاف و عمدہ ترتیب میں شائع کرنیکا ہے اور اس اہم کام کے لیئے کئی ہزار روپوں کی ضرورت ہوگی جو کسی ایک شخص کی بساط سے باہر ہے۔ آخر میں نارائن دعا کرتا ہے کہ یہ نہایت مفید اشاعت ناظرین کی آتماؤں کو آنند سے پُر کرے اور جس طرح اس کی اشاعت سے نارائن کا دل محظوظ و مسرور ہوا ہے ویسے تمام مطالعہ کنندگان کا بھی دِل محظوظ و مسرور ہو اور ہر ایک پیر و جوان کے لئے نہایت مفید و رہنما ثابت ہو۔ آمین (تتھاستو)

آر۔ ایس۔ نارائن

وہ بخوبی جانتے تھے اور یہ بھی اُن پر روشن تھا کہ سوامی جی کی دیگر کُل تصانیف کی اشاعت بھی راقم ہی کے سپرد ہے۔ تاہم خطوں کو دینے میں وہ تامّل اور پس و پیش کرتے رہے بلکہ ایک دو دفعہ تو دبی زبان سے اِنکار بھی کر دیا ؛

اِس نیک ارادے کے پورا کرنے میں گوجرانوالہ نواسی دیوان **ہری چند** صاحب ریٹائرڈ تحصیلدار و حال پلیڈر نے جسقدر مدد دی وہ قابلِ تحسین و شکریہ ہے آپ بھگت جی کے نہایت عزیز دوست و معتبر ساتھی ہیں۔ جب اِنکو "نارائن" کے اِس نیک ارادے کی بابت معلوم ہُوا۔ اور بھگت جی کی کوتاہی دیکھی تو آپنے جھٹ بھگت جی کو خُوب سمجھایا۔ اور نارائن کے تحریری وعدے پر اُنہیں خطوط دینے پر آمادہ کر دیا۔ گوجرانوالہ میں ایک یہی رام پیارے نکلے۔ جنھوں نے اِس نہایت اعلیٰ و مفید کام کی تکمیل میں بڑے شوق سے مدد دی اور بھگت جی سے کُل خطوط برائے انتخاب و اشاعت لے دیئے۔ ورنہ اِس سے پہلے بہت سے اصحاب ناکامیاب ہو ہی چُکے تھے۔ اور اب آخری درخواست "نارائن" کی تھی۔ اگر "نارائن" کی درخواست بھی خالی جاتی تو ان خطوں کا بھگت جی کی زندگی میں جلد چھپنا ناممکن ہو جاتا۔ اور رام پیارے بھی اِس بے بہا خزانہ سے جلد بہرہ یاب نہ ہو سکتے ؛

جیسے دیوان ہری چند صاحب کی کوشش قابلِ شُکریہ ہے ویسے ہی دہلی نواسی ماسٹر **امیر چند** صاحب کی مدد بھی قابلِ شُکریہ کے ہے۔ انھوں نے اپنا بہت سا قیمتی وقت ان گیارہ سو خطوں کے انتخاب و مرتّب کرنے میں نارائن کے ساتھ صرف کیا۔ اگر ماسٹر صاحب بھی اِس اہم کام کے پُورا کرنے میں نارائن کے ساتھی نہ ہوتے تو اتنی جلد ان خطوں کا پبلک تک پہنچانا دشوار بلکہ ناممکن سا ہو جاتا ؛

بھگت جی کے نام کے خطوں کے علاوہ "رام" کے اور بھی خط دیگر رام پیاروں سے موصول ہُوئے ہیں جو واجب سمجھ کر اِس جلد کے آخر میں درج کئے گئے ہیں۔ اگر

سے تھوڑے سے ہی عرصہ کے اندر انہوں نے خود تکلیف اُٹھا کر لاہور میں درشن دیئے اور سوامی جی کے تمام خطوط وغیرہ دکھانے کے لیئے راقم کو اپنے ساتھ گوجرانوالہ لے گئے۔ یہ خطوط انہوں نے مٹی کے ایک برتن میں محفوظ رکھے ہوئے تھے۔ وہ برتن کا برتن بڑی محبت و شفقت سے بھگت جی نے راقم کے آگے رکھ دیا اور "نارائن" نے اُسکے رُوبرو ہی پڑھنے شروع کر دیئے ٭

ابھی دو تین ہی خط پڑھے گئے تھے کہ دل نے شوق دلایا کہ اِن کُل خطوط کو پہلے تاریخ و سال کے مطابق سلسلہ وار لگایا جائے۔ اور پھر اُنکو پیچھے بعد دیگرے بغور پڑھا جائے تاکہ سوامی جی کی اوائل زندگی کے حالات صاف صاف و باترتیب معلوم ہو جائیں ٭

اِس قسم کے سلسلہ میں بہت سے دن گزر گئے۔ مگر جو خط خطوں کے سلسلہ وار مطالعہ سے راقم کے دِل نے اُٹھایا وہ قلم کے احاطہ سے باہر ہے۔ اور اس بے حد آنند کے ساتھ ہی اِن خطوں کے پبلک تک نہ پہنچنے کا صدمہ بھی دِل کو از حد زور سے لگا۔ اِس کرخت چوٹ سے گھائل شدہ دِل بے اختیار بھگت جی سے یُوں مخاطب ہوا کہ "مہاراج! یا تو آپ اِن خطوں کو جلد چھپوا کر پبلک تک پہنچایئے یا یہ کُل کام نارائن ہی کے حوالے کر دیجیئے۔ اِس طرح اِن خطوں کا مٹی کے برتن میں رکھنا اور محض چوہوں کی خوراک بنانا نہ صرف سوامی جی کے بچپن کے حالاتِ زندگی سے ہی رام بھگتوں کو محروم رکھے گا۔ بلکہ جو بیشمار بے بہا نصیحتوں سے بھرے ہوئے مضامین اِن خطوں میں مرقوم ہیں اور سوامی جی کی اوائلِ زندگی کا فوٹو کھینچتے ہیں۔ اُن تمام سے بھی اُنکو بے بہرہ رکھیگا اور سچائی کا اِس طرح سے چھپائے رکھنا آپ کو سخت پاپ کا مرتکب بنائیگا"

اِس دردانگیز درخواست پر بھگت جی نے خطوں کے چھاپے جانے کی خواہش تو ضرور ظاہر کی مگر خطوں کے دینے کے لیے تیار نہ ہوئے۔ حالانکہ نارائن کو

کی قلم نے ابھی تک اُمید نہ دلائی کہ وہ سوانح عُمری عنقریب مکمل و شائع ہو گی۔ تو رام بھگتوں نے بہت شور و واویلا مچایا اور اپنی از حد بیقراری ظاہر کر کے اس کام کے لیئے نارائن کو اُکسایا۔ اگرچہ نارائن کو یقین کامل تھا کہ "پورن سنگھ جی" اپنی ملازمت کے فرائض سے تھوڑا بہت وقت نکال کر ضرور اس مفید و دلچسپ کام کو جلد انجام دینگے مگر جب اِس تکمیل میں کچھ دیر دیکھی تو رام پیاروں کی بیقراری کو شانت کرنے کے لیئے راقم نے ایک مختصر سوانح عُمری زبان ہندی میں مرتب کر کے ہندی "رام برشا" کی جلد دوم میں بطور دیباچہ کے چھپوادی۔ اور کچھ مفید حالاتِ زندگیٔ رام سے رام پیاروں کو آگاہ کر دیا۔

راقم کے لیئے ہندی زبان میں سوانح عُمری کے لکھنے کا یہ پہلا موقعہ تھا۔ تاہم رام پیاروں کو یہ تحریر کچھ ایسی بھائی کہ ہر ایک نے اِس کا اُردو زبان میں ترجمہ کرنے کو فرمایا۔ "سوامی جی" کی زندگی کے آخری حالات بیان کرنے میں تو راقم کو ذرا شک نہ گزرتا تھا۔ کیونکہ وہ سب حالات چشم دید تھے۔ مگر شروع کے کچھ حالات محض لوگوں و رام کے لواحقین سے سُنکر لکھے تھے۔ اُنکے دوبارہ بیان کرنے میں کبھی کبھی شکوک پیدا ہو جاتے تھے۔ اِس لیئے کُل سوانح عُمری ہندی کو لفظاً بلفظ اُردو میں لکھنے سے دِل جھجکتا تھا جب اِیسے پس و پیش میں تھا۔ تو خبر ملی کہ "سوامی رام جی" کے قلمی تقریباً گیارہ سَو خط جو اوائل عُمر میں اُنھوں نے اپنے اُس وقت کے گُورُو بھگت دھنا رام جی کو لکھے تھے۔ بھگت جی کے پاس گوجرانوالہ میں محفوظ پڑے ہیں۔ اُن سے سوامی جی کے لڑکپن اور طالب علمی کے زمانے کی زندگی بخوبی عیاں ہو رہی ہے۔ اِس لیئے اُردو سوانح عمری شروع کرنے سے پیشتر اگر وہ تمام خطوط پڑھ لیئے جائیں تو بہتر ہو گا۔

یہ معلوم ہوتے ہی بھگت جی کے درشن کا از حد اشتیاق ہوا۔ اور خوش قسمتی

تمہید
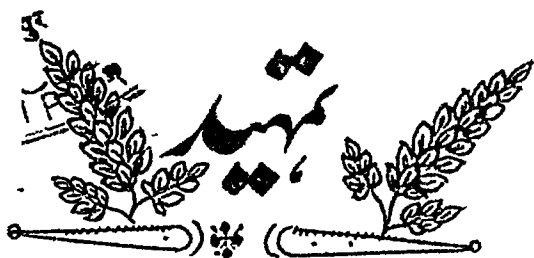
بہت عرصہ سے راقم کے دل میں یہ خیال اُٹھ رہا تھا کہ اپنے نہایت مہربان و معزز گرو سوامی رام تیرتھ جی مہاراج کی زندگی کے دلچسپ حالات قلمبند کر کے پبلک تک پہنچائے جائیں۔ مگر اس خیال کی تکمیل کچھ تو سوامی جی کی انگریزی کلیات کی اشاعت کے اہم کام میں مشغول رہنے سے رُکی رہی۔ اور کچھ پیارے پُورن سنگھ جی کی ترنگوں اور اُمنگوں کے نتیجہ کی انتظار سے نہ ہونے پائی۔ سوامی رام تیرتھ جی کے شریر چھوڑنے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد پیارے پُورن سنگھ جی نے سوامی جی کی سوانح عمری انگریزی زبان میں لکھنی شروع کر دی تھی۔ اور اس کل کام کو اپنی قلم سے ہی ختم کرنے کا بیڑا اُٹھا رکھا تھا۔ اور بذریعہ تحریر اُمید دلائی تھی کہ ایک یا دو سال کے اندر یہ اہم کام بالکل مکمل ہو جائیگا۔ چونکہ یہ یقین قوی تھا کہ جو سوانح عمری "پیارے پُورن سنگھ جی" کی قلم سے نکلے گی وہ ہر طرح سے اعلیٰ و صحیح و دلچسپ ہو گی اور خاطر خواہ مطلب براری کر دیگی اس لیئے "نارائن" نے اپنی قلم کو اس کام کے لیئے اُٹھانا واجب نہ سمجھا اور نہ ایسی جرأت کی بلکہ اس دلچسپ سوانح عمری کا ہی منتظر رہا بجائے ایک یا دو برس کے جب پورے پانچ برس ختم ہو گئے اور "پورن جی"